

84

23204
92.6.54

सहक प्रमाणिकरण ११८४-११८४
नारिख इतिहास-रिन
११ सो शकी

84 84



84;U

● برہمہ دھرم کی خدمت: ●	
پوسٹ نمبر.....	84
آگامی نمبر.....	84
تاریخ.....	
گورکھ گڑھ کنگری، ہریانہ	

84

تاریخ انگلستان

مصنف

ٹی۔ ایف۔ ٹاؤٹ ایم۔ اے۔ ڈاکٹر ان
 لٹریچر۔ آنریری پروفیسر و پروفیسر تاریخ
 مانچسٹر یونیورسٹی۔ فیلو برٹش اکیڈمی

مترجمہ

محمد شفیع۔ سینئر پروفیسر تاریخ
 اسلامیہ کالج۔ پشاور

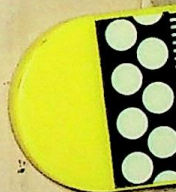
پبلشرز

لانگ مینسٹر۔ گریمین اینڈ کمپنی لمیٹڈ
 لنڈن۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ مدراس

1935



84;U



Printed by Quorban Khan, B.A. at the Model Litho & Printing Works,
66-1A, Baitakhana Road, Calcutta.

دیباچہ

پروفیسر ٹی - ایف ٹاؤٹ ایم - اے - ڈی لٹ کا نام علمی حلقوں میں خاص احترام سے لیا جاتا ہے آپ ہانچسٹر یونیورسٹی میں علم تاریخ کے پروفیسر تھے۔ آپ نے تاریخ انگلستان پر ایک سلسلہ کتب تصنیف کیا ہے۔ جو مقبول عام ہے۔ اس سلسلے میں تین کتابیں ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کتاب ایک علمی معیار کو پیش نظر رکھ کر تصنیف کی گئی ہے۔ پہلی کتاب مبتدیوں کی ضروریات کے مطابق ہے۔ اور باقی دو کتابوں میں علمی معیار کو تدریجاً بلند کیا گیا ہے۔

موجودہ کتاب پروفیسر ٹاؤٹ کے سلسلے کی پہلی کتاب کا ترجمہ ہے۔ پروفیسر موصوف نے اس کتاب میں اس بات کا خاص طور پر زحیاں رکھا ہے کہ تاریخ کو محض چند واقعات یا تاریخوں کا فرسودہ اور غیر دلچسپ مجموعہ نہ بنا دیا جائے۔ ان کی سب سے بڑی کوشش یہی ہے کہ تاریخ برطانیہ کا ارتقائی پہلو واضح کیا جائے۔ اور بیان کے تسلسل کو غیر ضروری تفصیلات پر

قربان نہ کیا جائے۔ واقعات کی جو تفصیل اس کتاب میں موجود ہے۔ اس پر استاد اپنی طرف سے کچھ ایزا دکر کے بیان کر سکتا ہے۔ لیکن اگر صرف اسی کتاب پر اکتفا کیا جائے تو وہ بھی طلباء کے لئے ناکافی نہیں ہے۔

موجودہ ترجمے میں پروفیسر ٹاؤٹ کی عبارت کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ مگر یہ کوشش بھی کی گئی ہے۔ کہ یہ کتاب ایک ترجمہ ہونے کے علاوہ بجائے خود ایک مستقل کتاب بھی تصور کی جا سکے۔ مزید برآں اس کے ابتدائی باب اور اخیر کا باب مترجم کی اپنی تصنیف ہیں۔

یہ کتاب پنجاب یونیورسٹی کے انٹرنس کے طلباء کے لئے لکھی گئی ہے۔ یونیورسٹی کا نصاب نارمن لوگوں کی فتح انگلستان سے شروع ہوتا ہے۔ مگر چونکہ اس فتح کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے اس سے پہلے کے واقعات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ اس لئے کتاب کے پہلے دو بابوں میں برطانیہ کی ابتدائی تاریخ مختصر طور سے بیان کر دی گئی ہے۔ تاکہ کتاب کا تسلسل برقرار رہے۔

کتاب کے آخر میں مترجم نے اصلاحات ہند کے متعلق ایک باب کا اضافہ کیا ہے۔ اس میں ۱۹۵۹ء اور اس سے بعد کی آئینی اصلاحات سے بحث کی گئی ہے۔ اگرچہ ان اصلاحات کا تعلق زیادہ تر ہندوستان ہی سے ہے۔ مگر اس سلسلے میں تاریخ برطانیہ کے ایک اہم دور پر روشنی پڑتی ہے۔ سرکار برطانیہ کی طرف سے ہندوستان کو جو آئینی حقوق وقتاً فوقتاً عطا کئے گئے ہیں۔ وہ برطانوی سیاست اور سد بتر کی ایک زترین مثال ہیں۔ حکومت برطانیہ نے ہندوستان کے جمہور کی خواہشات کا احترام کر کے اس ملک کو ایک بہت بڑی حد تک بد امنی اور شورش کے خطرات سے محفوظ رکھا ہے۔ اور ہمارے لئے ایک مستقل آئینی ارتقا کی راہ کھول دی ہے۔ اس معاملے کی اہمیت کا تقاضا ہے۔ کہ موجودہ کتاب میں اس کا تذکرہ کیا جائے۔

محمد شفیع

20 مارچ 1935ء

اسلامیہ کالج پشاور

فہرست مضامین

باب	مضمون	صفحہ
۱	برطانیہ میں رومینوں کی حکومت	۱
۲	محاربات ڈینز اور الفریڈ اور اُس کے جانشین {	۸
۳	ایڈورڈ کانفیسر - ہیرلڈ اور ولیم ڈیوک نارمنڈی {	۱۳
۴	نارمنوں کی فتح ۱۰۶۶ء سے ۱۱۵۴ء	۲۳
۵	ہنری دوم ۱۱۵۴ء سے ۱۱۸۹ء	۳۴
۶	ہنری دوم کے لڑکے ۱۱۸۹ء سے ۱۲۱۶ء	۴۴
۷	ہنری سوم ۱۲۱۶ء سے ۱۲۷۲ء	۵۴
۸	ایڈورڈ اول ۱۲۷۲ء سے ۱۳۰۷ء	۶۶
۹	ایڈورڈ دوم ۱۳۰۷ء سے ۱۳۲۷ء	۷۵
۱۰	ایڈورڈ سوم ۱۳۲۷ء سے ۱۳۷۷ء	۷۹
۱۱	ریچرڈ دوم ۱۳۷۷ء سے ۱۳۹۹ء	۹۰
۱۲	شالان لینکاسٹر ۱۳۹۹ء سے ۱۴۶۱ء	۹۷
۱۳	شالان یارک ۱۴۶۱ء سے ۱۴۸۵ء	۱۱۲
۱۴	ہنری ہفتم ۱۴۸۵ء سے ۱۵۰۹ء	۱۱۹
۱۵	ہنری ہشتم ۱۵۰۹ء سے ۱۵۴۷ء	۱۲۴

باب	مضمون	صفحہ
۱۶	ایڈورڈ ششم ۱۵۴۷ء سے ۱۵۵۳ء	۱۳۹
۱۷	میری ۱۵۵۳ء سے ۱۵۵۸ء	۱۴۰
۱۸	الزبتھ ۱۵۵۸ء سے ۱۶۰۳ء	۱۴۸
۱۹	جیمس اول ۱۶۰۳ء سے ۱۶۲۵ء	۱۴۵
۲۰	چارلس اول ۱۶۲۵ء سے ۱۶۴۹ء	۱۴۵
۲۱	کامن ویلتھ یا جمہوریت ۱۶۴۹ء سے ۱۶۶۰ء	۱۹۱
۲۲	چارلس دوم ۱۶۶۰ء سے ۱۶۸۵ء	۱۹۸
۲۳	جیمس ثانی ۱۶۸۵ء سے ۱۶۸۸ء	۱۹۸
۲۴	ولیم سوم ۱۶۸۹ء سے ۱۷۰۲ء	۲۱۳
۲۵	ملکہ میری ۱۶۸۹ء سے ۱۶۹۴ء	۲۱۳
۲۶	ملکہ این ۱۷۰۲ء سے ۱۷۱۴ء	۲۱۹
۲۷	جارج اول ۱۷۱۴ء سے ۱۷۲۷ء	۲۲۷
۲۸	جارج ثانی ۱۷۲۷ء سے ۱۷۶۰ء	۲۳۱
۲۹	جارج سوم ۱۷۶۰ء سے ۱۸۲۰ء	۲۴۱
۳۰	جارج چہارم ۱۸۲۰ء سے ۱۸۳۰ء	۲۴۰
۳۱	ولیم چہارم ۱۸۳۰ء سے ۱۸۳۷ء	۲۴۰
۳۲	ملکہ وکٹوریا ۱۸۳۷ء سے ۱۹۰۱ء	۲۴۸
۳۳	ایڈورڈ ہفتم ۱۹۰۱ء سے ۱۹۱۰ء	۲۸۸
۳۴	جارج پنجم	۲۹۵
۳۵	اصلاحات ہند	۳۱

تاریخ انگلستان

باب ۱

محل وقوع برطانیہ کلاں بر اعظم یورپ کے مغرب میں واقع ہے۔ اس کے شمال و مغرب میں بحیرہ اوقیانوس جنوب میں رودبار انگلستان اور مشرق میں بحیرہ شمالی ہیں۔ اس میں دو بڑے جزیرے اور کئی ایک چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں۔ ان جزیروں میں بڑا جزیرہ مشرق میں واقع ہے۔ اس میں انگلیٹڈ۔ سکاٹ لینڈ اور ویلز ہیں۔ دوسرے جزیرے کا نام آئر لینڈ ہے۔

برطانیہ جزیروں کا مجموعہ ہے۔ جن کا ساحل کٹا پھٹا ہے۔ اس میں کئی اعلیٰ درجے کے بندرگاہ ہیں۔ بر اعظم یورپ اور برطانیہ میں ۲۶ میل سمندر حائل ہے۔ برطانیہ کے باشندے زمانہ قدیم سے ہی اعلیٰ درجے کے ملال

اور تاجر رہے ہیں۔ اس کا بحری بیڑہ سمندروں کی ملکہ ہے۔ اور تجارتی بیڑہ بھی کسی قوم سے کم نہیں۔ برطانیہ کے ارد گرد سمندر ہے۔ اس لئے وہ بیرونی حلوں کے خلاف سد سکندری کا کام دیتا ہے۔

برطانیہ کی آب و ہوا معتدل۔ اس کے باشندے محنتی اور جفاکش ہیں۔ زمین زرخیز ہے۔ اس میں چھوٹے چھوٹے دریا اور پہاڑ ہیں۔ دریا سست رفتار ہیں اس لئے شاہراہوں کا کام دیتے ہیں۔ پہاڑوں میں لوہے اور کوئلے کی کانیں ہیں۔ علاوہ ازیں یہ ملک تمام بر اعظموں کے تقریباً عین مرکز میں واقع ہے۔ اس لئے اس کے جہاز چار دائرہ عالم میں چکر لگاتے رہتے ہیں۔

دور اول۔ ایک وقت تھا۔ کہ برطانیہ بر اعظم

یورپ سے ملحق تھا۔ اور اس کے باشندے تورانی نسل کے تھے۔ اُس زمانے کو لوگ پتھر کا زمانہ کہتے ہیں۔ کیونکہ اُس زمانے کے لوگ چقماق سے اوزار بناتے تھے۔ اس کے بعد ایک اور قوم کا ظہور ہوا۔ جس کو جدید پتھر کے زمانہ کے لوگ کہتے ہیں۔ ان کے پتھر کے اوزار زیادہ صاف اور کار آمد ہوتے تھے۔ مورخین اس کو

آئبرین کہتے ہیں۔ ان کے بعد آریں نسل کی قوم
 سلٹس (Celts) آئی۔ وہ مہذب تھے۔ ان کو برٹن
 بھی کہتے تھے۔ اور ان کے نام سے ہی اس ملک
 کا نام برطانیہ ہے۔ وہ مختلف فرقوں میں تقسیم
 تھے۔ ان کا سردار الگ الگ ہوتا تھا۔ اکثر یہ
 سردار خود مختار تھے۔ اور ایک دوسرے سے برسر
 پیکار رہتے تھے۔ ان کا مذہب ڈرویڈازم (Druidism)
 (بت پرستی) تھا۔ وہ انسانی قربانی کرتے تھے۔ ان
 کی تجارت اہل گال سے تھی۔ ان دنوں فرانس
 کا نام گال تھا۔

برطانیہ میں رومیوں کی حکومت
 55 قبل مسیح سے 410ء تک
 رومنز روما کے رہنے والے
 تھے۔ انہوں نے تمام اٹلی
 کو مسخر کر کے ارد گرد کے علاقوں کو زیرِ نگین
 کرنے کے بعد ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد
 ڈالی۔ روم کے مشہور جرنیل جولیس سیزر کو گال
 (موجودہ فرانس) کی تسخیر کا کام سپرد ہوا۔ گالز
 کی فتح کے درمیان جولیس سیزر کو یہ معلوم ہوا۔
 کہ برطانیہ کے لوگ گال کے باشندوں کی امداد
 کرتے ہیں۔ اس لئے اس نے 55ء قبل مسیح کو
 برطانیہ پر حملہ کر دیا۔ لیکن یہ حملہ ناکام رہا۔
 دوسرے سال 54ء قبل مسیح اس نے دوبارہ

حملہ کیا۔ اہل برطانیہ نے اطاعت اختیار کر کے سالانہ خراج کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد جولیس سیزر (Julius Caesar) واپس چلا گیا۔ ستانوے سال تک کسی رومی جرنیل نے برطانیہ کا رخ نہ کیا۔ آخر کار شہنشاہ کلاڈیوس (Claudius) نے برطانیہ کو از سر نو فتح کرنے کا مصمم ارادہ کیا۔ رومی فوجوں نے برطانوی سپاہ کو پے در پے شکستیں دے کر جنوبی علاقے پر قبضہ کر لیا۔ اب تو شہنشاہ کلاڈیوس بھی تشریف لے آئے۔ ۴۳ء میں رومی سپاہیوں نے ملکہ بوڈیشیا اور اُس کی لڑکیوں کی توہین کی۔ جس سے بغاوت برپا ہوئی۔ جو بڑی مشکل سے فرو ہوئی۔

رومنز نے برطانیہ پر تقریباً چار سو سال حکومت کی۔ اس کے بعد وہ برطانیہ کو خیرباد کہنے پر مجبور ہوئے۔ ۴۱۰ء میں گاتھس کے الو العزم بادشاہ الیرک نے روم کو فتح کر لیا۔ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے رومی فوجیں ایک مرکز پر جمع ہونے لگیں۔ رومی افواج متعینہ برطانیہ بھی واپس آگئیں۔ اُن کی عدم موجودگی سے قائد اٹھا کر پکٹس سکائٹس اور سیکسنوں نے تمام برطانیہ کو تاخت و تاراج کر دیا۔

رومن تہذیب کا
برطانیہ پر اثر

اہل روما نے برطانیہ کی حالت
سدھارنے میں نمایاں حصہ لیا۔
انہوں نے سرحد سکاٹ لینڈ پر دو مضبوط
دیواریں تعمیر کرا کر برطانیہ کو اہل سکاٹ لینڈ
کے حملوں سے محفوظ کر دیا۔ اہل برطانیہ نے
رومیوں کے مذہب عادات اور رسم و رواج کو
اختیار کیا۔ رومیوں نے ملک میں پختہ سڑکوں کا جال بچھا
دیا۔ شہر و چھاؤنیاں آباد کیں۔ رفاہ عام کی
عمارتیں۔ متعدد حمام اور تھیٹر جاری کئے۔
کانیں کھود کر لوہے۔ تانبے۔ سیسے۔ جست کی
تجارت شروع کی۔ جنگلوں اور دلدلوں کو صاف
کیا۔ زراعت نے اس قدر ترقی کی کہ برطانیہ
کو براعظم یورپ میں غلہ کا گودام کہنے لگے۔
عیسائی مذہب کی اشاعت ہوئی۔ عدل و انصاف
کا دور دورہ ہوا۔ لیکن رومیوں نے اہل برطانیہ
کی دلاوری اور قومی روح کو تباہ کر دیا۔
جب رومی اپنے ملک کی حفاظت کے لئے
برطانیہ سے رخصت ہو گئے۔ تو اہل سکاٹ لینڈ
نے برطانیہ پر حملہ کر کے اس کو تاخت و تاراج
کر دیا۔ برطانیہ کے سردار دریجرن نے جرمنی
کے دو سرداروں ہنچسٹ اور ہورسا کی امداد

طلب کی۔ انہوں نے اہل سکاٹ لینڈ کو مار کر نکال دیا۔ لیکن اپنے عہد و پیمان کے خلاف برطانیہ کے جنوبی حصہ پر قابض ہو گئے۔

اینگلز - سیکسن اور جوش + سب سے پہلے برطانیہ میں جوش وارد ہوئے۔ وہ

جرمنی اور ڈنمارک کے جنوبی علاقے کے باشندے دراز قد اور خوبصورت تھے۔ ان کا گزارہ کھیتی باڑی پر تھا۔ خاندان کا بزرگ اُن کا سردار ہوتا تھا۔ وہ بتوں کی پرستش کرتے اور دیوی دیوتاؤں کو مانتے تھے۔

اینگلز - سیکسن اور جوش پہلے پہل تو لوٹ مار کی غرض سے آئے۔ لیکن ملک کی زرخیزی دیکھ کر وہ یہاں ہی آباد ہو گئے۔ کینٹ - ویسکس - مرشیا - نارتھمبریا اُن کی مشہور آبادیاں تھیں۔ انہوں نے اصلی باشندوں کو مار کر بھگا دیا۔ لیکن وہ آپس میں بھی لڑتے رہتے تھے۔ ان میں سے سب سے طاقتور اور زبردست بادشاہ کو بریٹوالڈا یعنی شاہنشاہ کہتے تھے۔ سب سے پہلے نارتھمبریا کا بادشاہ ایڈون بریڈوالڈا تسلیم کیا گیا۔ اس کے بعد مرشیا اور ویسکس کے بادشاہوں نے یہ عہدہ جلیلہ زور بازو سے حاصل کیا۔ بعد ازاں

یہی عزت ایگبرٹ کے حصہ میں آئی - وہ ویسکس کا بادشاہ تھا - اس کے عہد میں ناروے - سویڈن اور ڈنمارک کے باشندوں نے جو ڈینز کہلاتے تھے انگلستان پر حملے شروع کر دئے ۔

یہ اقوام اپنے ملک میں سادہ زندگی بسر کرتی تھیں - سوسائٹی دو حصوں میں تقسیم تھی - اول اہل یا گروہ امرا - دوسرے سرل یعنی طبقہ عوام - امرا کے پاس دولت - مویشی اور زمین ہوتے تھے - لیکن جس شخص کے پاس زمین نہ ہوتی تھی - وہ آزاد شہری تصور نہ کیا جاتا تھا ۔

عیسائی مذہب کی اشاعت رومن کے بعد عیسائیت برطانیہ سے نیست و نابود ہو گئی - اور بت

پرستی کا پھر دور دورہ ہوا - پوپ گریگوری (Gregory) نے اپنے زمانہ میں ایک راہب آگسٹائن (Augustine) کو اشاعت مذہب کے لئے روانہ کیا - وہ ۵۹۷ء میں انگلستان پہنچا - اس وقت کینٹ کا بادشاہ ایٹھل برٹ تھا - اور اُس کی ملکہ برتھا عیسائی مذہب کی پیروی تھی - ایٹھل برٹ نے عیسائی مذہب قبول کر کے آگسٹائن کو کنٹربری کا آرچ بشپ مقرر کر دیا - ۶۲۷ء میں پادری پالینس نے شاہزادہ ایڈون والے نارٹھمبریا کو عیسائی کر لیا - بادشاہ کے

بعد تمام نارٹھمبریا عیسائی ہو گیا۔ اور پالینس آریج
 بشپ یارک مقرر ہوا۔ لیکن مرشیا کے بادشاہ
 پینڈا عیسائیت کا جانی دشمن تھا۔ اُس نے
 ایڈون کو قتل کر دیا۔ اس طرح عیسائیت رُک
 گئی۔ نارٹھمبریا کے بادشاہ آسولڈ نے عیسائی مذہب
 اختیار کر لیا۔ لیکن پینڈا نے اس کو بھی شکست
 دے کر قتل کر دیا۔ 655ء میں پینڈا
 نے اہل نارٹھمبریا سے شکست کھائی اور قتل کر
 دیا گیا۔ اس طرح بت پرستی کا خاتمہ ہوا۔ اور
 مرشیا کے لوگ بھی عیسائی ہو گئے۔

باب ۲

محاربات ڈینز اور الفریڈ
 اور اُس کے جانشین

ڈینز ناروے اور ڈنمارک
 کے جنوبی حصے کے رہنے والے
 تھے۔ وہ 810ء میں انگلستان

ڈینز کی آمد اور الفریڈ
 اور اس کے جانشینوں
 سے لڑائیاں +

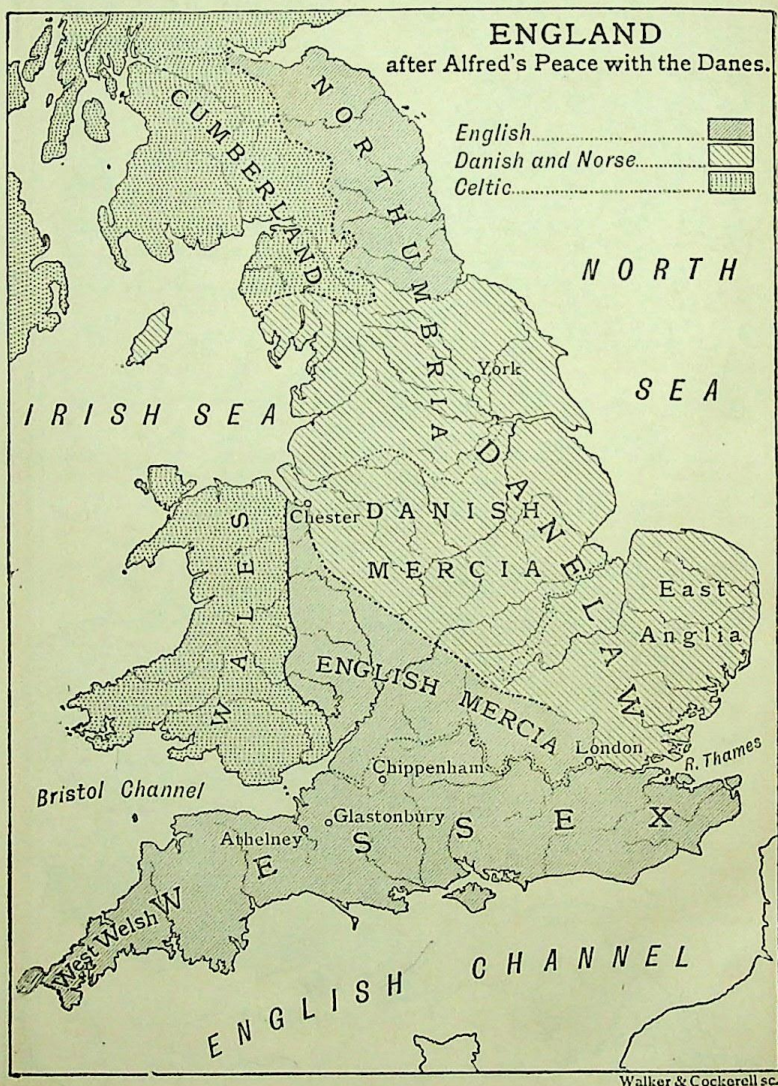
پر حملہ آور ہوئے۔ ویسیکس کا حکمران ایگبرٹ (Egbert) تھا۔ اس نے اُن کی روک تھام شروع کی۔ لیکن وہ ⁸³⁸ء میں فوت ہو گیا۔ اور اُس کے مرنے کے بعد ڈینز نے کافی اقتدار حاصل کر لیا *۔

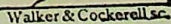
ایگبرٹ کے سب سے چھوٹے بیٹے الفریڈ (Alfred) نے ڈینز کو ملک سے باہر نکال دینے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ لیکن اُس کو ڈینز کے سردار گتھرم (Guthrum) کو شکست دے کر ملک بدر کر دیا۔ تھوڑے عرصے بعد ایلفریڈ نے گتھرم کو شکست فاش دی۔ اور صلح نامہ ویڈمور (Wedmore) کر لیا۔ اس عہد نامے کے رو سے گتھرم نے عیسائی مذہب قبول کر لیا۔ اور ملک کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ جو علاقہ ڈینز کے ہاتھوں میں آیا۔ اس کو ڈین لا کہتے تھے۔ الفریڈ کے جانشینوں نے رفتہ رفتہ یہ علاقہ بھی فتح کر لیا۔ آخر کار ڈینز اہل انگلستان سے مخلوط ہو کر ایک قوم بن گئے *۔

الفریڈ نے ڈینز کو شکست دے کر عیسائیت اور انگریزی تہذیب کو تباہی سے بچا لیا۔ بحری بیڑے کی بنیاد ڈالی۔ شہروں کو مستحکم کیا۔ قلعے تعمیر کرائے۔ قومی ملیشیا کو از سر نو منظم کیا۔

مجموعہ قوانین مرتب کیا۔ - - - - -
 علوم کے لئے اپنے محل میں مدرسہ قائم کیا۔
 اور تعلیم کے لئے ممالک غیر سے جیہ عالم منگوائے
 لوگوں کے دلوں میں سیر و سیاحت کا شوق
 پیدا کیا۔ *

ایلفریڈ کے بیٹے ایڈرڈ دی ایڈر نے مرشیا۔ ایسیکس
 اور مشرقی انگلسیہ فتح کئے۔ اہل ویلز نے اس کو
 سردار تسلیم کیا۔ اس کا لڑکا اتھلسٹن (Athelstan)
 تمام برطانیہ کا فرمانروا تسلیم کیا گیا۔ اس کے بعد
 ایڈمنڈ اور ایڈرڈ نے اپنا اقتدار بڑھایا۔ یہاں
 تک کہ انگریز۔ ڈینز۔ سکاٹس اور اہل ویلز بھی
 ان کے زیر نگیں ہو گئے۔ اب انہوں نے شاہنشاہ
 برطانیہ کا لقب اختیار کر لیا۔ ایڈگر نے شاہی
 اقتدار کو انتہائی درجہ تک پہنچا دیا۔ لیکن اس
 اقتدار کو قائم کرنے میں اصل روح رواں آرچ
 بشپ ڈنسٹن (Dunstan) تھا۔ اس کا مقصد یہ
 تھا کہ ڈینز اور اہل انگلستان متحد ہو جائیں۔ اس
 نے ان کی خوشنودی مزاج حاصل کرنے کے لئے
 ان کو اعلیٰ عہدوں پر مقرر کیا۔ اس طرح سے
 انگریز اور ڈینز متحد ہو گئے۔ ڈنسٹن کا مقصد
 یہ تھا۔ کہ شاہی اقتدار اور قوت سب پر غالب





ہو اور تمام امرا اُس کے سامنے سر نہ اٹھائیں +
 امن پسند ایڈگر (Edgar) کے بعد اس کے لڑکے
 ایٹھلرڈ کے عہد میں ڈینز نے پھر انگلستان پر
 حملے شروع کر دیے۔ ایٹھلرڈ نے مقابلہ کرنے
 کی بجائے اُن کو روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ یہ
 روپیہ ٹیکس کی صورت میں رعایا سے اکٹھا کیا
 جاتا تھا۔ اس کو ڈین گیلڈ یعنی ڈینز کے نذرانہ
 کا روپیہ کہتے تھے۔ اب تو ڈینز روپیہ کی خاطر
 انگلستان پر پے در پے حملے کرنے لگے۔ ایٹھلرڈ
 روپیہ ادا کرنے سے تنگ آ گیا۔ اور اُس نے
 ڈینز مقیم انگلستان کے قتل کا حکم ^{۱۰۶۶} دیا۔
 سینٹ برائس (St. Brice) کے دن دے دیا۔ جب
 ڈنمارک کے بادشاہ سوین نے اس قتل کا حال
 سنا۔ تو اس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ اس
 نے انگلستان پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔
 ایٹھلرڈ بھاگ کر نارمنڈی چلا گیا۔ سوین کے
 انتقال کے بعد اس کا لڑکا کینوٹ (Canute) تخت
 نشین ہوا۔ اُس نے انگریزوں کو اعلیٰ عہدوں
 پر مقرر کیا۔ اور اپنی فوج کو ڈنمارک بھیج دیا۔
 تاکہ اہل انگلستان یہ محسوس کریں۔ کہ ان پر
 شاہ کینوٹ کو اعتماد ہے۔ اُس نے شاہ ایڈگر

کے قوانین جمع کر کے انگریزوں اور ڈینز پر ان قوانین کو حادی کر کے انگریزوں اور ڈینز کی تفریق کو اڑا دیا۔ کینوٹ نے انگلستان کو چار بڑے اضلاع میں تقسیم کر کے ان پر ایک ایک حاکم مقرر کیا۔ کینوٹ انگلستان۔ سویڈن۔ ڈنمارک اور ناروے کا بادشاہ تھا۔ اس لئے تمام یورپ اُس کا لوہا مانتا تھا۔

کینوٹ کے جانشین کینوٹ کی وفات کے سات سال کے اندر اندر اس کے تینوں لڑکے یکے بعد دیگرے اس جہاں سے انتقال کر گئے۔ اس طرح انگلستان میں ڈینز کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اس کے بعد اہل انگلستان نے ایڈورڈ کانفیسر کو جو ایٹھ لاکھ پانچ سو سب سے بچھوٹا بیٹا تھا۔ بادشاہ مقرر کیا۔ وہ نہایت ہی پارسا تھا۔ انتظام حکومت اس کے خسر ارل گاڈون کے ہاتھ میں تھا۔ ایڈورڈ کی اوائل زندگی فرانس میں بسر ہوئی تھی۔ اس لئے وہ فرانسیسوں کا شیدائی تھا۔ اس نے ان کو اعلیٰ اعلیٰ عہدے عطا کئے۔ نارمنوں کے روز افزوں اقتدار کو دیکھ کر انگریزوں کے دلوں میں غصے کے شعلے بھڑکنے لگے۔ ارل گاڈون نارمنوں

کے برخلاف پارٹی کا سردار ہو گیا۔ ایڈورڈ نے
گاڈون اور اس کے لڑکے ہیرلڈ کو ملک بدر
کر دیا۔ اب نارمنوں نے انگریزوں پر مظالم
کرنے شروع کر دیے۔ اس لئے انگریزوں کے
دلوں میں بادشاہ کے برخلاف نفرت زیادہ ہوتی
گئی۔ آخر ایڈورڈ نے گاڈون کو واپس بلا لیا۔
گاڈون نے نارمنوں سے عہدے چھین کر ان
کو فرانس بھیج دیا۔ گاڈون کا انتقال ۱۵۵۲ء میں
ہوا۔ اور اُس کی جگہ اس کا بیٹا ہیرلڈ مقرر ہوا۔

باب ۳

ایڈورڈ کا نفیسر۔ ہیرلڈ

اور ولیم ڈیوک نارمنڈی

چیدہ چیدہ اشخاص :-

نارمنڈی کی ایما۔ ایڈورڈ کا نفیسر (گناہ کا اعتراف
کرنے والا) ہیرلڈ مغربی سیکسنوں کا ارل اور
بعد ازاں شاہ انگلستان۔ ولیم نارمنڈی کا حاکم اور
بعد ازاں شاہ انگلستان۔ ہیرلڈ ناروے کا بادشاہ۔

اہم تاریخیں :-

۱۵۶۶ء - ہیرلڈ کی حکومت

۱۵۶۶ء - ہیسٹنگز کی لڑائی - اور ولیم منصور کی تخت نشینی

نارمنڈی کی ایما (ایڈورڈ کانفیسیر) Edward the Confessor

رگناہوں کا اعتراف کرنے والا کی والدہ کا نام ایما تھا۔ اور وہ نارمن الاصل تھی۔ ایڈورڈ کی تربیت بھی نارمنڈی میں ہوئی تھی۔ اس لئے اُس کو اپنی والدہ کے اہل وطن سے الفت تھی۔ اب ہمیں یہ بتلانا ہے۔ کہ یہ نارمن لوگ کون تھے۔ اور ان کا ملک نارمنڈی کہاں تھا۔ ان باتوں کا معلوم کرنا از حد ضروری ہے۔ کیونکہ تاریخ انگلستان ایڈورڈ پارسا کی وفات کے بعد بالکل ہی مختلف ہوتی۔ اگر وہ نارمن لوگوں کو انگلستان میں سلطنت قائم کرنے کا موقع نہ دیتا۔

نارمنڈی اور نارمن نارمن لوگ ڈین یا نارس نسل

کی ایک شاخ تھے۔ براعظم یورپ میں ان کو نارٹھمن یا شمالی لوگ کہتے تھے۔ کیونکہ وہ شمال سے آئے تھے۔ جس وقت ان نارمنوں کے گروہ درگروہ شاہ الفریڈ کے عہد میں انگلستان کو فتح اور تاخت و تاراج کر رہے تھے۔ اسی نسل کے

دوسرے شجاع فرانس کے شمالی حصوں کو برباد کر رہے تھے۔ آخر کار انہوں نے شمالی فرانس کا ایک بہت بڑا حصہ فتح کر لیا۔ جو دریائے سین کے دونوں کناروں پر واقع ہے۔ اور انگلستان کے جنوبی ساحل کے عین بالمقابل ہے۔ اس کا دارالخلافہ دریائے سین پر رون کا شہر تھا۔ اور اس کے حکمران کو نارمنوں کا ڈیوک کہتے تھے۔ شاہان فرانس میں

نارمن کس طرح سے فرانسیسوں کی مانند ہو گئے۔ اس قدر طاقت ضرور تھی۔ کہ نارمنڈی کے

ڈیوک ان کو اپنا حاکم تسلیم کرتے تھے۔ لیکن وہ شاہان انگلستان کی طرح اس قدر طاقتور نہیں تھے۔ کہ نارمنڈی کو فتح کر کے اس پر اس طرح حکومت کرتے۔ جس طرح انگلستان میں شاہ الفریڈ اور اس کے جانشینوں نے ڈین لا کو فتح کر لیا تھا۔ نارمن ڈیوک اس وقت تک ہی شاہان فرانس کی تابعداری کرتے تھے۔ جب تک ان کی مرضی ہوتی تھی۔ درحقیقت وہ بالکل خود مختار تھے۔ لیکن جس طرح انگلستان میں رہنے والے ڈین دوسرے انگریزوں کی طرح ہو گئے۔ اسی طرح فرانس میں رہنے والے نارمنز دوسرے فرانسیسوں کی طرح ہو گئے۔ وہ فرانسیسی زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ انہوں

نے فرانسیسی قوانین اور فرانسیسی رسم و رواج کو اختیار کر لیا۔ ان میں اور فرانسیسیوں میں یہی فرق تھا۔ کہ وہ فرانسیسیوں سے زیادہ تند مزاج اور جنگجو تھے۔

ایڈورڈ دی کالفیسر نے انگلستان کو نارمنوں سے بھر دیا۔	ایڈورڈ پارسا کی والدہ ایما نارمنڈی کے ایک ڈیوک کی لڑکی تھی۔ اور حکمران ڈیوک
--	---

جس کا نام ولیم تھا۔ وہ ایڈورڈ کا رشتہ دار اور یار غار تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایڈورڈ ہر ایک معاملہ میں ولیم کی نصیحت پر عملدرآمد کرتا تھا علاوہ ازیں اُس نے نارمنوں کو نارمنڈی سے بلا کر انگلستان میں زمینیں اور عہدے عطا کئے۔ ایک نارمن کو اُس نے کنٹربری کا آرچ بشپ رلاٹ پادری مقرر کیا۔ اور دوسروں کو ارل بنا دیا۔ ان ایام میں ارل وہ آدمی ہوتا تھا جو ملک کے ایک بڑے ضلع کا حاکم ہوتا تھا۔ ایک نارمن کو ارل مقرر کرنے کے یہ معنی تھے۔ کہ اُس کو کئی ایک انگریزوں کا حاکم بنا دیا گیا۔

ارل ہیرلڈ (Harold) نارمنوں کو ملک بدر کرتا ہے۔	ان ایام میں انگریزوں کو غیر ملکوں سے نفرت تھی۔ اور اُن کے سینوں میں ایڈورڈ پارسا کے
--	---

برخلاف غیض و غضب کی آگ بھڑک رہی تھی۔
 کیونکہ اس نے ایسے عہدوں پر نارمنوں کو مقرر
 کر دیا تھا۔ جن کو انگریز اپنا پیدائشی حق خیال
 کرتے تھے۔ ان ایام میں انگریزی امرا میں سے
 سب سے زیادہ طاقتور مغربی سیکسنز کا ارل ہیریڈ
 تھا۔ وہ نارمنوں کو ناپسند کرتا تھا۔ آخر کار اُس
 نے شاہ ایڈورڈ کو مجبور کیا کہ وہ اپنے نارمن
 دوستوں کو ملک سے خارج کر دے۔ لیکن ایڈورڈ
 یکہ و تنہا حکومت کرنے کے قابل نہیں تھا۔ جب
 اُس کے نارمن دوست انگلستان سے رخصت ہو گئے
 تو اُس کو ہیریڈ پر اعتماد کرنا پڑا۔ اور
 اس کی حکومت کے باقی ماندہ ایام میں ہیریڈ
 ہی انگلستان پر بادشاہ ایڈورڈ کے نام سے حکومت
 کرتا رہا۔ اس نے انگلستان پر نہایت خوش اسلوبی
 اور کامیابی سے حکومت کی۔ اور اپنی بہادری اور
 سیاست کا سکھ لوگوں کے دلوں میں بٹھا دیا۔

ہیریڈ شاہ انگلستان ۱۰۶۶ء کے شروع میں ایڈورڈ

پارسا نے وفات پائی۔ اور وہ اپنی نئی خانقاہ ویسٹ
 منسٹر میں دفن کیا گیا۔ کیونکہ اس کی کوئی اولاد
 نہیں تھی۔ اس لئے اس کے جانشین کا معاملہ
 معرض التوا میں تھا۔ ایڈورڈ کی یہ تمنا تھی کہ

اس کے انتقال کے بعد اس کا رشتہ دار ولیم سربر آراے سلطنت ہو۔ لیکن یہ انگریزوں کو پسند نہیں تھا انہوں نے ارل ہیرلڈ کو اپنا بادشاہ منتخب کیا۔ اگرچہ وہ ویسکس کے اس شاہی خاندان کا رکن نہیں تھا۔ جس کے ساتھ تمام سابقہ شاہان انگلستان کا سواے کینوٹ اور اس کے بیٹوں کے تعلق تھا۔

ڈیوک ولیم کی انگلستان میں آمد

ہیرلڈ پر اب یہ عیاں ہو گیا کہ تخت انگلستان پھولوں کی بیج نہیں ہے۔ چند ہی مہینوں میں ڈیوک ولیم نے تخت انگلستان کا دعوے کر دیا۔ اس کی بنائے دعوے یہ تھی۔ کہ ایڈورڈ پارسا نے وعدہ کیا تھا۔ کہ اس کی وفات کے بعد ولیم تخت نشین ہو۔ ولیم نے نارمنڈی اور فرانس کے دوسرے علاقوں سے ایک جرار فوج جمع کر لی تھی۔ وہ اس فوج کو لے کر روبرار انگلستان کو عبور کر کے بیونسے کے مقام پر لنگر انداز ہوا اور وہاں سے ہیسٹنگز کی طرف کوچ کر دیا۔

ہیرلڈ اہل ناروے کو شکست دے کر نارمنوں کے برخلاف کوچ کرتا ہے۔

ہیرلڈ اس وقت شمال میں مشغول تھا۔ جہاں وہ ناروے کے بادشاہ کو ملک سے

نکالنے کے لئے گیا ہٹوا تھا۔ ناروے کا بادشاہ جس کا نام بھی ہیرلڈ ہی تھا۔ وہ اپنی فوج کے ہمراہ یارک شائر میں ہیرلڈ سے کچھ ہی پہلے آیا تھا۔ ہیرلڈ نے اپنے ہمنام کو شکست دے کر اس کو قتل کر دیا۔ اسی اثنا میں پرچہ لگا۔ کہ ولیم جنوب میں آ گیا ہے۔ ہیرلڈ نے فے الفور اُس کی طرف کوچ کیا۔ اور ایک پہاڑی پر جو ہیسٹنگز سے سات میل کے فاصلے پر جانب شمال تھی۔ اپنا کیمپ قائم کر دیا۔ ولیم ہیسٹنگز سے کوچ کر کے اس جگہ آ گیا۔ جہاں ہیرلڈ نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ جس وقت وہ اس جگہ پہنچا۔ جہاں ہیرلڈ تھا تو وہاں ایک سخت خونریز لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی کو ہیسٹنگز کی لڑائی کہتے ہیں۔ اگرچہ وہ جگہ وہاں سے بہت دور ہے۔ لیکن جس جگہ لڑائی ہوئی اس کا اُس وقت کوئی نام نہیں تھا۔ اس لئے لوگوں میں اس لڑائی کا نام سب سے نزدیک جگہ کے نام سے مشہور ہٹوا۔

یہ لڑائی جو ہیسٹنگز کے قریب ہوئی۔ شاید تاریخ انگلستان میں سب سے اہم لڑائی ہے۔ اور خوش قسمتی سے نارمنڈی کے شہر بیکس (Bayeux) میں پشیم کے کام کا ایک بہت بڑا سلسلہ تصاویر

ہے۔ جس کو بیکس کا غالیچہ یا قالین کہتے ہیں۔
 یہ مرقع اس زمانہ کی ساخت ہے۔ اس مرقع
 سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی کے کیا اسباب
 تھے۔ اور یہ جنگ کس طرح سے ہوئی۔ ان
 سے معلوم ہوگا۔ کہ انگریزوں اور نارمنوں نے
 حیرت انگیز بہادری دکھائی۔ لیکن انگریزی اور نارمن
 طریق جنگ مختلف تھے۔ نارمن انگریزوں سے زیادہ
 چست و چالاک تھے۔ انگریز کلمہ بہ کلمہ پیدل لڑ
 رہے تھے۔ اور اپنے برچھوں اور تیروں کو کام
 میں لا رہے تھے۔ نارمن گھوڑوں پر سوار تھے۔
 اور پلے در پلے اس پہاڑی پر حملے کرتے تھے۔
 جس کی چوٹی پر انگریز ایک سید سکندری کی
 طرح ڈٹے کھڑے تھے۔ جب تک یہ مدافعت کی
 دیوار قائم رہی۔ اس وقت تک نارمن انگریزوں
 کا بال تک بھی بیکا نہ کر سکے۔ اگرچہ نارمن
 تیر اندازوں نے اُن کے کچھ آدمی موت کے
 گھاٹ اُتار دئے۔ آخر کار ولیم نے حکم دیا۔ کہ
 اُس کے سپاہی پس پائی کا بہانہ کریں۔ انگریزوں
 نے یہ خیال کیا۔ کہ نارمن فوج کو شکست ہو گئی
 ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنی محفوظ جگہ چھوڑ
 دی اور نارمنوں کا تعاقب کرنے لگے۔ یہی وجہ

۲/۲۲

(۸۶)

۲۱

۳/۲۲

۲۳۲۰

۸۶

انگریزی شکست کا باعث ہوئی۔ نارمن نے الفور
 پلٹ پڑے اور اُن کے رسالے نے انگریزی
 پیدل فوج کو روند ڈالا۔ کیونکہ اب انگریزی فوج
 کی جمعیت پریشان ہو چکی تھی۔ اس کا نتیجہ
 یہ ہوا۔ کہ ولیم کو کامل فتح حاصل ہوئی۔ انگریزوں
 کی چیدہ فوج ہیرلڈ کے گردا گرد نہایت بہادری
 سے لڑ کر کٹ گئی۔ اس فتح کے بعد ولیم کو بیچ
 کرتا ہوا لنڈن پہنچ گیا۔ اور انگریزی امرانے
 جو اب مزید مدافعت سے ناامید ہو چکے تھے۔
 اُس کو بادشاہ منتخب کر لیا۔ ۱۵۶۶ء کے بڑے
 دن کو ایڈورڈ کی نئی خاتواہ واقعہ ویسٹ منسٹر
 میں ولیم کے سر پر تاج انگلستان رکھ دیا گیا۔
 اور یہ واقعہ ایڈورڈ کی وفات کے ایک سال سے
 کچھ کم میں ہی ظہور میں آیا +

پوستکالای
 گورکھ کونگری

نارمن فتح سے پہلے چیدہ چیدہ انگریز بادشاہوں
کا شجرہ نسب +

ایبجیٹ ویسیکس کا بادشاہ

دادا

الفریڈ

ایڈورڈ دی ایڈلر

دادا

ایڈگر

ایڈلر ڈی ان ریڈی

نارمنڈی کی شہزادی ایما سے شادی کی

ایڈورڈ کانفیسر

ایڈورڈ شہید

باب ۴

نارمنوں کی فتح ۱۰۶۶ء سے ۱۱۵۴ء تک

چیدہ چیدہ اشخاص :-

ولیم منصور - رابرٹ نارمنڈی کا ڈپوک - ولیم روفس
السلیم کنٹربری کا آئچ بشپ - ہنری اول - میٹلڈا
دختر ہنری اول - بادشاہ سٹیفن +

چیدہ چیدہ تاریخیں :-

۱۰۶۶ء - ۱۰۸۷ء ولیم اول منصور کی حکومت +

۱۰۸۷ء - ۱۱۰۰ء ولیم ثانی روفس کی حکومت +

۱۱۰۰ء - ۱۱۳۵ء ہنری اول کی حکومت +

۱۱۳۵ء - ۱۱۵۴ء سٹیفن کی حکومت +

ولیم منصور نے انگریزوں اور

نارمنوں سے کیا سلوک کیا + بادشاہ کا نام ولیم منصور

تھا - وہ خود رائے تھا اور اپنے مخالفوں سے نہایت
ظالمانہ طریقے اور درشتی سے پیش آتا تھا - لیکن
انتی سختی کے باوجود وہ بُرا بادشاہ نہیں تھا - وہ
خود تو انگریزوں کو دباتا تھا - لیکن کسی اور کو اُن
پر تشدد نہیں کرنے دیتا تھا - اور یہی وجہ تھی

کہ مفتوح انگریز ان حریص نارمنوں کے ظلم و
 ستم سے نالاں ہو کر جو ولیم کے ہمراہ نارمنڈی
 سے آئے تھے۔ اب ولیم منصور سے امداد کے
 طالب ہو رہے تھے۔ یہ نارمن لوگ صرف اپنے
 ڈپوک کے حکم سے ہی انگلستان میں نہیں آئے
 تھے۔ بلکہ ان کو یہ توقع تھی۔ کہ ولیم اُن کو انعام
 و اکرام سے مالا مال کر دیگا۔ انہوں نے ولیم
 کے لئے تاج و تخت حاصل کرنے کے لئے امداد
 کی تھی۔ اس لئے ولیم نے زمین کے
 بڑے بڑے قطعات انگریزوں سے ضبط کر کے
 ان کے حوالے کر دئے۔ اُس نے انگریزوں کی
 زمینیں اس لئے ضبط کیں۔ کیونکہ انہوں نے
 ولیم کے برخلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔ علاوہ
 انہیں ولیم کو انگریزوں پر یہ اعتماد نہیں تھا۔
 کہ وہ ملک کی حکومت میں اس کی امداد کریں گے۔
 تھوڑے ہی عرصے میں نارمن اربوں (Earls) بڑے
 بڑے زمینداروں اور بشیپیں کا ملک میں دور دورہ
 ہو گیا۔ انگریزوں کے ہاتھوں سے اُن کی زمینیں
 نکل گئیں۔ اور اُن کے پاس زمین کے چھوٹے
 چھوٹے ٹکڑے رہنے دئے گئے۔ ان کے نئے حاکم
 اکثر اوقات ان پر ظلم و ستم کرتے تھے۔

نارمنوں کے قلعے نارمنوں نے ان زمینوں اور مقامات پر اپنی گرفت مضبوط رکھی۔ جن کو انہوں نے بزور شمشیر حاصل کیا تھا۔ انہوں نے جگہ بہ جگہ پتھر کے قلعے تعمیر کئے۔ جو انگریزوں کے لئے ناقابل تسخیر تھے۔ ابھی تک ان قلعوں کے کھنڈرات تمام ملک میں پائے جاتے ہیں۔ جو نارمن لوگوں نے انگریزوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے تعمیر کئے تھے۔ ان سب میں سے مشہور لندن کا قلعہ ہے۔

نارمن امرا کی بغاوتیں نارمن امرا بادشاہ کی نسبت انگریزوں پر بہت زیادہ ظلم کرتے تھے اور انگریزوں کو یہ جلد ہی معلوم ہو گیا۔ کہ بادشاہ کی ہمیشہ یہی خواہش تھی۔ کہ انگریزوں کو نارمن امرا کے دست تپاول سے محفوظ رکھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب کبھی نارمن امرا بغاوت کرتے تھے۔ تو انگریز ان بغاوتوں کو فرو کرنے میں بادشاہ کی امداد کیا کرتے تھے۔ ولیم نے اس امداد کے صلے میں انگریزوں پر ان کے پُرانے قوانین سے حکومت کرنی شروع کی۔

ولیم کی طاقت کا راز ان طریقوں سے ولیم نہایت طاقتور بادشاہ ہو گیا۔ اور انگلستان کے لئے رحمت ثابت ہوا۔ اس پہر آشوب زمانے میں ملک میں

نظم و نسق قائم کرنے کا راز اسی میں پوشیدہ تھا۔
 کہ سب لوگ بادشاہ کی اطاعت کریں - لیکن
 انگریزوں کو اس امن کی قیمت بہت زیادہ دینی
 پڑی۔ کیونکہ ولیم نے اُن کو بہت زیادہ محصولات
 ادا کرنے پر مجبور کیا۔

ڈومس ڈے بک

Domesday Book

ولیم کی یہ تمنا تھی۔ کہ جس
 قدر محصولات وہ عاید کر سکے۔ اُن
 کو رعایا پر ضرور لگائے۔ اس لئے اُس نے یہ
 معلوم کرنے میں از حد جد و جہد کی۔ کہ ہر ایک
 آدمی کے پاس کس قدر زمین اور جائداد ہے۔
 اس مقصد کے لئے اس نے ایک کتاب مرتب کرنے
 کے احکامات جاری کئے۔ جس کا نام اُس نے
 ڈومس ڈے بک رکھا۔ اس کتاب میں یہ اندراجات
 تھے۔ کہ تمام انگلستان میں کس قدر زمین ہے۔
 اس زمین کے کون مالک ہیں۔ اور کس قدر روپیہ
 اُن کو بادشاہ کو ادا کرنا چاہئے۔ انگریزوں نے اس
 پر بہت ہی آہ و فغاں کی۔ وہ کہتے تھے کہ بادشاہ
 کسی عقابی نظر سے نہ تو زمین کے ایک ایک ٹکڑے کا
 چوتھائی حصہ۔ نہ ہی بیل۔ نہ ہی گائے۔ اور نہ
 ہی سور بچ سکا ہے۔ لیکن ہم اس زمانہ کے
 انگریزوں کے اتنے احسانمند نہیں ہیں جتنے کہ ہم

ولیم منصور کے مرہون منت ہیں کیونکہ ڈومس ڈے
 یک سے آٹھ سو سال قبل کے انگلستان کی حالت
 ایسی تفصیل سے معلوم ہوتی ہے۔ جس تفصیل
 سے اس زمانے کے کسی دوسرے ملک کی نہیں
 ہو سکتی *۔

ولیم منصور کے لڑکے ولیم کے تین لڑکے تھے۔
 رابرٹ - ولیم اور ہنری - ان سب میں بڑا رابرٹ
 تھا۔ ۱۰۸۶ء میں جب ولیم منصور فوت ہوا - تو
 رابرٹ نارمنڈی کا ڈیوک ہوا - نارمن امرا کی یہی
 تمنا تھی - کہ رابرٹ ہی انگلستان کا بادشاہ ہو -
 لیکن اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ جانتے تھے - کہ
 رابرٹ کمزور اور سست ہے اور اگر وہ ان کا
 بادشاہ ہو گیا - تو جو کچھ ان کے دل میں آئے گا -
 وہی کر لیتے - ولیم منصور کو بھی یقین تھا -
 کہ رابرٹ اُس کے تمام نظام کو ورہم برہم
 کر دیگا - اس لئے اُس نے بستر مرگ پر یہ
 وصیت کی - کہ اس کے بعد ولیم تخت نشین ہو -
 اس کی یہ تمنا انگریزوں کی مدد سے پوری ہوئی -
 نارمن امرا نے ایک بار نہیں بلکہ کئی مرتبہ رابرٹ
 کو تخت نشین کرنے کی کوشش کی - لیکن نوجوان
 ولیم نے اپنی ہوشیاری سے ان کی ایک چال بھی

نہ چلنے دی +

ولیم روفس William Rufus

ولیم ثانی ایک آتش مزاج آدمی تھا۔ اگرچہ وہ حریص۔

کی حکومت +

ظالم اور تند مزاج تھا۔ لیکن وہ بہادر اور چالاک بھی تھا۔ اس کے بال سرخ تھے اور اُس کا چہرہ خوبصورت اور شگفتہ تھا۔ اس لئے اُس کو روفس یا سرخ بادشاہ کہتے تھے۔ اُس نے امرا کو اپنے زیر اطاعت رکھا۔ لیکن حکومت نہایت بُرے طور سے کی۔ اس نے کلیسہ کو لوٹنے میں اپنے ظلم کا خصوصیت سے اظہار کیا۔ کیونکہ بشپ اور پادری اُمرا کی طرح لٹ نہیں سکتے تھے۔ اس لئے ولیم نے خیال کیا۔ کہ ان کو لوٹ لینا نہایت آسان کام ہے +

روفس اور لاٹ پادری

ولیم ثانی کے عہد میں کنٹربری کا لاٹ پادری انسلم تھا۔ وہ

انسلم Anselm +

ایک مقدس آدمی تھا۔ اور لوگ اس کے زہد و تقویٰ کی وجہ سے اس کا از حد احترام کرتے تھے۔ علاوہ ازیں اُس نے نہایت عالمانہ کتابیں تحریر کی تھیں۔ اُس نے آریج بشپ بننے کی سبھی خواہش نہ کی۔ بلکہ یہ عہدہ اس کو مجبوراً قبول کرنا پڑا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد ولیم اُس

سے بدسلوکی کرنے لگا۔ اگرچہ انسلم ایک نجیف البدن اور بوڑھا آدمی تھا۔ لیکن وہ بادشاہ کے سامنے سچ کہنے اور کلیسہ کے حقوق کی حفاظت کرنے سے ذرا بھی نہ ڈرا اسی وجہ سے ولیم اس پر از حد ناراض ہوا۔ اور اس کو اپنی سلطنت سے نکال دیا۔

ولیم روفس کی موت
نئے جنگل میں +

نارمن لوگ شکار کے دلدادہ تھے۔ محض شکار کے لئے ولیم منصور نے کئی ایک نئے جنگل بنائے۔ آج کل ہم اس خطہ کو جنگل کہتے ہیں۔ جن میں درختوں کے جھنڈ در جھنڈ ہوں۔ لیکن نارمنوں کے زمانے میں جنگل وہ ضلع ہوتا تھا۔ جہاں وحشی جانور آزادانہ طور سے پھرتے تھے۔ تاکہ بادشاہ اور اُمرا اُن کو شکار کر سکیں۔ نئے جنگلوں میں سے جو ولیم منصور نے قائم کئے تھے۔ ان میں سے ایک کو ابھی تک نیا جنگل کہتے تھے۔ اور وہ جنگل ہمپ شاٹر میں واقع تھا۔ کئی کسان اور کئی ایک اہل دیہات کو اُن کے گھروں سے نکال دیا گیا تھا تاکہ بادشاہ اُن کی زمینوں میں آزادانہ طور سے ہرن کا شکار کرے۔ ۱۱۵۰ء میں ایک دن ولیم روفس شکار کے لئے

گیا۔ دوسرے دن اس کی لاش اس جنگل میں
پائی گئی۔ اور ایک تیر اس کے دل میں
پیوست تھا۔ غریبا کے طبقہ نے اُس شریہ النفس
بادشاہ کی ناگمانی موت کو اس کے گناہوں کی
پاداش میں انصاف الہی خیال کیا۔

ہنری اول کی
حکومت +

روفس کے انتقال کے بعد ولیم کا
سب سے چھوٹا بیٹا ہنری اول ملک
تاج و تخت ہوا۔ رابرٹ نے ایک بار پھر
تخت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ
ناکام ہی رہا۔ چند سال کے بعد ہنری نے
اپنے بھائی رابرٹ کو شکست دے کر اس کو
باقی عمر کے لئے قید کر دیا۔ انگریزوں نے
رابرٹ کے خلاف ہنری کی مدد کی۔ جیسا کہ
اس سے قبل انہوں نے ولیم ثانی کی امداد کی
تھی۔ ان کی امداد سے ہی ہنری نے نارمن
امرا کو زیر فرمان رکھا۔ اور ملک میں خاصا امن
ہو گیا۔ وہ روفس کی طرح ہی ظالم تھا۔ لیکن
وہ اس سے بدرجہ اولیٰ دور اندیش تھا۔ اس
نے عدل و انصاف سے حکومت کی۔ اور اس
کی رعایا اس کو راستنیزی کا شیر کہتی تھی۔
روفس کی طرح اس کا بھی لاٹ پادری انسلم

سے تنازعہ ہو گیا لیکن انہوں نے جلدی ہی
 صلح کر لی۔ اور ایک دوسرے کے دوست ہو گئے۔
 ہنری نے ایک ایسا کام کیا۔ جس سے وہ نہایت
 ہر دل عزیز ہو گیا۔ وہ کام یہ تھا۔ کہ اس نے
 سکاٹ لینڈ کے بادشاہ کی لڑکی میٹلڈا سے شادی
 کر لی۔ میٹلڈا کی رگوں میں ماں کی طرف سے
 ان بادشاہوں کا خون تھا۔ جنہوں نے نارمن فتح
 سے پہلے انگلستان پر حکومت کی تھی۔ اور یہ
 اسی شادی کا نتیجہ ہے۔ کہ اگبرٹ اور الفریڈ کا
 خون اُن تمام بادشاہوں کی رگوں میں پایا
 جاتا ہے۔ جو ہنری کے بعد سریر آرائے تخت
 انگلستان ہوئے۔ اور جن کا سلسلہ جارج پنجم
 تک پہنچتا ہے۔

ہنری اول اور میٹلڈا شہزادی

سٹیفن (Stephen)

سکاٹ لینڈ کے ہاں صرف

کی حکومت +

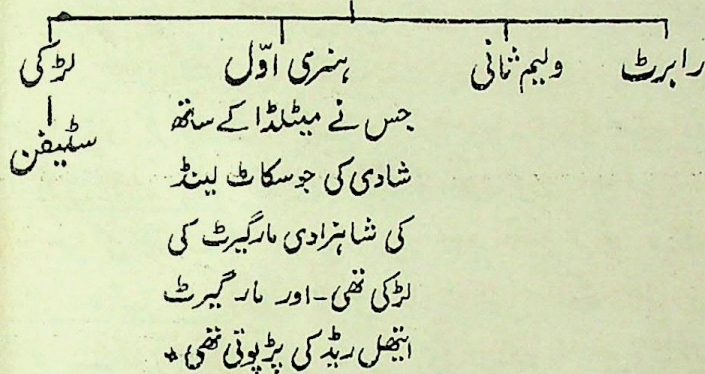
ایک ہی لڑکا اور لڑکی تھی۔ لڑکی کا نام اپنی والدہ
 کے نام پر میٹلڈا تھا۔ شاہزادہ تو اپنے باپ کی
 زندگی میں ہی ڈوب کر مر گیا تھا۔ اس کی
 موت کے بعد بادشاہ نے نارمن امرا کو اس بات
 پر آمادہ کیا۔ کہ وہ اس کی وفات کے بعد اس
 کی لڑکی کو ملکہ انگلستان تسلیم کریں۔ لیکن ان

ایام میں ایک عورت کی حکومت نہ سنی اور نہ دیکھی گئی تھی۔ اس لئے نارمن امرانے ہنری کی وفات کے بعد اپنی قسم توڑ ڈالی اور شہزادی میٹلڈا کی بجائے سٹیفن کو بادشاہ تسلیم کیا۔ جو ولیم منصور کی لڑکی کا فرزند تھا۔ سٹیفن بہادر سپاہی تھا۔ لیکن وہ طبیعتاً رابرٹ سے اس قدر ملتا تھا کہ وہ اچھا بادشاہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ امراسو جلد ہی معلوم ہو گیا کہ وہ ایسے بے پرواہ اور خوش باش بادشاہ کے عہد میں جس طرح سے چاہینگے کریں گے۔

سٹیفن اور میٹلڈا (Stephen) کے
کے درمیان جنگ (Matilda) بعد میٹلڈا انگلستان میں
آئی۔ اور اپنے باپ کے تاج و تخت کی دعویدار
ہوئی۔ اس طرح سے ایک طویل خانہ جنگی شروع
ہو گئی۔ کچھ اُمرا نے سٹیفن کا ساتھ دیا۔ اور
کچھ میٹلڈا کے حامی ہو گئے۔ لیکن بہت سے اُمرا
حقیقت میں نہ تو سٹیفن کے طرفدار تھے اور نہ ہی
میٹلڈا کا خیال کرتے تھے۔ بلکہ ہر ایک امیر محض
اپنے ہی نفع کی خاطر ہر سر پیکار تھا۔ اُن کی
عین تمنا تھی۔ کہ سٹیفن اور میٹلڈا کے درمیان
جنگ جاری رہے۔ تاکہ ان میں سے کوئی بھی

اس قدر طاقتور نہ ہو سکے کہ امرا کو دبا سکے۔
 آخر کار کئی سالوں کی مصیبت اور تکالیف کے بعد
 یہ فیصلہ ہوا کہ سٹیفن اپنی حیات میں بادشاہ
 رہے۔ لیکن اس کی وفات کے بعد میٹلڈا کا لڑکا
 ہنری اوانجو وارث تخت و تاج ہو۔ اس تصفیہ کے
 تھوڑی دیر بعد سٹیفن ۱۱۵۴ء میں فوت ہو گیا۔
 سٹیفن کی حکومت
 کے مصائب + اس میں کلام نہیں کہ پہلے
 تین نارمن بادشاہوں کے ظلم و
 ستم سے اہل انگلستان نالاں ہی رہے۔ لیکن سٹیفن
 کے کمزور عہد حکومت میں ان پر بہت ہی مظالم
 ہوئے۔ کئی لوگ فاقہ سے مر گئے۔ یا ڈاکوؤں کے
 ہاتھوں ظلم سہنے سہنے انتقال کر گئے۔ یہ علانیہ
 کہا جاتا تھا کہ سٹیفن کے عہد حکومت میں مسیح
 اور اُس کے ولی خواب خرگوش میں تھے۔ اب
 لوگوں پر یہ ظاہر ہو گیا کہ امرا کی حکومت
 ملوکیت سے بدتر تھی۔ نارمن بادشاہوں کی پُر زور
 حکومت انگلستان کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ
 ثابت ہوئی۔ جو نارمنوں کی فتح سے انگلستان کو
 حاصل ہوئی تھی +

نارمن بادشاہوں کا شجرہ نسب ولیم اول



باب

ہنری دوم - ۱۱۵۴ء سے ۱۱۸۹ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

ہنری دوم حاکم انجو۔ اس کا باپ جیفری او انجو
اس کی دادی سکاٹ لینڈ کی میٹلڈا۔ اس کی
ملکہ اکواٹین کی الینور۔ ٹامس بیکنٹ۔ کنٹربری کا
آرچ بشپ۔

چیدہ چیدہ تاریخیں :-

۱۱۵۴ء - ہنری دوم کی تخت نشینی ۔

۱۱۷۵ء - آرچ بشپ ٹامس کا قتل ۔

۱۱۸۹ء - ہنری دوم کی وفات ۔

خاندان انجو کا

آغاز ۔

ہنری دوم میٹلڈا کا بیٹا ایڈورڈ
پارسا کی وفات کے بعد پہلا بادشاہ
تھا۔ جس کی رگوں میں اگبرٹ اور الفریڈ کا خون
تھا۔ اس کی تانی میٹلڈا (Matilda) سکاٹ لینڈ کی
شاہزادی ہنری اوّل کی ملکہ تھی۔ اور اینگلو سیکسن
بادشاہوں کا خون میٹلڈا کی وساطت سے ہنری
کی رگوں میں موجود تھا۔ اس کو اکثر اوقات ہنری
او انجو کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کا باپ جیافری (Geoffrey)
انجو کا حکمران تھا۔ اور یہ علاقہ نارمنڈی کے جنوب
میں فرانس کا ایک ضلع ہے۔ اسی وجہ ہنری دوم
اور اس کے جانشینوں کو اکثر اوقات خاندان انجو
بھی کہتے ہیں ۔

ہنری دوم کا شجرہ نسب جس سے معلوم ہوگا۔
 کہ ہنری کی رگوں میں کس طرح سے نارمن اور
 انگریزی شاہی خاندان کا خون تھا ؟

ولیم اول

ایتھلریڈی ان ریڈی

پردادا

مارگیرٹ ملکہ سکاٹ لینڈ

میتلڈا ان دونوں کی شادی ہوئی ہنری

میتلڈا

ہنری دوم

ہنری دوم کے
 مقبوضات سے قبل نارمنڈی کا ڈیوک اور انجو

کا کونٹ تھا۔ اس نے جنوبی اور مغربی فرانس
 میں اکوٹین کی شاہزادی الینور سے شادی کر کے
 اکوٹین کا زرخیز علاقہ حاصل کیا تھا۔ اس طرح
 سے فرانس کے بادشاہ سے زیادہ حصہ فرانس کا
 ہنری کے زیر نگین تھا۔ علاوہ ازیں اُس نے
 اہل سکاٹ لینڈ اور اہل ویلز کو مسخر کیا۔ اُس
 نے آئر لینڈ کا کچھ حصہ بھی فتح کر لیا۔ اور وہ

پہلا انگریز بادشاہ تھا۔ جو آئر لینڈ کا بھی حاکم
 ہوا۔ لیکن اُس کی طاقت ان تمام علاقوں میں
 بہت زیادہ نہیں تھی۔ اور آئر لینڈ میں اس
 کی حکومت برائے نام تھی۔ آئر لینڈ ٹیوڈر
 بادشاہوں کے عہد حکومت میں ہی مکمل طور سے
 فتح ہوا +

ہنری دوم کا چال چلن + ان تمام مقبوضات کی وجہ سے
 ہنری دوم نہایت ہی طاقتور بادشاہ
 ہو گیا۔ اس نے ان تمام علاقوں پر نہایت عقلمندی
 اور شان و شوکت سے حکومت کی۔ وہ آتش
 مزاج۔ تند خو اور بعض اوقات ظالم بھی تھا۔
 لیکن وہ جانتا تھا۔ کہ تابعداری کرانے کا کیا
 راز ہے۔ اس نے اس تمام طوائف الملوکی کا اچھی
 طرح سے سدِ باپ کیا۔ جو سٹیفن کے عہد میں
 انگلستان میں برپا تھی۔ اس نے ان تمام قلعوں
 کو مسمار کرا دیا۔ جو کہ نارمن امرانے خانہ جنگی
 کے زمانے میں بادشاہ کی اجازت کے بغیر تعمیر
 کر لئے تھے۔ اس کے عہد حکومت میں انگلستان
 میں امن چین کا دور دورہ ہو گیا۔ جو اس سے
 قبل اس کے دادا ہنری اول کے زمانے میں
 تھا +

ہنری دوم کے
نئے قوانین +

ہنری دوم اپنے ملک کے نظام
حکومت میں تبدیلیاں کرنے کا
از حد شائق تھا۔ ان میں سب سے مشہور
تبدیلیوں کے مقدمات فیصلہ کرنے کا نظام تھا۔
جو اُس کو اپنے دادا سے ورثہ میں ملا تھا۔ اُس
نے اس نظام کو ایسا مستحکم کر دیا۔ کہ اُس وقت
سے لے کر آج تک اس میں کوئی بھی تبدیلی
نہیں ہوئی۔ وہ اپنے ججوں کو وقتاً فوقتاً ملک میں
دورہ کرنے کے لئے روانہ کرتا تھا۔ اس طرح
اُس نے محکمہ عدالت (Assizes) کا وہ طریق
قائم کیا جو ہمارے وقت تک جاری ہے۔ ہنری
نے اس کثرت سے جیوری کے ذریعے فیصلہ کرنے
کا نظام استعمال کیا۔ کہ اس وقت سے یہی طریق
عمل ملزموں کے مقدمات فیصلہ کرنے کا مقرر ہو گیا
جب شاہی جج ہر ایک ضلع میں اپنی قانونی عدالتیں
قائم کرتا تھا۔ تو اس کو ملزموں کے مقدمات فیصلہ
کرنے کے لئے گرد و نواح کے لوگوں سے امداد
ملتی تھی۔ یہ لوگ قسم کھاتے تھے۔ کہ وہ سچ
بولینگے۔ ان کو جوری یعنی مجلس مشورہ کہتے تھے +

ہنری دوم کے طویل عہد
حکومت میں انگریز اور نارمن

انگریزوں اور نارمنوں
کا اتحاد +

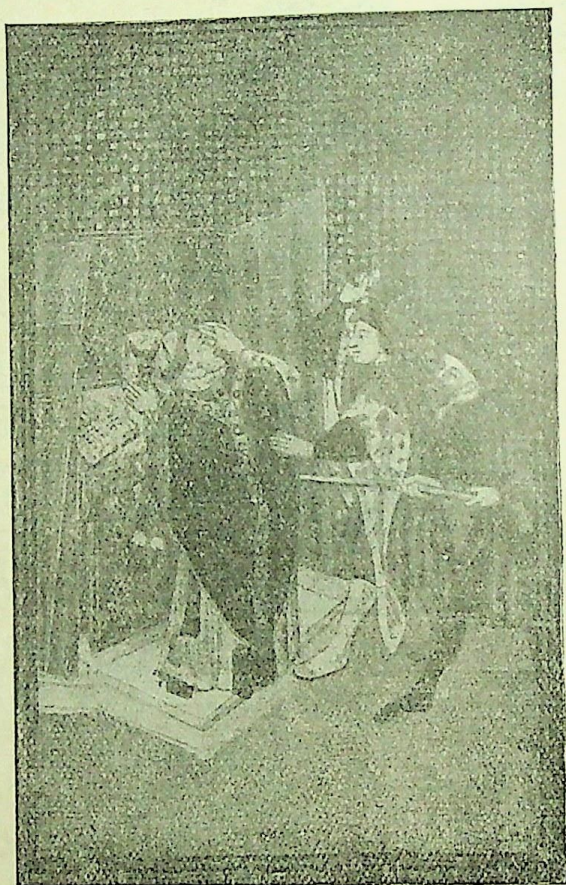
آہستہ آہستہ ایک ہو گئے۔ نارمن فتح کے بعد
 مدت مدید تک نارمن حکمرانوں اور ان کی انگریز
 رعایا میں ایک حد فاصل تھی۔ لیکن اب تو
 اس قدر نارمنوں نے انگریز عورتوں سے شادی
 کر لی تھی۔ کہ ان میں سے اکثر لوگوں کے آبا و
 اجداد انگریز بھی تھے اور نارمن بھی۔ اور اس
 طرح سے کئی ایک خاندان صاحب اقتدار ہو گئے۔
 جو نسلاً بعد نسل بالکل ہی انگریز تھے۔ اعلیٰ
 طبقہ ابھی تک انگریزی زبان سے زیادہ فرانسیسی
 زبان کا شائق تھا۔ اور یہی حالت ولیم منصور
 کے عہد حکومت سے چلی آتی تھی۔ اگرچہ وہ
 فرانسیسی زبان استعمال کرتے تھے لیکن اُن کے
 احساسات انگریزوں کے ہی تھے۔ جب فرانس
 کے بادشاہوں سے لڑائی ٹھن جاتی۔ تو اُن کے
 دلوں میں مسرت کی لہر دوڑ جاتی۔ اور اب تو
 انگریز بادشاہوں کے عہد حکومت میں اُن کو یہ
 موقع کثرت سے ہاتھ آنے لگے۔

ٹامس بیکٹ | ہنری دوم کا اپنے لاٹ پادری
 Thomas Backet ٹامس بیکٹ سے تنازعہ بہت مشہور
 و معروف ہے۔ بادشاہ کے اوائل حصہ سلطنت
 میں ٹامس بیکٹ اُس کا وزیر اعظم تھا۔ اور

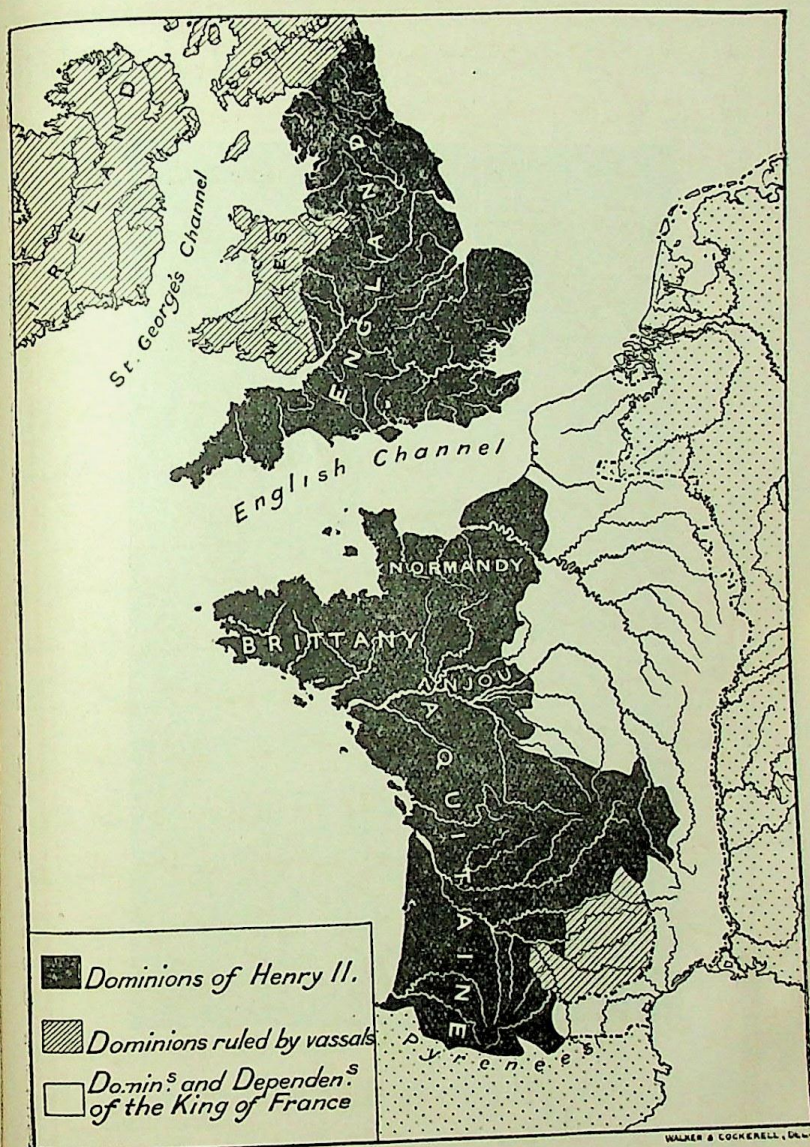
بادشاہ کی ملازمت میں اُس نے نہایت جانفشانی سے کام کیا۔ جب کنٹر بری کے لاٹ پادری کا انتقال ہو گیا۔ تو بادشاہ کو یہ خیال آیا۔ کہ اگر وہ اپنے جاں نثار وزیر اعظم کو لاٹ پادری مقرر کر دے تو کیا ہی اچھا ہو۔ کیونکہ اُس کو یقین تھا۔ کہ لاٹ پادری بیکٹ کلیسہ کو بادشاہ کا طرفدار کر دیگا۔ ان ایام میں کلیسہ بہت ہی طاقتور تھا۔ اور بادشاہ بھی کلیسہ سے لڑتے ہوئے ڈرتے تھے۔

ہنری اور بیکٹ کا تنازعہ +

بیکٹ کو لاٹ پادری مقرر کر دیا گیا۔ اس نے اپنے نئے عہدے کی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے پادری انسلم کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی۔ وہ کلیسہ کی آزادی اور اُس کے حقوق کی حفاظت کرنے میں بہت سرگرم تھا۔ ابھی اس کو لاٹ پادری کے عہدے پر مقرر ہوئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا۔ کہ بادشاہ اور اس کے درمیان بہت بڑا فساد برپا ہو گیا۔ اس تنازعہ کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ مجرم پادریوں کے مقدمات کس طرح سے فیصل ہوں۔ ہنری کی یہ خواہش تھی۔ کہ ان کے مقدمات کا فیصلہ بھی عوام الناس کی طرح شاہی



The Murder of Becket.



عدالتوں میں ہی ہوا کرے۔ لیکن بیکٹ کا اس پر اصرار تھا۔ کہ پادریوں کے مقدمات کلیسہ کی عدالتوں میں ہی فیصلہ ہوں۔ کیونکہ ایسی مقدس ہستیوں کو شاہی ججوں کے سامنے پیش کرنا سوء ادب ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پُرانے دوست جانی دشمن ہو گئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی ہنری نے ٹامس کو ملک بدر کر دیا۔ اور وہ بچھ سال تک جلا وطن رہا۔

صلح اور جنگ آخر ۱۶۷۵ء میں ہنری اور ٹامس نے اپنا تنازعہ ختم کر کے عارضی صلح کر لی۔ اور ٹامس پھر کنٹربری واپس آ گیا۔ لیکن ٹامس پینچل طبیعت اور دخل در معقولات کرنے کا عادی تھا۔ اُس نے پھر وہی قضیہ نامرضیہ شروع کر دیا۔ اس سے بادشاہ کو از حد غصہ آیا۔ اُس نے مغلوب الغضب ہو کر لاٹ پادری کے برخلاف جو بھی منہ میں آیا کہ ڈالا۔ آخر کار اُس نے چلا کر کہا۔ کہ کیا کوئی بھی میرے بزدل نوکروں میں سے مجھ کو اس شورہ پشت پادری سے نجات نہیں دلائیگا۔

کنٹربری میں ٹامس کا قتل۔	ہنری کے چار ملازموں نے بادشاہ کے الفاظ کی تعمیل کرنے کا مصمم
--------------------------	--

ارادہ کر لیا۔ وہ سیدھے کنٹر بری جا پہنچے۔ تاکہ
 آرچ بشپ کو قتل کر کے بادشاہ کی خوشنودی مزاج
 حاصل کریں۔ ٹامس نے اُن سے بھاگ کر گرجے
 میں جا کر پناہ لی۔ قاتلوں نے گرجہ کے دروازے
 پر جا کر گرجا شروع کر دیا۔ ٹامس نے اپنے
 پادریوں کو کہا۔ کہ دروازہ کھول دو۔ میں خدا
 کے گھر کو اپنے لئے قلعہ نہیں بناؤنگا۔ پھر
 وہ چاروں نائٹ گرجہ میں دراتے ہوئے چلے
 آئے۔ اور چلا کر کہا۔ کہ وہ نمک حرام کہاں
 ہے۔ ٹامس نے جواب دیا۔ میں یہاں ہوں۔ میں
 نمک حرام نہیں ہوں۔ بلکہ لاٹ پادری اور خدا
 کا پادری ہوں۔ پھر وہ تلواریں سونت کر اُس پر
 جا پڑے۔ اور نہایت بے رحمانہ طور سے اس کو
 موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ جب وہ یہ ناپاک فعل
 کر چکے۔ تو انہوں نے چلا کر کہا۔ کہ آؤ ہم
 چل دیں۔ وہ اب کبھی نہیں اُٹھیں گے۔

بیکٹ کی ولایت
 میں تھمکے مچ گیا۔ اس کی بہادرانہ موت اور اُس
 کی مقدس زندگی کی کہانیاں فے القور پھیل گئیں۔
 لوگ اس بات کو بھول گئے۔ کہ بیکٹ انسلم کی
 طرح کوئی حلیم مزاج ولی نہیں تھا بلکہ ہمیشہ سے

جھگڑالو اور آتش مزاج تھا۔ وہ انصاف اور سچائی کی حمایت میں تو لڑ نہیں رہا تھا۔ بلکہ اُس کا تنازعہ کلیسہ کے حقوق کی حمایت میں تھا۔ اُس کی شاندار موت نے اس کی تمام زندگی کو شریفانہ رنگ میں رنگ دیا۔ یہاں تک کہ اب لوگ اس کو کنٹر بری کا ولی ٹامس کہتے تھے۔ جو مقدس کلیسہ کی آزادی کے لئے شہید ہوا۔ اس کا مزار تمام انگلستان میں سب سے مشہور زیارت گاہ ہو گیا۔ یورپ کے ہر اطراف و جوانب سے ہزار ہا لوگ اس شہید کے مزار پر زیارت کے لئے آنے شروع ہو گئے۔

ہنری کے مصائب اور ٹامس کے مزار کی زیارت *
 ہنری اپنے ملازموں کے فعل پر کانپ اٹھا۔ اُس کے ملازموں کا یہ خیال تھا کہ وہ بادشاہ کے لئے مفید ثابت ہونگے۔ لیکن عیسائی دنیا ہنری کے اس فعل شنیع سے اس سے نفرت کرنے لگ گئی۔ ہنری کی رعایا تو اُس سے ڈر کے مارے کانپتی تھی۔ لیکن اُس کے اُمرا نے اُس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ ہنری پر بہت جلد ظاہر ہو گیا کہ یہ ضروری امر ہے کہ وہ اس بات کا اعلان کر دے کہ وہ اپنے جلد باز الفاظ پر

نادم تھا۔ اور اُس کا مقصد آرچ بشپ کی
 جان لینے کا نہیں تھا۔ وہ زیارت کے لئے بیکٹ
 کی قبر پر کنٹربری گیا۔ اور نہایت عاجزانہ طور
 سے اپنے پرانے دشمن کی قبر پر دو زانو ہوا۔
 اُس کو چھڑی سے سزا دی گئی۔ اس کے بعد
 پوپ نے یہ اعلان کر دیا۔ کہ بادشاہ نے اپنے
 گناہ کا کفارہ کر دیا ہے۔ لیکن ہنری کے لئے
 بیکٹ کے قتل کا سب سے بُرا نتیجہ یہ ہوا۔
 کہ اُس کو اُسی قانون کو جاری کرنا پڑا۔ جس
 کے جاری کرانے کی آرزو بیکٹ کے دل میں تھی۔
 ریفارمیشن تک پادری اپنے جرائم کے لئے
 کلیسہ کی عدالتوں میں پیش ہوتے رہے۔ اور
 شاہی عدالتوں میں اُن کے مقدمات فیصلہ نہیں
 ہوتے تھے۔

ہنری دوم کے آخری ایام	ہنری کے آخری ایام میں
اور اُس کی وفات +	اس پر مصائب کے بادل

اُمند آئے۔ اُس کے لڑکے نافرماں بردار اور بے وفا
 نکلے۔ کئی مرتبہ انہوں نے اس کے برخلاف علم
 بغاوت بلند کیا۔ اگرچہ وہ ان پر احمقانہ طور سے
 مہربان تھا۔ لیکن انہوں نے اُس کے سب
 سے بڑے دشمن بادشاہ فرانس سے ساز باز کیا۔

اور بوڑھے بادشاہ کو ہر طرح سے تکلیف دی۔ ان
 میں سے ایک بغاوت کے درمیان ہنری دوم اپنے
 مصائب سے تنگ آکر ۱۱۸۹ء میں وفات پا گیا۔
 شجرہ نسب ہنری دوم سے لے کر ایڈورڈ سوم
 تک +

ہنری دوم نے اکوٹین کی شاہزادی
 الینور سے شادی کی

جان

رچرڈ اول

ہنری سوم

ایڈورڈ اول

ایڈورڈ دوم

نے فرانس کی شاہزادی اربیلہ سے شادی کی

ایڈورڈ سوم

باب ۴

ہنری دوم کے لڑکے ۱۱۸۹ء - ۱۲۱۶ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

رچرڈ اول - سلطان صلاح الدین - آسٹریا کا
ڈیوک - جان - اکوٹین کی شائزادی الینور -
انوسنٹ سوم - لاٹ پادری لینگٹن - پنڈلف -
لوئی شاہ فرانس +

چیدہ چیدہ تاریخیں :-

۱۱۸۹ء - ۱۱۹۹ء - رچرڈ اول کی حکومت +

۱۱۸۹ء - تیسرا جنگ صلیبی +

۱۱۹۴ء - رچرڈ کی قید سے رہائی +

۱۱۹۹ء - ۱۲۱۶ء - شاہ جان کی حکومت +

۱۲۱۵ء - میگنا کارٹا (چارٹر اعظم) کی منظوری +

اب ہنری کا سب سے بڑا لڑکا

رچرڈ والے تخت و تاج ہوا - وہ

جنگ کا شائق تھا - اور اُس کی عین تمنا تھی -

کہ وہ اپنے لئے شہرت اور ناموری حاصل کرے -

رچرڈ شیر دل
Richard the
lion hearted

لیکن یہ آرزو ہرگز اُس کے دل میں نہ تھی۔ کہ وہ ملک پر اچھی طرح سے حکومت کرے۔ وہ دس سال سے زیادہ انگلستان کا بادشاہ رہا۔ لیکن اس عرصہ دراز میں تقریباً تمام وقت ہی اپنے فرانسیسی مقبوضات میں ہی رہا۔ وہ صرف دو دفعہ انگلستان میں آیا۔ لیکن وہ بھی بہت ہی قلیل عرصہ کے لئے۔ جب اس کے پاس اس قدر روپیہ جمع ہو جاتا۔ کہ وہ اپنی تجاویز کو عملی جامہ پہنا سکے۔ تو وہ انگلستان سے جلد ہی چل دیتا۔ لیکن اہل انگلستان اس کی بہادری کی وجہ سے اُس کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اور اُس کو رچرڈ شیردل کہتے تھے۔ تمام انگریز بادشاہوں میں سے کوئی بھی ایسا بادشاہ نہیں گزرا جس میں انگریزی اوصاف اس قدر کم ہوں۔ یا جس نے رچرڈ کی طرح اپنے ملک سے اس طرح بے پرواہی سے کام لیا ہو۔

حروب صلیبیہ
(Crusades)

صلیبی میں چلا گیا۔ حروب صلیبیہ مذہبی لڑائیاں تھیں۔ جو یورپ کے عیسائی بادشاہوں نے مسلمانوں کے خلاف کیں۔ ان کا نام حروب صلیبیہ اس لئے رکھا گیا۔ کہ جو جنگ جو اس

میں شریک ہوتے تھے۔ اُن کے کپڑوں پر ایک
 صلیب سی دی جاتی تھی۔ تاکہ یہ ظاہر ہو جائے
 کہ وہ کسی مقدس کام میں مشغول ہیں۔ سب
 سے پہلی صلیبی لڑائی ولیم روفس کے عہد سلطنت
 میں ہوئی۔ اور جس صلیبی لڑائی میں رچرڈ نے
 شمولیت کی۔ وہ تیسری صلیبی جنگ تھی۔ اس
 زمانہ میں یہ عام رواج تھا۔ کہ لوگ ولیوں یا
 مقدس بزرگوں کی خانقاہوں پر زیارت کے لئے
 جایا کرتے تھے۔ ہم دیکھ چکے ہیں۔ کہ کنٹرہری کے
 دلی ٹامس کی قبر کس قدر لوگوں کی زیارت گاہ
 بن گئی تھی۔ لیکن یسوع مسیح کی مرقد مقدس
 واقعہ یروشلم کا حج سب سے بڑھ کر خیال کیا
 جاتا تھا۔ یروشلم ترکوں کے ہاتھوں میں تھا۔
 جن کو عیسائی مذہب سے نفرت تھی۔ اور وہ
 عیسائی زائرین کو لوٹتے اور قتل کر دیتے تھے۔
 حروب مقدسہ کا مقصد یہ تھا کہ ترکوں کو مار کر
 پھر یروشلم سے باہر نکال دیا جائے۔ اور ان
 مقامات مقدسہ میں ایک عیسائی سلطنت قائم کی
 جائے۔ جہاں یسوع مسیح نے اپنی دنیاوی زندگی
 بسر کی تھی +

تیسرا جنگ صلیبی پہلے صلیبی جنگ میں یروشلم سے

ترکوں کو نکال کر وہاں ایک عیسائی سلطنت قائم کی گئی تھی۔ لیکن سو سال بعد ایک نہایت ہی جبری اور شریف ترک سلطان صلاح الدین ایوبی کا دور دورہ ہوا۔ جس نے عیسائیوں کو یروشلم سے نکال دیا۔ تیسرے صلیبی جنگ کا مقصد یہ تھا۔ کہ مقامات مقدسہ میں پھر عیسائی سلطنت کو از سر نو قائم کیا جائے ۛ

جرمنی میں رچرڈ	رچرڈ سلطان صلاح الدین کے
کی قید ۛ	خلاف اچھی طرح سے لڑا۔ اور

متعدد لڑائیوں میں فتوحات حاصل کیں۔ لیکن وہ یروشلم کو فتح نہ کر سکا۔ اگرچہ وہ اس مقام پر پہنچ گیا۔ جہاں سے یروشلم کی دیواریں نظر آتی تھیں۔ اُس نے اپنا منہ اُدھر سے پھیر لیا۔ اور کہا کہ اگر میں اس کو فتح نہیں کر سکا۔ تو میں اُس کے دیکھنے کے قابل بھی نہیں ہوں۔ اُس نے سلطان صلاح الدین سے عارضی صلح کر لی۔ اس صلح کی رو سے عیسائیوں کو یسوع مسیح کی قبر پر زیارت کرنے کی اجازت مل گئی۔ اس کے بعد اُس نے وطن کی طرف مراجعت کی۔ لیکن راستے میں ہی وہ آسٹریا کے ڈیوک کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ جس سے رچرڈ

کا تنازعہ بیت المقدس میں ہوا تھا۔ اس کو اس وقت تک قید میں رہنا پڑا۔ جب تک انگریزوں نے ایک رقم خطیر اپنے بادشاہ کے لئے بطور ذریعہ فدیہ ادا نہ کر دی۔ ۱۹۴۷ء میں رچرڈ انگلستان پہنچا۔

رچرڈ کے آخری سال اور اس کی موت ۶

جمع کر لیا۔ تو وہ پھر انگلستان سے چل دیا۔ اُس نے اپنی باقی ماندہ عمر فرانس کے بادشاہ کے ساتھ لڑ کر بسر کی۔ کیونکہ جرمنی میں اس کے قید کے زمانے میں فرانس کے بادشاہ نے رچرڈ کے فرانسیسی مقبوضات پر جبراً قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ آخر پانچ سال کے بعد جبکہ وہ ایک قلعہ کا محاصرہ کر رہا تھا۔ تو قلعہ کی دیوار سے کسی نے ایک تیر کو اس کے سینے کے پار کر دیا۔ اور وہ مر گیا۔

بادشاہ جان رچرڈ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اس لئے اس کی جگہ اس کا چھوٹا بھائی جان تخت نشین ہوا۔ انگریز بادشاہوں میں سب سے بڑھ کر شہرہ النفس اور بُرا بادشاہ جان ہوا ہے۔ وہ ظالم۔ حریص۔ خود رائے اور مغلوب الغضب تھا۔ اُس نے جس کام میں ہاتھ ڈالا۔ اُس میں ہی ناکام رہا۔ اس نے اس بُری طرح سے حکومت کی۔

کہ اُس کی رعایا کا بہت بڑا حصہ اُس کے
برخلاف ہو گیا ۛ

جان کے ہاتھوں نامنڈی اور انجو کا نکل جانا ۛ

ہوئے تھے۔ کہ اس کے فرانسیسی مقبوضات کے
اُمرانے اس کے برخلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اور
شاہ فرانس سے امداد کے طالب ہوئے۔ بادشاہ
فرانس نے ان کی مدد بطیب خاطر کی۔ اس نے
اعلان کر دیا۔ کہ جان کے فرانسیسی مقبوضات ضبط
کر لئے گئے ہیں۔ اس لئے اُس نے نارمنڈی
اور انجو پر قبضہ کر لیا۔ اب جان کے قبضے میں
ہنری دوم کے وسیع فرانسیسی مقبوضات میں سے
صرف اُس کی والدہ الینور شاہزادی اکوٹین کی جاگیر
رہ گئی۔ اس علاقہ کو گسکینی کہتے تھے۔ اس کا
سب سے بڑا شہر بورڈو تھا۔ اور یہ شہر انگریزوں
کے قبضے میں 250 سال تک رہا ۛ

بادشاہ جان اور پوپ جان کے عہد حکومت میں

انوسنٹ سوم Innocent III انوسنٹ سوم پوپ تھا۔ جو کہ

کا متنازعہ ۛ قابل احترام پاپائے روم ہیں

سے سب سے زیادہ مشہور تھا۔ جان اور انوسنٹ
اس بات پر متفق نہ ہو سکے۔ کہ کون کنٹربری کا

لاٹ پادری ہو۔ جان ایک نہایت ہی نالائق آدمی کو
 لاٹ پادری مقرر کرنا چاہتا تھا لیکن پوپ اُس کو
 نہیں مانتا تھا۔ وہ سٹیفن لنگٹن کو لاٹ پادری مقرر
 کرتا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ لائق فائق۔ روشن دماغ
 اور پارسا آدمی تھا۔ جان نے اُس کی تقرری پر
 اعتراض کیا۔ اور اس طرح سے پوپ اور جان
 کے درمیان جھگڑا شروع ہو گیا جو کہ کئی سال تک
 رہا۔ اس جھگڑے کے دوران میں پوپ انوسنٹ
 نے انگلستان میں انٹرڈکٹ (Interdict) جاری کر دیا۔
 جس کا مطلب یہ تھا کہ اُس نے گرجوں میں تمام
 عبادت عامہ بند کر دی۔ یہاں تک کہ بادشاہ جان
 کو سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اگرچہ پارسا اور متقی
 انگریزوں میں عبادت الہی کے بند ہونے سے
 بہت ہی ہل چل مچ گئی۔ لیکن بے دین جان پوپ
 کی دھمکیوں پر خندہ زن ہوا۔

جان پوپ کا اطاعت گزار
 ہو جاتا ہے +

انوسنٹ نے یہ عزم بالجزم
 کر لیا تھا کہ وہ اس بات

میں شکست نہیں کھائیگا۔ آخر کار اُس نے اعلان
 کر دیا۔ کہ جان کا کوئی بھی حق حکومت کرنے کا
 نہیں ہے۔ اُس نے شاہ فرانس کو انگلستان فتح
 کرنے اور جان کو وہاں سے نکالنے کے لئے لکھ

بھیجا۔ اب تو جان کی آنکھیں کھلیں۔ اور اُس
 نے پوپ سے ذلت آمیز صلح کر لی۔ اس نے
 سٹیفن لنگٹن کو آرچ بشپ تسلیم کر لیا۔ لیکن
 جان نے اس سے بھی بڑھ کر یہ کام کیا۔ کہ
 تاج شاہی اپنے سر سے اتار کر پوپ کے نمائندے
 پنڈلف کے سامنے پیش کر دیا اور وعدہ کیا۔ کہ
 وہ آئندہ پوپ کو اپنا شاہنشاہ تسلیم کریگا۔ اور
 سال بہ سال اس کو ایک رقم بطور خراج ادا
 کیا کریگا۔ ایسی ذلیل اطاعت کسی بادشاہ نے
 اب تک نہیں کی تھی۔ لیکن جان کو اس ذلت
 کا ذرا بھی خیال نہیں تھا۔ کیونکہ وہ اس وقت
 اپنے آپ کو موجودہ مصائب سے کسی طور سے
 بچانا چاہتا تھا۔ اس نے خیال کیا کہ پوپ کو
 اپنا حامی بنانا اس کے لئے از حد فائدہ مند ہوگا۔
 اُمرا جان کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس تمام عرصہ میں جان نہایت
 بُری طرح سے حکومت کر رہا تھا۔
 مدت سے اُمرا اُس سے نفرت کر رہے تھے۔ اور
 اب طبقہ غربا نے بھی اس کا ساتھ چھوڑنا شروع
 کر دیا۔ اور وہ بھی اُمرا کے حامی ہو گئے۔ آرچ
 بشپ لنگٹن نے ہر ایک طبقہ کے لوگوں کو ظالم
 بادشاہ کے برخلاف متحد کرنے کی عقلندانہ کوشش

کی۔ اُمرا نے بادشاہ کے برخلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اور اس طبقہ کے بہت ہی کم لوگ ظالم کی حمایت میں لڑنے کے لئے تیار ہوئے۔ ۱۲۱۵ء میں جان پر یہ ظاہر ہو گیا۔ کہ وہ اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اُس نے اُمرا کے ساتھ رنی میڈ کے میدان پر جو دریائے ٹیمس کے کنارے پر ایک مرغزار تھا۔ ملاقات کی۔ اور وہاں اس نے مجبور ہو کر ان مطالبات کو مان لیا۔ جو اُمرا نے مرتب کئے تھے۔

امرا کے مطالبات ایک تحریری دستاویز میں تھے۔ جس کو لیٹن میگنا کارٹا Magna Charta میں میگنا کارٹا اور انگریزی میں اُس کو گریٹ چارٹر یعنی منشور اعظم کہتے ہیں۔ اب تک تو نارمن بادشاہ جس طرح سے چاہتے۔ مطلق العنان بادشاہوں کی طرح حکومت کرتے تھے۔ لیکن اب جان کو کلیسہ۔ اُمرا اور عوام الناس کے حقوق کا مجبوراً خیال کرنا پڑا۔ وہ کسی قسم کا نیا ٹیکس امرا کی منظوری کے بغیر لوگوں پر نہیں لگا سکتا تھا۔ وہ کیسی آدمی کو بھی قانون کے برخلاف قید نہیں کر سکتا تھا۔ اس طرح سے یہ چارٹر انگریزی آزادی اور انگریزی قانون کا سنگ

بنیاد ہے۔ اس چارٹر کی تمام دفعات پر بہت دیر کے بعد عمل کیا گیا۔ لیکن آغاز کرتا بھی کارے دارد کا مصداق تھا۔

جان نے چارٹر اعظم کو مسترد کر دیا۔ اور وفات پائی۔	جان نے جلد ہی اپنا وعدہ چارٹر کے متعلق توڑ دیا۔ اور غیر ملکی سپاہیوں کو اپنی حمایت میں لڑنے کے لئے نوکر رکھ کر اُمرائے برصغیر جنگ شروع کر دی۔ اُس نے اُمرائے ایسٹ انڈیا کمپنی کو مدد کے لئے فرانس کے بادشاہ کے سب سے بڑے لڑکے لوئیس سے استدعا کی۔ کہ وہ ان کی امداد کے لئے آئے۔
---	---

لیکن فرانسیسی مدد کے باوجود بھی وہ جان کو شکست نہ دے سکے۔ ان کی خوش قسمتی سے دوسرے سال ~~۱۷۵۷~~ میں جان یک بیک اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

باب

ہنری سوم

چیدہ چیدہ اشخاص :-

لوئیس شاہ فرانس - آرچ بشپ لنکٹن - ولیم
مارشل ارل پمبروک - سائمن مانٹ فورٹ - ارل
لیسیسٹر - ایڈورڈ بادشاہ کا لڑکا +

چیدہ چیدہ تارتخیں :-

۱۲۱۶ء - ہنری سوم کی تخت نشینی +
۱۲۱۷ء - لوئیس بادشاہ فرانس انگلستان کو چھوڑ
کر چل دیتا ہے +

۱۲۱۹ء - ولیم مارشل کی موت +

۱۲۵۵ء - پراویٹرن آف آکسفورڈ (قوانین آکسفورڈ)

۱۲۶۵ء - مانٹ فورٹ کی پارلیمنٹ اور ایو شام

کی لڑائی +

۱۲۷۲ء - ہنری سوم کی وفات +

جان کی وفات کے بعد اُس کا
سب سے بڑا لڑکا ہنری سوم تخت

لوئیس بادشاہ فرانس
کی شکست +

نشین ہوا۔ نئے بادشاہ کی عمر اس وقت ۹ سال
 کی تھی۔ جن امرا نے لوئیس بادشاہ فرانس کو مدد
 کے لئے طلب کیا تھا۔ انہوں نے ہنری کو بادشاہ
 تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ خانہ جنگی دو سال تک
 ہوتی رہی۔ لیکن لوئیس کے احباب آہستہ آہستہ
 اُس سے الگ ہوتے گئے اور ہنری کے طرفداروں
 کا پتہ بھاری ہوتا گیا۔ اب کئی ایک امرا کو یہ
 احساس ہونے لگا۔ کہ جو شاہزادہ اپنے باپ کی
 وفات کے بعد بادشاہ فرانس ہو جائیگا۔ اس کی
 بادشاہت کو تسلیم کرنا ایک فعل عبث ہے۔ علاوہ
 ازیں خورد سال بادشاہ اپنے باپ کے گناہوں سے
 مبرا تھا۔ لہذا اس بادشاہ کے دوستوں نے یہ
 ظاہر کرنا شروع کر دیا کہ وہ اس کو اس طرح
 حکومت کرنے نہیں دینگے۔ جس طرح اُس کے
 باپ جان نے حکومت کی تھی۔ انہوں نے دوبارہ
 چارٹر اعظم کو بادشاہ کی طرف سے شائع کیا۔ اس
 طرح سے ہنری سوم کے برخلاف کوئی بھی وجہ
 مخالفت نہ رہی۔ اب لوئیس کا اقتدار بھی زوال
 پذیر ہوتا شروع ہوا۔ ۱۲۱۶ء میں اُس کو مجبوراً
 انگلستان چھوڑنا پڑا۔ اور ہنری سوم بلا شرکت غیرے
 انگلستان کا بادشاہ ہو گیا *

سٹیفن لنگٹن Stephen Langton بادشاہ آئیس کے ساتھ
 اور ولیم مارشل William Marshal جنگ کے دوران میں
 کی حکومت + ہنری کے دو مددگار تھے۔

ایک سٹیفن لنگٹن کنٹر بری کا آرچ بشپ اور
 دوسرا ولیم مارشل پیمبروک کا ارل تھا۔ - حبیب
 فرانسیسی انگلستان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ تو ان دو
 عقلمندوں نے انگلستان میں امن اور خوشحالی قائم
 کی۔ اگرچہ پیم بروک سال خوردہ تھا۔ جس کا
 انتقال ۱۲۱۹ء میں ہوا لیکن جس کام کی اُس نے
 بنیاد ڈالی تھی۔ وہ اُس کی موت کے بعد بھی
 جاری رہا۔ آہستہ آہستہ خانہ جنگی کے خطرات
 دلوں سے محو ہو گئے۔ بادشاہ جان کے غیر ملکی
 سپاہیوں کو انگلستان سے نکال دیا گیا۔ اور انگریز
 اپنے ملک کے حکمران ہو گئے۔

ہنری سوم کا جس وقت ہنری سوم حکومت کرنے
 چال چلن + کے قابل ہو گیا۔ اس وقت بدقسمتی سے
 نئے مصائب پیدا ہو گئے۔ وہ شاہان سلف میں
 سے اکثروں سے اچھا تھا۔ وہ متدین - حلیم اور
 خوش مزاج تھا۔ اپنے احباب کا وفادار اور اپنی
 بیوی بچوں کا دلدادہ تھا۔ وہ اعلیٰ درجے کا تعلیم یافتہ
 تھا۔ وہ خوبصورت گرجے تعمیر کرانے اور اُن میں

اعلا درجے کی موتیں اور نقش و نگار کرنے کا
از حد شائق تھا۔ اس کے تعمیر کردہ گرجوں میں
سے سب سے مشہور ویسٹ منسٹر کی خانقاہ ہے۔
جو ابھی تک قائم ہے۔ ہنری نے ایڈورڈ پارسا کے
گرجے کو مسمار کر کے اس کی جگہ اس سے کہیں
بڑھ چڑھ کر خوبصورت گرجا تعمیر کیا۔ اُس نے اس
کام کو اس لئے سرانجام دیا۔ کہ وہ ایڈورڈ پارسا
کا از حد احترام کرتا تھا۔ اُس نے اپنے ولی عہد
کا نام بھی اسی بادشاہ کے نام نامی پر رکھا۔
اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ کس درجہ
تک اس بادشاہ کی عظمت کرتا تھا۔ شاید ہنری کے
ایڈورڈ پارسا کے ساتھ اخلاص کی یہ بھی وجہ ہو۔
کہ اُس کا چال چلن بھی ایڈورڈ پارسا سے ملتا
تھا۔ ایڈورڈ پارسا کی طرح وہ بھی بہت ہی کمزور
تھا۔ اور غیر ملکیوں کا بھی اسی طرح شیدائی تھا۔
اور یہی وجہ تھی۔ کہ وہ اچھا بادشاہ ثابت نہ ہوا۔
اُس نے اپنی بیوی کے رشتہ داروں کو کئی ایک
اعلیٰ عہدے اور اعلیٰ جاگیریں عطا کیں۔ یہ لوگ
جوق در جوق انگلستان میں جنوبی فرانس سے آرہے
تھے۔ اور سخت درجے کے طامع تھے۔ ہر ایک چالاک
فرانسیسی جو انگلستان میں وارد ہوتا تھا۔ بادشاہ

ہنری اس کا تپاک سے خیر مقدم کرتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ ایک رواج سا ہو گیا کہ جو نوجوان فرانسیسی امیرزادے انگلستان آ گئے۔ وہ مالا مال ہی ہوئے۔ ان میں سے ایک سائمن مان فورٹ بھی تھا۔ اُس نے بادشاہ کی بہن سے شادی کی۔ اور بادشاہ نے اُس کو لیسٹر کا ارل تسلیم کر لیا۔

ہنری کی کمزور حکومت + انگلستان پر حکومت کرتا نہیں جانتے تھے۔ بادشاہ نے وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ چارٹر اعظم کی رو سے حکومت کریگا۔ لیکن اس نے یہ وعدہ ایفا نہ کیا۔ بادشاہ ہمیشہ بھاری محصولات وصول کرتا تھا۔ اور وہ اس روپیہ کو اپنے منظور نظروں پر بُری طرح سے ضائع کرتا تھا۔ اور ملک میں اچھا انتظام نہیں کر سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اُمرا برا فروختہ ہو گئے۔ انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ وہ ہنری کو مجبور کر بیٹھے۔ کہ اُن سے مشورہ لیا کرے۔ اور ملک میں اچھی طرح سے حکومت کرے۔

چارٹر اعظم کے وقت سے اُمرا کی طاقت بڑھ گئی تھی۔ اب بادشاہ مطلق العنان کا آغاز + پارلیمنٹ کا

نہیں تھا۔ اور اُس کو ہرنے ٹیکس لگاتے وقت یا نیا قانون نافذ کرتے وقت ایک جماعت کی منظوری حاصل کرنی پڑتی تھی۔ جس کو پارلیمنٹ کہتے تھے۔ ان ایام کی پارلیمنٹ ہماری موجودہ پارلیمنٹ کی طرح نہیں تھی۔ جس میں تمام ملک کے نمائندے ہوتے ہیں۔ وہ ہمارے دار العوام کی نسبت دارالامرا سے زیادہ ملتی جلتی تھی۔ اس میں ارل - بیرن - بشپ اور دوسرے چیدہ چیدہ امرا اور پادری شامل ہوتے تھے اور اُس وجہ سے بادشاہوں کے اختیارات پر ایک قسم کی حقیقی رکاوٹ تھی۔ خصوصاً ہنری جیسے کمزور بادشاہ پر تو اس کا خاصا اثر تھا۔

اکسفورڈ کے قوانین اول اول تو امرا کی پارلیمنٹ
 بادشاہ کے برخلاف کچھ نہ کر سکی۔ اُس کو ایک رہنما کی ضرورت تھی۔ لیکن عرصہ دراز تک اس کو کوئی سردار نہ ملا۔ آخر کار اُس کو ایک نہایت اعلیٰ رہنما مل گیا۔ جو بادشاہ کی بہن کا خاوند سائنٹ مانٹ فورٹ Simonde Montfort تھا۔ سائنٹ مانٹ فورٹ اب اچھا خاصہ انگریز بن گیا تھا۔ اول اول تو اُس نے غیر ملکیتوں کی طرح بادشاہ کی امداد کی۔ لیکن وہ ہنری سے کہیں بڑھ چڑھ کر زیرک تھا۔ اس

لئے وہ جلد ہی بادشاہ کے لا اُبابی طریقوں سے
متنفر ہو گیا۔ اور بادشاہ سے سختی سے لڑ پڑا۔

وہ اُس طبقہ اُمرا کا سردار ہو گیا۔ جو بادشاہ کے
خلاف تھا۔ ۱۲۵۸ء میں پارلیمنٹ کا اجلاس آکسفورڈ

کے مقام پر ہوا۔ جس نے سائن کی ہدایت کے
موافق کچھ نئے قوانین وضع کئے۔ جن کو پروویزن

او آکسفورڈ یعنی قوانین آکسفورڈ کہتے ہیں۔ ان
قوانین کے رو سے غیر ملکی لوگ انگلستان سے نکال

دئے گئے۔ اور حکومت انگلستان بادشاہ کے
ہاتھوں سے نکل کر اُمرا کے ہاتھوں میں آ گئی۔

ہنری اور اُمرا کا
از سر نو تنازعہ۔

کچھ سالوں تک تو نیا انتظام
اچھی طرح سے چلتا رہا۔ لیکن

ہنری اور اُس کا فرزند ایڈورڈ اس انتظام سے
متنفر تھے۔ ایڈورڈ اب جوان تھا۔ اور اپنے

بیوقوف باپ سے زیادہ عقلمند اور مستقل مزاج
تھا۔ باپ اور بیٹا کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اگر

اُمرا میں اتحاد ہوتا۔ لیکن یہ اتحاد زیادہ دیر
تک قائم نہ رہا۔ ارل سائن کا یہ خیال تھا۔

کہ امرا خود غرضانہ طور سے اپنے مفاد کے لئے
حکومت کر رہے ہیں۔ لیکن وہ عوام الناس کے
لئے امرا سے بڑھ کر کام کرنا چاہتا تھا۔ اس

کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اہل سامن اور اس کے احباب آپس میں لڑ پڑے۔ اس طرح سے ہنری اور ایڈورڈ کو موقعہ ہاتھ آ گیا۔ انہوں نے اُمرا کے برخلاف ہتھیار اٹھائے۔ اس کے بعد جو خانہ جنگی ہوئی۔ اُس کو اُمرا کی جنگ کہتے ہیں۔

لوئیس کی لڑائی جب لڑائی ہوئی۔ تو پھر اُمرا کو متحد ہونا پڑا۔ اب سامن ان سب کا سردار ہو گیا۔ ۱۲۶۴ء میں اُس نے بادشاہی فوج کو لوئیس کے میدان پر شکست دے کر ہنری اور ایڈورڈ کو گرفتار کر لیا۔

سامن کی پارلیمنٹ اب تو سامن انگلستان کا حقیقی فرما نہوا تھا۔ ۱۲۶۵ء کے مشروع میں اُس نے اپنی امداد کے لئے ایک پارلیمنٹ طلب کی۔ اب تک پارلیمنٹ تو اُمرا کا ہی جمع ہوتی تھیں۔ لیکن سامن کی ۱۲۶۵ء کی پارلیمنٹ اس سے بڑھ کر تھی۔ اس نے ہر ایک کو نیٹی سے دو نمائندے اظہار خیالات کے لئے طلب کئے۔ اور ہر ایک شہر سے بھی دو قائم مقام بطور نمائندے انتخاب کرنے کی استدعا کی۔ یہ کوئی پہلا موقع نہ تھا جبکہ ہر کوئی

سے نمائندوں کو پارلیمنٹ میں طلب کیا گیا تھا۔
 تاہم یہ سب سے مشہور موقعہ تھا۔ جبکہ اس
 طرح سے نمائندے طلب کئے گئے تھے۔ لیکن
 حقیقت میں یہ پہلا موقعہ تھا۔ جب شہروں کو
 اپنے نمائندوں کو پارلیمنٹ میں بھیجنے کے لئے
 احکام جاری ہوئے تھے۔ اس سے صاف ظاہر
 ہوتا ہے کہ مانٹ فورٹ نے اُن کو صرف اس لئے
 طلب کیا تھا۔ کہ ملک کے انتظام کے لئے ہر
 طبقہ کے نمائندے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں
 اس لئے ہم مانٹ فورٹ کے ممنون احسان ہیں۔
 کہ اُس کی وجہ سے پارلیمنٹ اُمرا کے نمائندوں
 کا ایک مجموعہ ہی نہ رہی۔ بلکہ انگریزوں کے ہر
 ایک طبقے کے نمائندوں کی ایک مجلس بن گئی۔

ایوشام (Evesham) کی
 لڑائی ۱۲۶۵ء

سے بھی کم تک رہا۔ اگرچہ وہ عقلمند
 اور صاحب اقتدار تھا۔ لیکن متکبر اور جھگڑالو بھی
 تھا۔ بہت سے اُمرا تو اُس سے اس لئے نفرت
 کرتے تھے۔ کہ وہ عوام الناس پر اعتماد کرتا تھا۔
 اور دوسرے اُمرا اس سے اس لئے متنفر تھے۔
 کہ اُن کو یقین تھا۔ کہ وہ مغرور اور جاہ طلب
 ہے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ وہ ایک دفعہ پھر اُس سے

لڑ پڑے۔ ہنری اب بوڑھا اور کمزور ہو چکا تھا۔ اور اب اُس کے ہمراہی اس کی خواہشات کی شہ بہر بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ حامیان ملوکیت کا اصلی سردار شاہزادہ ایڈورڈ تھا۔ وہ چالاک سے قید خانے سے نکل گیا۔ اور مارنٹ فورٹ کے دشمنوں سے جا کر مل گیا۔ ۱۸۶۵ء میں اُس نے مارنٹ فورٹ کو ایو شام واقعہ وار سطر شائر کی لڑائی میں شکست دے کر قتل کر ڈالا۔

ہنری سوم کی وفات ایڈورڈ نے اپنے باپ کو چھ تخت نشین کیا۔ اس کے بعد بوڑھے بادشاہ کے عہد حکومت میں ملک میں امن و چین رہا۔ ایک دو سال کے بعد ایڈورڈ نے ملک میں اس قدر امن و چین پایا۔ کہ وہ جنگ صلیبی میں چلا گیا۔ وہ بہت بے جگری سے ترکوں سے لڑا۔ لیکن اب حروب مقدسہ کا زمانہ تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ اور وہ ترکوں کے خلاف کچھ نہ کر سکا۔ ابھی وہ بلاد مشرق میں ہی تھا۔ کہ ہنری سوم کا ۱۸۷۲ء میں انتقال ہو گیا۔

باب ۸

ایڈورڈ اول ۱۲۷۲ء سے ۱۳۰۷ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

لیولن شاہزادہ ویلز - جان بیل سکٹ لینڈ -
 رابرٹ بروکس دعویدار - ولیم ویلس - رابرٹ
 بروکس شاہ سکٹ لینڈ - جان کامن اس کا دشمن
 ایڈورڈ کانروان - ولی عہد سلطنت *

چیدہ چیدہ تاریخیں :-

۱۲۷۲ء - ایڈورڈ اول کی تخت نشینی *
 ۱۲۸۲ء - شاہزادہ لیولن کی وفات - اور ویلز
 کی فتح *
 ۱۲۹۲ء - ایڈورڈ نے جان بیل کو شاہ سکٹ لینڈ
 مقرر کیا *

۱۲۹۶ء - ایڈورڈ جان بیل کو تخت سے اتار
 دیتا ہے *

۱۲۹۷ء - چارٹروں کی تصدیق *

۱۲۹۵ء - فالکمرک کی لڑائی *

۱۳۰۷ء - ایڈورڈ اول کی وفات *

ایڈورڈ اول کا چال چلن +

- اگرچہ ایڈورڈ اول اپنے باپ کی وفات کے دو سال بعد انگلستان آیا لیکن اس کی غیر حاضری میں ملک میں امن و چین رہا۔ نئے بادشاہ نے اپنی جوانی کے اسباق اچھی طرح سے یاد کئے تھے۔ اور ہنری سوم سے مختلف طریق پر حکمرانی کی۔ ارل سائمن کی زندگی کے اسباق کا بھی اس کے دل پر اثر ہوا تھا۔ سائمن کی طرح اس کی بھی خواہش تھی کہ عوام الناس اُس کے طرفدار ہوں۔ اور اس پر بھروسہ کریں۔ وہ طاقت کا خواہشمند تھا۔ لیکن اُس نے یہ معلوم کر لیا کہ وہ تب ہی حسب خواہش حکومت کر سکیگا۔ کہ لوگ اُس سے کسی نہ کسی صورت میں تعاون کریں۔ وہ بہادر۔ شجاع۔ راست باز اور صاحب ہمت تھا۔ وہ فخریہ کہتا تھا۔ کہ اُس نے اپنا وعدہ ہمیشہ ہی وفا کیا۔ لیکن اس قدر آتش مزاج بھی تھا۔ کہ وہ اکثر اوقات ظالم اور ستم گر ہو جاتا تھا۔ لیکن وہ بہت اچھے انگریز بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ اور شاید ہی کسی بادشاہ نے انگلستان کو اس قدر فائدہ پہنچایا ہو۔ جس قدر اُس کے ہاتھوں پہنچا +

فتح ویلز اس کے عہد حکومت کے مشہور واقعات میں سے ایک فتح ویلز ہے۔ ویلز کا بڑا حصہ وہاں کے شاہزادے کے ماتحت تھا۔ لیولین (Ilywelyn) شاہزادہ ویلز نے ایڈورڈ کو حاکم اعلیٰ تسلیم کرنے یا حلف وفاداری اٹھانے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ پہلے شاہزادگان ویلز ایسا حلف انگریزی بادشاہوں کے لئے اٹھاتے تھے۔ کچھ سال تک تو ایڈورڈ نے خاموشی سے برداشت کیا۔ آخر کار اس نے لیولن کے تمام مقبوضات کو فتح کر کے اس کو اپنے علاقے میں دے دیا۔ ۱۲۸۲ء میں لیولن لڑائی میں کام آیا اور اس کے بعد ویلز کا کوئی اپنا شاہزادہ باقی نہ رہا۔ اس کے چند سال کے بعد ایڈورڈ نے اپنے بڑے لڑکے ایڈورڈ کو شاہزادہ ویلز مقرر کیا۔ یہ ایڈورڈ کارنر وان (Carnarvon) میں پیدا ہوا تھا۔ جہاں اس کے باپ نے ایک عظیم الشان اور مضبوط قلعہ اہل ویلز کو اپنے قبضہ تصرف میں رکھنے کے لئے تعمیر کیا تھا۔ اس کے بعد یہ رواج ہی ہو گیا کہ بادشاہ کے سب سے بڑے لڑکے کو شاہزادہ ویلز کہتے تھے اور یہ رواج اب تک جاری ہے۔

فتح ویلز کے بعد تمام برطانیہ میں صرف سکاٹ لینڈ

ایڈورڈ جان بلیل کو شاہ سکاٹ لینڈ مقرر کرتا ہے۔

کا ہی علاقہ باقی رہا۔ جس پر انگلستان کے بادشاہ کی حکومت نہ تھی۔ لیکن سکاٹ لینڈ ویلز

سے بہت بڑا ملک تھا۔ وہاں ایک بادشاہ کی حکومت نہیں تھی۔ بلکہ کئی ایک بادشاہ حکمران تھے۔ اگرچہ سکاٹ لینڈ کے بہت سے بادشاہوں نے انگلستان کے بادشاہوں کو اپنا حاکم تسلیم کر لیا تھا۔ پھر بھی سکاٹ لینڈ کے بادشاہ ویلز کے بادشاہوں سے بہت زیادہ آزاد اور طاقتور تھے۔ فتح ویلز کے چند سال بعد ہی ایڈورڈ کو سکاٹ لینڈ پر اپنا زور دکھانے کا اچھا موقعہ ملا۔ آگیا۔ اہل سکاٹ لینڈ میں بادشاہ کے انتخاب پر جھگڑا ہو گیا۔ کئی تو جان بلیل کے حامی تھے۔ کئی رابرٹ بروس کے ممد و معاون۔ اور باقی دوسرے دعویداروں کے مددگار تھے۔ آخر کار اہل سکاٹ لینڈ نے ایڈورڈ سے استدعا کی۔ کہ وہ ان دعویداروں کے حقوق کا لحاظ کرتے ہوئے فیصلہ کر دے۔ لیکن کام شروع کرنے سے قبل ایڈورڈ نے تمام دعویداروں سے یہ کہہ دیا کہ وہ اس کو اپنا اور لارڈ یا شاہنشاہ تسلیم کریں۔ سب دعویداروں نے اس کو اپنا شاہنشاہ تسلیم کر لیا۔ اور وعدہ کیا کہ وہ اس کی اطاعت

کر بیٹے۔ اس کے بعد ایڈورڈ نے اُن کے بیانات لئے۔ آخر کار اُس نے فیصلہ کر دیا کہ جان بیل کا حق سب سے فائق ہے۔ بیل نے ایڈورڈ کی تابعداری کرنے کی قسم کھائی۔ اور وہ سکاٹ لینڈ کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا۔

ایڈورڈ کی لڑائی جان بیل سے اور فتح سکاٹ لینڈ۔ درمیان جلدی ہی تنازعات شروع ہو گئے۔ ایڈورڈ نے اہل سکاٹ لینڈ کے معاملات میں گزشتہ انگریز بادشاہوں سے زیادہ دخل دینا شروع کر دیا۔ بیل اس کی اس حرکت پر بہت ناراض ہوا۔ چند سال میں ہی جنگ شروع ہو گئی۔ ۱۲۹۶ء میں ایڈورڈ نے سکاٹ لینڈ پر چڑھائی کر دی اور بیل کو قید کر کے اُس کو سلطنت سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا۔ اس کے بعد اُس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہی خود سکاٹ لینڈ کا بادشاہ ہوگا۔

ولیم ویلیس William Wallace اہل سکاٹ لینڈ انگریز کی بغاوت اور سکاٹ لینڈ کی دوسری فتح۔ بادشاہ کی رعایا ہونے کو ناپسند کرتے تھے۔ حالات زیادہ ابتر ہوتے گئے۔ کیونکہ انگریز گورنر اہل سکاٹ لینڈ سے بہت ظالمانہ سلوک کرنے لگے۔

چند مہینوں کے بعد اہل سکاٹ لینڈ نے ایڈورڈ کے برخلاف علم بغاوت بلند کیا۔ انہوں نے اپنا سردار ایک تنہا لیکن مستقل مزاج سپاہی کو مقرر کیا۔ جس کا نام ولیم ویلس تھا۔ اس کی قیادت میں انہوں نے انگریزوں کو سکاٹ لینڈ سے نکال دیا۔ دوسرے سال ایڈورڈ نے ایک بڑی فوج لے کر چڑھائی کی۔ اس کا مدعا یہ تھا کہ سکاٹ لینڈ کو پھر زیرِ جہیں کرے۔ ۱۲۹۸ء میں اُس نے فالکرک کی لڑائی میں ویلس کو شکست دی۔ اگرچہ ایڈورڈ نے اس لڑائی میں فتح پائی۔ لیکن وہ سکاٹ لینڈ کی فتح سے کوسوں دور تھا۔ اہل سکاٹ لینڈ نے عزم کر لیا کہ وہ اس کی حکومت تسلیم نہیں کریں گے۔ جب بادشاہ ایک مقام کی بغاوت فرو کرتا۔ تو وہ دوسری جگہ بغاوت کر دیتے۔ فالکرک کی شکست کے بعد بھی ویلس سات سال تک آزادی کی ہوا کھاتا رہا۔ آخر کار وہ پکڑا گیا۔ اور قید ہوا اور پھر باغی کی طرح موت کے گھاٹ اُتارا گیا۔ اہل سکاٹ لینڈ یہ کہتے تھے۔ کہ ویلس باغی نہیں تھا۔ کیونکہ وہ اپنے وطن کی حمایت میں لڑ رہا تھا۔ اور اُس نے کبھی ایڈورڈ کا حلف وفاداری بھی نہیں اٹھایا تھا۔ اُس کی

وفات کے بعد ایڈورڈ نے تمام ملک فتح کر لیا۔ دوسری فتح سکٹ لینڈ جان بیل کے وقت کی پہلی فتح سے بہت سکھن تھی۔ لیکن یہ بھی دیر تک قائم نہ رہی۔

رابرٹ بروکس Robert Bruce

تھوڑے ہی عرصے کے بعد اہل سکٹ لینڈ نے

شاہ سکٹ لینڈ +

پھر علم بغاوت بلند کیا۔ اب ان کا سردار رابرٹ بروکس تھا۔ جو اس رابرٹ بروکس کا پوتا تھا جو جان بیل کے مقابلے میں تخت سکٹ لینڈ کا دعویدار تھا۔ اب تک تو بروکس عام طور سے ایڈورڈ کا طرفدار تھا۔ لیکن وہ ایک دوسرے امیر جان کامن سے برسرِ پر خاش تھا۔ اُس نے اُس کو گرجا میں قتل کر ڈالا۔ ایڈورڈ بروکس کا یہ خلاف قانون فعل معاف نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے ۱۳۰۶ء میں بروکس نے بغاوت کر دی۔ اور اس قدر اُمر اُس کے طرفدار ہو گئے کہ وہ جلدی ہی شاہ سکٹ لینڈ ہو گیا۔ ایڈورڈ کی عمر اس وقت ستر سال کی تھی۔ اس نے محسوس کیا۔ کہ اس کو سکٹ لینڈ تیسری دفعہ فتح کرنا ہوگا۔ وہ ایک بڑا لشکر لے کر کارلسلی کی طرف کوچ کر گیا۔ لیکن ابھی اُس نے سکٹ لینڈ کی زمین میں پاؤں بھی نہیں رکھا تھا کہ پیغام اجل پہنچ گیا۔ اس کی موت

سرحد کے قریب برگ ان سینڈز پر واقع ہوئی۔ اس طرح سے وہ سکاٹ لینڈ کی تسخیر میں ناکام رہا۔ یہ ایک قدرتی بات تھی۔ کہ اہل سکاٹ لینڈ اس کو بے رحم و ظالم خیال کرتے تھے۔ لیکن سکاٹ لینڈ کے معاملات میں ایڈورڈ انصاف ہی کرنا چاہتا تھا۔ اس کو یہ یقین تھا کہ اگر ایک ہی بادشاہ تمام برطانیہ پر حکومت کرے۔ تو نہایت ہی اچھا ہے۔ علاوہ ازیں وہ اہل سکاٹ لینڈ پر زیادہ عقلمندی سے حکومت کر سکیگا اور اُس کی حکومت اہل سکاٹ لینڈ کی حکومت سے اچھی ہوگی۔ لیکن اہل سکاٹ لینڈ اپنی آزادی کے اس قدر فریفتہ تھے کہ وہ ایڈورڈ کے ہاتھوں کسی قسم کا فائدہ اٹھانا بھی پسند نہیں کرتے تھے +

ایڈورڈ موجودہ پارلیمنٹ کا بانی +
ایڈورڈ کے اہل سکاٹ لینڈ کے ساتھ متواتر جنگ و جدل کو چھوڑ

کر اگر اس کے انگلستان کے کارناموں پر نظر ڈالی جائے تو اُس سے طبیعت میں سرور آجاتا ہے وہ انگلستان کا نہایت کامیاب بادشاہ تھا۔ اُس نے کئی ایک عقلمندانہ قوانین نافذ کئے۔ اس کے زمانہ میں انگلستان میں زیادہ امن و چین رہا۔ اور اس کی حکومت پہلے بادشاہوں سے بہت

اچھی تھی۔ لیکن ایڈورڈ نے جو سب سے زیادہ نفع
انگلستان کو پہنچایا وہ اُس کا یہ تصفیہ تھا کہ پارلیمنٹ
انگلستان ہمیشہ ہی سائمن بان فورٹ کی ^{۱۸۶۵ء} شے کی
پارلیمنٹ کی طرح ہو۔ جس میں عوام الناس کے
نمائندے نیز بڑے بڑے زمیندار اور بشپ ہوں۔
اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا
کہ پارلیمنٹ دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ اُمر اور
لاٹ پادری تو دارالامرا کے ممبر ہوئے۔ اور شہروں
اور اضلاع کے ممبر دارالعوام کے ممبر ہوئے۔
اس طرح ایڈورڈ اول سائمن سے بڑھ کر اس آزاد
انگریزی دستور العمل کا بانی تھا۔ جس پر انگریز اب
بجا طور پر فخر کرتے ہیں +

چارٹرڈوں کی تصدیق + زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ ایڈورڈ
کو اپنی خواہشات سے بڑھ کر مراعات
اپنی رعایا کو دینی پڑیں۔ ^{۱۸۶۶ء} میں اس کو معلوم
ہوا کہ لوگ اس وقت تک اہل سکاٹ لینڈ کے
برخلاف اس کی مدد امداد نہیں کریں گے۔ جب
تک وہ چارٹرڈوں کی از سر نو تصدیق نہ کرے۔
اور وعدہ نہ کرے۔ کہ پارلیمنٹ کی منظوری کے
بغیر وہ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگائیگا۔ یہ انگلستان میں
آزادی کی نواشیدہ محبت کا سب سے اعلیٰ

ثبوت تھا۔ کہ لوگوں نے ایڈورڈ جیسے طاقتور اور
تندرست بادشاہ کو اپنے مطالبات منظور کرنے پر
مجبور کیا :

باب ۹

ایڈورڈ دوم - ۱۳۰۷ء سے ۱۳۲۷ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

پیرس گیوسٹن - رابرٹ بروس بادشاہ سکاٹ لینڈ
فرانس کی اسابیلہ ملکہ ایڈورڈ دوم - دو ہتھوڑے پسرے :

چیدہ چیدہ تاریخیں :-

۱۳۰۷ء - ایڈورڈ دوم کی تخت نشینی :

۱۳۱۴ء - بینک برن کی لڑائی :

۱۳۲۷ء - ایڈورڈ دوم کی معزولی :

ایڈورڈ کانروان اب ایڈورڈ دوم

ہو گیا - وہ عیش و عشرت کا دلدادہ

تھا - اُس نے حکومت انگلستان کو

اپنے نیکے منظور نظروں کے ہاتھوں میں دے دیا -

اس کا پہلا منظور نظر پیرس گیوسٹن تھا جو گیسکینی

ایڈورڈ دوم اور

پیرس گیوسٹن

Piers Gaveston

کا باشندہ تھا۔ یہ جنوبی فرانس کا حصہ تھا۔ جس پر ابھی تک انگریز بادشاہوں کی حکومت تھی۔ اگرچہ جان کے عہد میں فرانس کا بہت سا حصہ انگریزوں کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ گیوسٹن نئے بادشاہ کا زمانہ طفلی سے دوست تھا۔ ایڈورڈ اول نے اس بات کو محسوس کر کے کہ گیوسٹن کا اثر اُس کے لڑکے پر بُرا ہے۔ اُسے ملک بدر کر دیا تھا۔ لیکن جونہی ایڈورڈ اعلیٰ نے وفات پائی۔ ایڈورڈ دوم نے گیوسٹن کو پھر انگلستان بلا لیا۔ اور اس کو کئی ایک زرخیز جاگیریں عطا کیں۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ کہ اُمرا اس بات سے انزعہ برافروختہ ہوئے۔ کہ اُن کا اقتدار بادشاہ پر کچھ بھی نہیں۔ اور گیوسٹن کا اقتدار اُن سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ انہوں نے گیوسٹن کو پکڑ کر اس کو قید کر کے نہایت عذاب سے مار ڈالا۔ ایڈورڈ اس قدر کمزور و سست تھا۔ کہ وہ جلد ہی اپنے نہایت پیارے دوست کی موت کو بھی بھول گیا۔

بینک برن جب ایڈورڈ دوم گیوسٹن کے لئے
 کی لڑائی * اپنے امرا سے دو چار ہو رہا تھا۔ تو
 رابرٹ بروکس آہستہ آہستہ تمام سکاٹ لینڈ فتح
 کر رہا تھا۔ آخر کار صرف سٹرلنگ ہی انگریزوں

کے قبضہ میں رہ گیا۔ بروس نے اس کا شدت سے محاصرہ کر لیا۔ اس وقت ایڈورڈ اور اس کے امرا میں پہلے سے زیادہ موافقت تھی۔ ۱۳۱۴ء میں انہوں نے سکاٹ لینڈ پر چڑھائی کر دی۔ تاکہ اہل سکاٹ لینڈ سٹرلنگ (Stirling) پر قبضہ نہ کر لیں۔ انگریز محصور شہر کے نزدیک ہوتے گئے۔ بروس نے اپنی فوج کو بینک برن کے شمال میں ایک مضبوط جگہ پر خیمہ زن کیا تھا۔ اس کو یہ امید تھی کہ اس طرح سے وہ محصور شہر کا رستہ روک لیگا۔ انگریز تو اس کے مقابلے سے ندی کو ذرا نیچے کی طرف عبور کر کے بچ نکلے۔ لیکن ان کو فوراً اور بینک برن کے درمیان دلدلوں میں رات گزارنی پڑی۔ دوسرے دن ۲۴ جون کو اہل سکاٹ لینڈ میدانوں میں اتر کر انگریزوں کے قریب آ گئے۔ بروس کی ساری فوج ہی پیدل تھی اور انگریزی فوج کا اکثر حصہ سوار تھا۔ انگریزی رسالے نے سرپٹ گھوڑے دوڑا کر سکاٹ لینڈ والوں پر ہلہ بول دیا۔ لیکن وہ ان کی صفوں کو درہم برہم نہ کر سکے۔ اور انگریزوں کی فوج میں گڑ بڑ مچ گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کو شکست

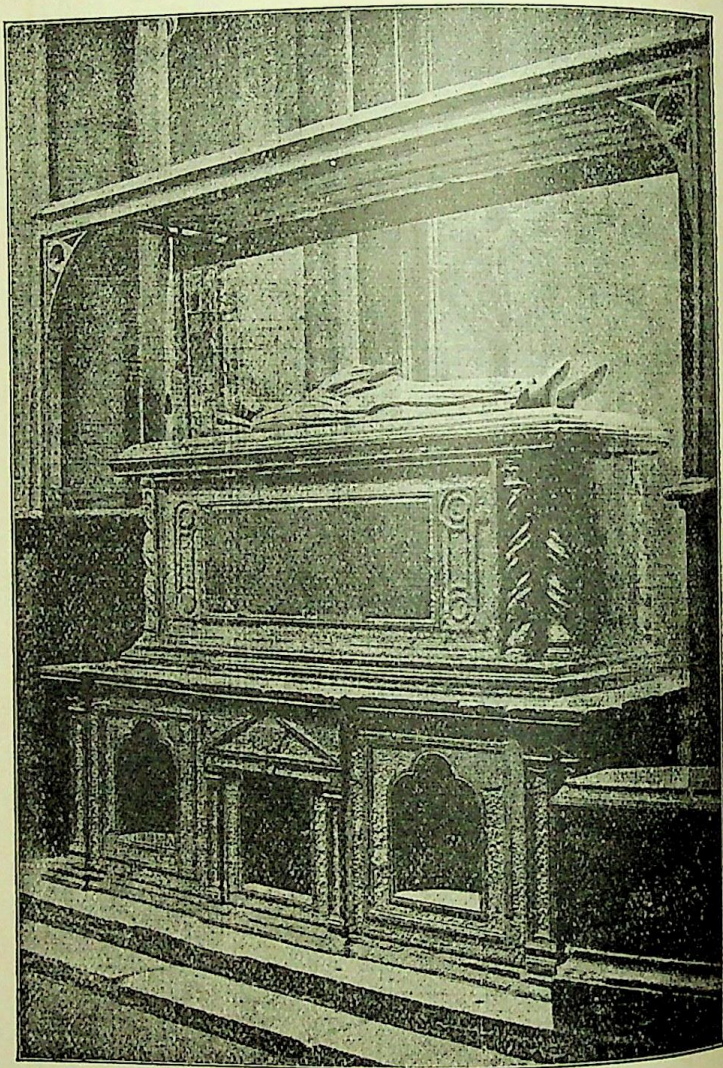
ہوئی۔ سکاٹ لینڈ کے لئے بینک برن کی لڑائی
ایک شاندار فتح تھی +

رابرٹ بروس سکاٹ لینڈ کا
بادشاہ تسلیم کر لیا گیا +

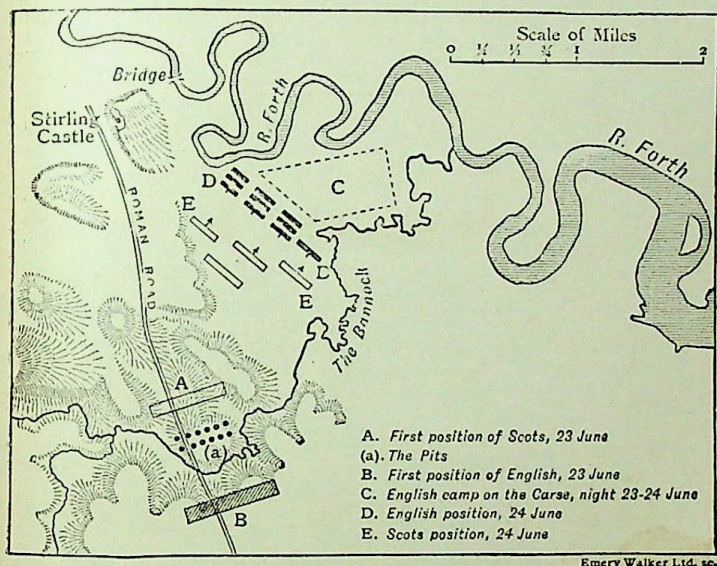
چند سال کے بعد
انگریزوں نے رابرٹ بروس
کو سکاٹ لینڈ کا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اور اس
بات پر متفق ہو گئے۔ کہ انگریزوں کے بادشاہ کا
کوئی حق نہیں۔ کہ وہ سکاٹ لینڈ کا شاہنشاہ ہو۔
لیکن اس چھوٹے سے جزیرے میں ایک خود مختار
بادشاہ کی موجودگی سے انگریزوں کے لئے بہت سی
تکالیف کا سامان پیدا ہو گیا۔ اس کے بعد دو سو
سال تک انگریز اور سکاٹ لینڈ کے لوگ تقریباً
ہمیشہ ہی لڑتے رہے۔ اور ایک قوم دوسری قوم
کو ہر طرح کا نقصان پہنچایا کرتی تھی +

ایڈورڈ دوم
بینک برن کی لڑائی کے بعد حالات
کی محزولی + ابتر ہوتے گئے۔ اب ایڈورڈ کے دو

منظوران نظر کا دور دورہ تھا۔ ایک باپ اور ایک بیٹا
اور جن کا نام ہیوڈسپینسر (Hugh Dispensers) تھا۔
لیکن ڈسپینسروں کے غرور کی وجہ سے ہر شخص اُن
سے اور اُن کے آقا سے متنفر ہو گیا۔ آخر کار
ایڈورڈ کی ملکہ فرانس کی اسابیلہ (Isabella) بھی اس
کے خلاف ہو گئی اور اس کے دشمنوں سے ساز باز



Tomb of Henry III at Westminster Abbey.



Battle of Bannockburn.

کر لیا۔ بد نصیب ایڈورڈ کو اب تخت و تاج سے محروم کر دیا گیا۔ اور اس کا سب سے بڑا لڑکا ایڈورڈ سوم کے خطاب سے تخت نشین ہوا۔ دوسرے سال ایڈورڈ دوم قلعہ برکلے واقعہ گلوسٹر شائر میں نہایت عذاب سے مار دیا گیا۔ اُن ایام میں معزول شدہ بادشاہوں کی زندگی کم ہی ہوتی تھی +

باب ۱۰

ایڈورڈ سوم ۱۳۲۷ء سے ۱۳۷۷ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

فلپ ششم او ویلاے شاہ فرانس۔ اسابیلہ ایڈورڈ سوم کی والدہ۔ ایڈورڈ بلیک پرنس۔ فرانس کا بادشاہ جان۔ جان او گانٹ۔ لینکاسٹر کا ڈیوک +

چیدہ چیدہ تاریخیں :-

۱۳۲۷ء۔ ایڈورڈ کی تخت نشینی +

۱۳۴۶ء۔ کربسی کی لڑائی +

۱۳۴۹ء۔ کالی دبا +

۱۳۵۶ء۔ پائٹیر کی لڑائی ۔

۱۳۷۶ء۔ گڈ پارلیمنٹ ۔

۱۳۷۷ء۔ ایڈورڈ سوم کی موت ۔

ایڈورڈ سوم اور

جنگ صد سالہ ۔

نشان و شوکت کا دلدادہ تھا ۔ اس

کا دربار بہت شاندار تھا وہ فتوحات کا خواہشمند

تھا ۔ اور اس کی عین تمنا یہ تھی ۔ کہ اس کی

سپاہیانہ شہرت چار دانگ عالم میں پھیل جائے

اس کی طویل حکومت کے دوران میں سب سے

مشہور واقعہ فرانس اور انگلستان کے درمیان ایک

جنگ عظیم کا آغاز تھا ۔ جس کو جنگ صد سالہ

کہتے ہیں ۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے ۔ کہ دونوں

قویں آپس میں لگاتار سو سال تک برسرِ پیکار

رہیں ۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس عرصہ

سے بھی زیادہ اُن کے درمیان حریفانہ تعلقات

رہے ۔ اور وہ عموماً ایک دوسرے سے لڑتے رہتے

تھے ۔

اسباب جنگ اس محاربہ عظیم کے کئی اسباب تھے ۔

فرانسیسوں اور انگریزوں میں کبھی اتحاد نہیں ہو

سکتا تھا ۔ جب تک کہ انگریزی بادشاہ گیسکنی کے

ڈیوک بھی تھے ۔ اس حیثیت سے وہ شاہ فرانس

کی رعایا تھے۔ یہی وجہ ان دونوں کے درمیان موجب
فساد تھی۔ علاوہ ازیں فرانسیسوں نے رابرٹ بروس
اور اہل سکاٹ لینڈ کو بہت امداد دی تھی۔ اور
انگریزوں کا یہ خیال تھا۔ کہ فرانس کو کوئی حق
نہیں۔ کہ انگلستان اور جزیرہ انگلستان کے دشمنوں
کے درمیان مداخلت کرے۔ لیکن جو اصل وجہ
اس لڑائی کا باعث ہوئی۔ وہ یہ تھی کہ ایڈورڈ
سوم نے فرانس کے تخت و تاج پر دعویٰ
کر دیا۔

۱۳۲۸ء میں فرانسیسی بادشاہوں

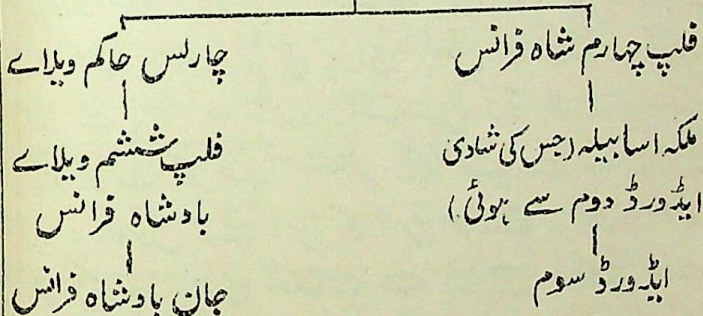
ایڈورڈ سوم فرانس
کے تخت پر دعویٰ
کرتا ہے۔

کی پرانی نسل کا خاتمہ ہو گیا۔
اور فرانسیسوں نے فلپ ویلاے
کے کونٹ کو فلپ ششم کے لقب سے بادشاہ بنا
دیا۔ انہوں نے اس کو اس واسطے بادشاہ مقرر
کیا کہ وہ پدیری تعلقات سے شاہان سلف سے
سب سے قریبی تھا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ
دختری رشتہ سے کئی ایک وارث تھے۔ ان
میں سے ایک ایڈورڈ سوم بھی تھا۔ جس کی
مال اسابیلہ فرانسیسی تھی۔ جو اس فرانسیسی بادشاہ
کی ہم شیرہ تھی۔ جو فلپ ویلاے سے پہلے حکمران
تھا۔ لیکن فرانسیسی یہ کہتے تھے کہ ہم عورت ذات

کو فرانس پر حکومت نہیں کرنے دینگے۔ اور وہ کسی آدمی کا بھی اپنی والدہ کے حقوق کی بنا پر تخت فرانس پر دعوے تسلیم نہیں کریں گے۔ اس لئے انہوں نے ایڈورڈ کے دعوے کو نظر انداز کر دیا۔ اور تقریباً دس سال تک ایڈورڈ نے بھی اس کا کچھ خیال نہ کیا۔

شجرہ نسب جس سے ایڈورڈ سوم کے حقوق فرانس کے تخت پر ظاہر ہوتے ہیں :-

فلپ سوم شاہ فرانس



جنگ کی ابتدا

اس کے بعد ایڈورڈ سوم فلپ ششم سے متعدد وجوہات کی بنا پر لڑ پڑا۔ اس نے اپنے پڑا نے فرضی حقوق کو از سر نو پیش کیا۔ اب اس نے فرانس کے بادشاہ کا لقب اختیار کر کے یہ اعلان کر دیا کہ وہ غاصب فلپ کو فرانس

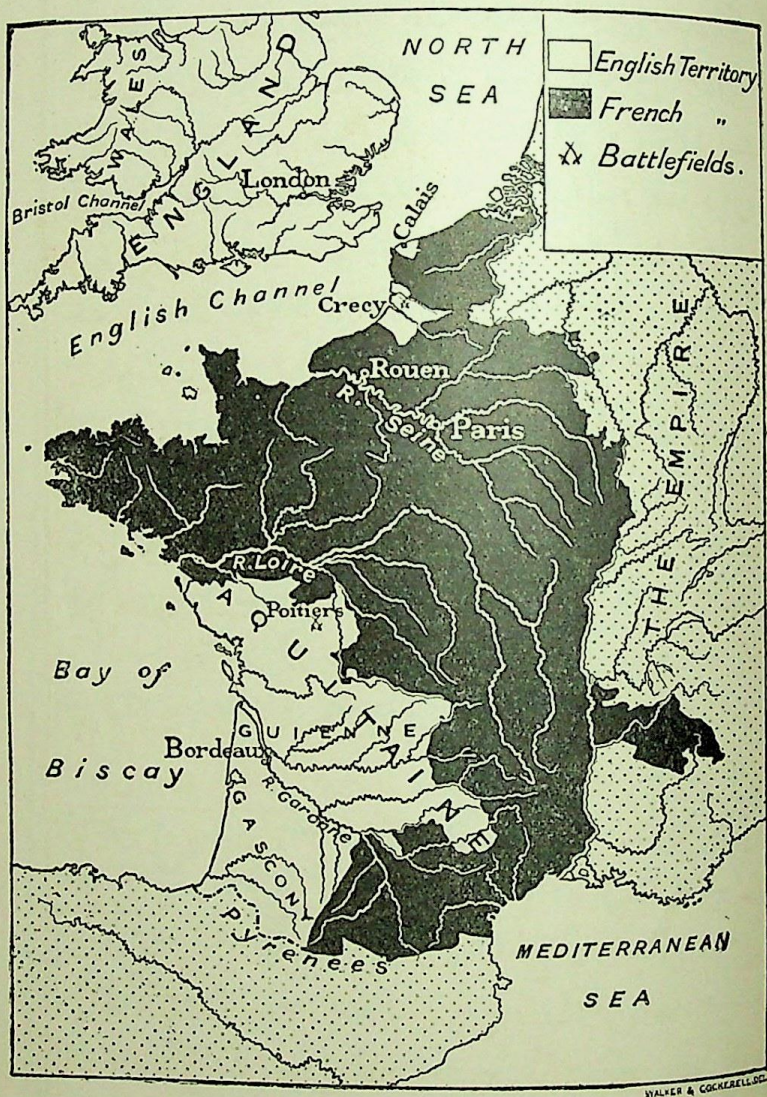
سے نکالنے جا رہا ہے۔ اس کا دعوے انصاف پر
 بنی نہیں تھا۔ کیونکہ اہل فرانس ہی اس بات کا
 فیصلہ کر سکتے تھے۔ کہ اُن کا بادشاہ کون ہو۔
 لیکن ایڈورڈ نے اپنے دعوے کی اس زور و طاقت
 سے پیروی کی کہ اُس نے جلدی ہی فرانسیسوں
 پر مشہور فتوحات حاصل کیں۔ اور اس طرح سے
 تمام یورپ میں انگریزی سپاہ کی بہادری کا سکّہ
 بیٹھ گیا۔

کرسی کی لڑائی | ایڈورڈ کی سب سے بڑی فتوحات
 میں سے ایک فتح تو اُس کو ۱۳۴۶ء میں ہوئی۔
 اس سال ایڈورڈ اور اُس کا لڑکا پرنس او ویلز
 جس کو اُس کے زرعہ بکتر کی وجہ سے سیاہ پرنس
 (Black Prince) کہتے تھے۔ نارمنڈی میں اترے اور
 وہ فرانس کے دار الخلافہ پیرس کے دروازوں تک
 چلے گئے۔ لیکن اب فرانسیسوں نے انگریزوں سے
 بہت زیادہ فوج جمع کر لی۔ اور انگریزوں کو شمال
 کی طرف پسپائی پر مجبور کیا۔ آخر کار انگریز پلٹ
 پڑے۔ اور اپنے دشمن سے کرسی (Crecy) پر
 لڑائی کی۔ انگریزوں نے لڑائی کی اسی طرح تیاری
 کی۔ جس طرح اہل سکاٹ لینڈ نے بینک برن
 پر کی تھی۔ انہوں نے سواروں کو تو عقب

میں روانہ کیا۔ اور باقی تمام پیدل فوج کلمہ بہ کلمہ پہاڑی کی ایک مضبوط جگہ پر فرانسیسی رسالہ کے حملہ کی مدافعت کے لئے ڈٹ گئی۔ لڑائی کا وہی نتیجہ ہوا۔ جو بینک برن کی لڑائی میں اس سے قبل ہو چکا تھا۔ اور وہ یہ تھا۔ کہ قواعد دان پیدل فوج نے سواروں کو شکست دے دی۔ خصوصاً انگریزی تیر اندازوں نے فرانسیسی سواروں پر بینہ کی طرح تیر برسائے۔ اگرچہ فرانسیسی انگریزوں سے تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ لیکن اُن کو بُری طرح شکست ہوئی۔ بلیک پرنس اگرچہ ابھی لڑکا ہی تھا۔ لیکن وہ نہایت بے جگری سے لڑا۔ اور بہت نام پیدا کیا۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد فچمن۔ انگریزوں نے ایک طویل محاصرے کے بعد کیلے پر قبضہ کر لیا۔ اور یہ مقام دو سو سال سے زیادہ انگریزوں کے قبضے میں رہا۔

پائیٹرس (Poitiers) کرسی کی لڑائی کے دس سال بعد سیاہ پوش شاہزادے کی لڑائی۔

نے تقریباً کرسی جیسی شاندار فتح حاصل کی۔ اس دفعہ ایڈورڈ سوم انگلستان میں تھا۔ لیکن اب اس کا لڑکا لڑنے کے قابل تھا۔ اُس کے باپ نے اُس کو گیسکنی کا ڈیوک مقرر کیا تھا۔ اور وہ گیسکنی





کے سب سے بڑے شہر بورڈو میں مقیم تھا۔
 ۱۳۵۶ء میں وہ ایک شاندار فوج لے کر شمال کی
 طرف فرانسیسوں کے برخلاف چل دیا۔ بادشاہ فلپ
 اب وفات پا چکا تھا۔ لیکن اس کے بیٹے بادشاہ
 جان نے سیاہ پوش شاہزادے کو اپنے جائے
 قیام بورڈو کی طرف سے روکنے کی کوشش کی۔
 سیاہ پوش شاہزادہ ایسے نامساعد حالات میں پائٹریس
 کے نزدیک لڑائی کرنے پر مجبور ہوا۔ لیکن اس نے
 اور اُس کے بہادر انگریزوں اور گسکنوں نے فرانسیسوں
 کو آسانی سے شکست دی۔ اور بادشاہ جان کو قید
 کر لیا۔ سیاہ پوش شاہزادے نے اپنے مغلوب دشمن
 کے ساتھ نہایت فیاضانہ سلوک کیا۔ اگرچہ
 بادشاہ جان اُس کا دشمن تھا۔ لیکن اُس نے اس
 کا نہایت احترام کیا۔ کیونکہ وہ نہایت بہادری سے
 لڑا تھا۔

صلح کیلے فرانس کی اب حالت زار ہو گئی۔ اور
 ۱۳۶۰ء میں بادشاہ جان نے صلح نامہ کیلے نہایت
 خوشی سے کر لیا۔ اس صلح نامہ کی رو سے ایڈورڈ
 اپنے تمام حقوق سے جو اس نے تخت فراش
 پر کئے تھے۔ دست بردار ہو گیا۔ اور اُس کے
 عوض میں اس کو لائسنس اور پرنسپل کا تمام درمیانی

علاقہ مل گیا۔ اور یہ وہی علاقہ تھا جو کوٹین کی شاہزادی ایلینور ہنری دوم سے شادی کرتے وقت بطور جہیز لائی تھی۔

جنگ کا از سر نو آغاز
اور فرانس کا قبضہ قائم نہ رہی۔ جو علاقے ایڈورڈ سے نکل جانا۔

یہ صلح بہت عرصے تک
کو ملے تھے وہی اس کے برخلاف
اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرانسیسوں نے ان کی امداد
کی۔ اب فرانسیسوں کو معلوم ہو گیا۔ کہ انگریز ان
سے باقاعدہ لڑائیوں میں اچھے تھے۔ اس لئے
انہوں نے باقاعدہ لڑائیوں کو چھوڑ کر انگریزوں کو
ادھر ادھر نقل و حرکت دلا کر تھکانے کی کوشش
کی۔ لڑائی کا یہ نیا طریق بہت کامیاب ثابت ہوا۔
خصوصاً اس وقت جب سیاہ پوش شاہزادہ بیمار
ہو کر بورڈو سے انگلستان چلا آیا۔ اور وہاں ہی
اس کا انتقال ہوا۔ ایڈورڈ سوم کی حکومت کے
خاتمہ سے پہلے انگریزوں کے ہاتھوں سے تقریباً وہ
تمام علاقہ نکل گیا۔ جو انہوں نے فتح کیا تھا۔ اب
ان کے پاس ساحل کے کچھ شہر کیلے اور بورڈو
کی طرح رہ گئے۔

ان جنگوں میں انگریزوں
پر فخر کرنے لگے۔

ان جنگوں میں انگریزوں
نے بہت ناموری حاصل کی۔

اور وہ اپنے ملک اور اپنی قوم پر بے حد ناز کرنے لگے۔ اس کا ایک نتیجہ تو یہ ہوا کہ انگریز بادشاہ اور اُس کے اُمرائے پھر زبان انگریزی میں گفتگو کرنے لگے۔ نارمن فتح سے لے کر اب تک فرانسیسی زبان ہی انگلستان کے اعلیٰ طبقہ میں بولی جاتی تھی۔ لیکن اب انگریزی زبان پھر اعلیٰ اور ادنیٰ طبقوں میں استعمال ہونے لگی۔ اور اسی زبان میں کئی ایک مشہور تصانیف ہوئیں۔

بلیک پرنس کی موت

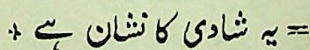
انگریزوں کو اس بڑائی میں ایسا ہی نقصان ہوا۔ جس قدر اُن کو فائدہ ہوا تھا۔ اب وہ زیادہ تنہو۔ بے رحم اور لالچی ہو گئے۔ ایڈورڈ بلیک پرنس جیسا نیک طبیعت آدمی بھی طبقہ عوام سے درشتی سے سلوک کرتا تھا۔ انگریزوں کو جلدی ہی یہ معلوم ہو گیا۔ کہ فرانسیسی جنگ کی وجہ سے اُن کو بڑے بڑے ٹیکس ادا کرنے پڑ گئے۔ ایک خطرناک وبا نے جس کو کالی وبا کہتے تھے۔ اس بے رحمی سے انگلستان کا صفایا کیا۔ کہ اُس کی ایک تہائی آبادی موت کے گھاٹ اُتر گئی۔ اس وبا کا زور ۱۳۴۹ء میں تھا۔

جب ایڈورڈ سوم بوڑھا ہو گیا اور اُس کی عقل

نیک پارلیمنٹ اور ایڈورڈ
سوم کی وفات +

نے بھی جواب دے دیا۔ تو
حالات زیادہ ابتر ہو گئے۔
آخر کار پارلیمنٹ نے بادشاہ کو اچھی حکومت کرنے
پر مجبور کیا۔ ۱۳۶۶ء میں پارلیمنٹ کا اجلاس
ہوا۔ جس نے عوام الناس کے لئے ایسے ایسے
اچھے کام کئے۔ کہ لوگ اس کو نیک پارلیمنٹ کہتے
ہیں۔ سیاہ پوش شاہزادے نے آخری خدمت ملک
کی یہ کی۔ کہ اُس نے نیک پارلیمنٹ کی اپنے
باپ کے برخلاف امداد کی۔ جب بلیک پرنس رعایا
کا حامی تھا۔ تو اُس کا جھوٹا بھائی لنکاسٹر کا ڈیوک
(Duke of Lancaster) اپنے بوڑھے باپ اور اُس کے
درباریوں کا حامی اور مددگار تھا۔ اس ڈیوک کا
نام جان او گھنٹ تھا۔ کیونکہ وہ فلینڈرس میں
مقام گھنٹ (Ghent) میں پیدا ہوا تھا۔ دونوں
بھائیوں کے درمیان گرما گرم گفتگو ہوئی۔ جب
پارلیمنٹ کا اجلاس ہو رہا تھا۔ تو ایڈورڈ نے وفات
پائی۔ اب جان او گھنٹ اور اس کے چیلے چانٹوں
نے پارلیمنٹ کو برخاست کر دیا۔ اور اُن بڑے
وزرا کو دوبارہ برسر اقتدار کیا۔ جن کو پارلیمنٹ
نے تمام اختیارات سے محروم کر دیا تھا۔ اس کے بعد
ہی ایڈورڈ سوم فوت ہو گیا۔ اس کا عہد حکومت

ایڈورڈ سوم



باب ۱۱

رچرڈ دوم - ۱۳۷۷ء سے ۱۳۹۹ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

جان گانٹ لنکاسٹر کا ڈیوک - واٹ ٹیلر - جان وکلف -
ڈیوک گلوستر - ہنری لینکاسٹر *

چیدہ چیدہ تارخیں :-

۱۳۷۷ء - رچرڈ دوم کی تخت نشینی *

۱۳۸۱ء - کسانوں کی بغاوت *

۱۳۸۴ء - وکلف کی موت *

۱۳۹۹ء - رچرڈ دوم کی معزولی *

رچرڈ کی خور و سالی

اب رچرڈ دوم تخت نشین ہوا

وہ سیاہ پوش شاہزادے کا سب سے بڑا لڑکا تھا۔

اور اپنے دادا کے انتقال کے وقت صرف بچہ ہی

تھا۔ اس کی سلطنت کے پہلے سالوں میں اس

کا چچا جان او گانٹ اُس کا سرپرست ہو کر انگلستان

پر حکومت کرتا رہا۔ لیکن ہر کام الٹا ہی ہوا۔

اور لوگوں میں بیچینی کی رو دوڑ گئی۔ آخر کار

۱۳۸۱ء میں تمام انگلستان میں ایک عام بغاوت

ہو سکتی +

کسانوں کی بغاوت Peasants Revolt اس کو اکثر اوقات کسانوں کی بغاوت کہتے ہیں۔ کیونکہ کسانوں یا اہل دیہات نے اس میں نمایاں حصہ لیا۔ سب بغاوتوں میں سے مشہور بغاوت کنٹ کی تھی۔ اُس کی ابتدا یوں ہوئی۔ کہ اس نئے اور قابل نفرت ٹیکس کے وصول کنندگان میں سے ایک نے ایک مزدوروں کی لیڈر (Wat Tyler) کی لڑکی سے ٹیکس وصول کرتے وقت نہایت ہتک آمیز سلوک کیا۔ واٹ نے اُس کو اُسی جگہ مار ڈالا۔ پھر وہ مزدوروں کے کثیر التعداد گروہ کا سردار ہو گیا۔ اُس نے ان مزدوروں کو نئے ٹیکس کے برخلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کیا۔ واٹ کی سرکردگی میں بائیں لندن پر چڑھ آئے۔ اُن کی سبھی ایک حقیقی شکایات تھیں۔ اور اُن پر ظلم و ستم بھی ہوئے تھے۔ لیکن وہ جاہل اور ظالم تھے۔ اور انہوں نے ایسے ایسے ظلم و ستم کئے۔ جس سے بدن میں لرزہ پڑ جاتا ہے۔ انہوں نے جان او گانٹ کا گھر جلا دیا۔ اور اعلان کر دیا۔ کہ وہ کوئی ایسا بادشاہ منظور نہ کریں گے۔ جس کا نام جان ہوگا +

رچرچہ ڈکسانوں کی بغاوت کا قلع قمع کرتا ہے ۔

جب باغی لندن پہنچ گئے۔ تو وزرا کے چھکے چھوٹ گئے۔

لیکن نوجوان بادشاہ نے جس کی عمر اس وقت سولہ سال بھی نہیں تھی۔ حیرت انگیز جرأت سے کام لیا۔ وہ واٹ ٹیلر سے ملا۔ اور اُس سے دریافت کیا کہ اُس کے کیا مطالبات ہیں۔ ٹیلر نے گستاخانہ جواب دیا۔ اور بادشاہ کے ملازمین نے خیال کیا۔ کہ وہ بادشاہ کو مارنا چاہتا ہے۔ اس پر بادشاہ کے ہمراہیوں میں سے ایک نے باغی سردار کو اپنی تلوار سے قتل کر دیا۔ اس پر رنجیدہ ہجوم نے انتقام انتقام کے نعرے بلند کئے۔ بادشاہ سخت خطرے میں تھا۔ لیکن اُس نے حوصلہ نہ ہارا اور مقتول ٹیلر کے پیروؤں سے کہا۔ میں تمہارا سردار ہوں گا۔ کسانوں نے اُس کے وعدے پر اعتبار کر لیا۔ اُس نے اُن کو اپنے گھروں میں چپ چاپ واپس جانے پر رضامند کر لیا اور اُن کی شکایات کو دور کرنے کا وعدہ کیا۔ لیکن کئی ایک سخت لڑائیاں ہوئیں۔ تب کہیں جا کر بغاوت فرو ہوئی۔ اور اس بغاوت کو فرو کرنے میں بادشاہ کے رفیقوں نے بھی ویسے ہی ظلم و ستم کئے۔ جیسے باغیوں نے اپنی کامیابی کے وقت برپا کئے تھے۔ اگرچہ

سرسری طور پر دیکھنے میں کسانوں کی بغاوت ناکام نظر آتی تھی۔ لیکن اس سے کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہوا۔ جان او گانٹ اب ہر سراقندار ہونے سے ڈرتا تھا۔ اور ہر فرد بشر پر یہ ظاہر ہو گیا کہ غریب مزدوروں کے حقوق کا بھی احترام کرنا چاہئے۔ ورنہ وہ ہتھیار اٹھائینگے۔ اور تمام ملک کے لئے خطرہ ثابت ہوئے۔

کلیسہ کی حالت کسانوں کے علاوہ اور لوگ بھی انگلستان میں غیر مطمئن تھے۔ اس دور دراز زمانے سے لے کر جب آگسٹین نے انگریزوں کو عیسائی مذہب کی تلقین کی تھی۔ ہر فرد بشر کلیسہ کی تعلیم پر یقین کرتا تھا۔ لیکن کلیسہ پہلے کی طرح نہ تو مقدس رہ گیا تھا اور نہ ہی ویسا سرگرم تھا۔ لیکن اب اس میں اس قدر امارت سرایت کر گئی تھی۔ کہ کئی ایک دنیا دار آدمی اُس کی دولت اور اُس کی طاقت کا لطف اٹھانے کے لئے پادری ہو گئے تھے۔

جان وکلف نامہ وکلف تھا۔ علی الاعلان یہ کہنا شروع کیا۔ کہ کلیسہ میں اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔ وکلف ایسا دلیر۔ عالم اور محنتی تھا کہ بہت

جان وکلف

Wycliffe

سے لوگ اُس کی تعلیم پر عمل کرنے لگے۔ اس کے پیروؤں کو لورڈ کہتے تھے۔ جس کے معنی بہبودہ بکواس کرنے والے ہیں۔

دکلف کلیسہ میں اصلاح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
دکلف کی تعلیم یہ تھی۔ کہ روم کے پوپ کا کوئی حق نہیں۔ کہ وہ انگلستان کے کلیسہ کا حاکم اعلیٰ ہو۔ اُس نے اُمر کو یہ مشورہ دیا۔ کہ وہ کلیسہ سے اُس کی دولت چھین لیں۔ تاکہ پادری یسوع مسیح کی طرح غریب ہو کر یسوع کی طرح زندگی بسر کریں۔ اُس نے بائبل کا انگریزی زبان میں ترجمہ کر دیا۔ تاکہ انگریز اس کو پڑھ سکیں۔ اُس نے اپنے چند پیروؤں کو جن کو دکلف کے مسکین پادری کہتے تھے۔ تعلیم دینے کے لئے یاہر روانہ کر دیا۔ ان پادریوں نے دکلف کی تعلیم کو لوگوں کے سامنے بیان کیا۔ اور انگریزی بائبل کی کاپیاں تقسیم کیں۔ آخر کار دکلف نے کلیسہ کے کئی ایک اہم اصولوں سے انکار کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی ایک قدامت پسند بھی ڈر گئے۔ لاٹ پادریوں نے دکلف کی تعلیم کو بند کر دیا۔ اور اس کو اپنے گرجے واقعہ لٹور تھ میں رہنے پر مجبور کیا۔ وہاں اُس کا انتقال ۱۳۸۶ء میں ہو گیا۔ لیکن

اُس کی وفات کے بعد۔ بھی لولہ ڈس کی بہت بڑی تعداد رہی ۔

رچرڈ مطلق العنان بننے کی کوشش کرتا ہے ۔

رچرڈ نے اپنی جوانی کے وعدے وعید پورے نہ کئے۔ وہ ایڈورڈ دوم کی طرح کاہل نہ تھا۔

لیکن وہ مغرور۔ حاسد۔ متلون مزاج اور مطلق العنان ہونے کا دلدادہ تھا۔ مدت مدید تک عنان حکومت اس کے چچاؤں کے ہاتھ میں رہی۔ جب جان اوگانت حکومت سے دست بردار ہو گیا۔ تو اُس کا دوسرا چچا ڈیوک او گلوستر (Gloucester) وزیر اعظم ہو گیا۔ ایک دن رچرڈ نے اپنے چچا سے یہ سوال کیا۔ کہ میری عمر کیا ہے۔ گلوستر نے جواب دیا۔ کہ تمہاری عمر 22 سال ہے۔ رچرڈ نے کہا۔ کہ اب تو میں خود انتظام کرنے کے لائق ہوں اور اُس نے اپنے چچا کو حکومت سے برطرف کر دیا۔ اور سب اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے۔ پھر اُس نے اپنا انتقام لیا۔ اور اپنے چیدہ چیدہ دشمنوں پر ہاتھ صاف کیا۔ ان میں سے ایک اُس کا چچا گلوستر بھی تھا۔ شدہ شدہ اُسے خیال آیا کہ وہ بطور خود مختار بادشاہ کے حکومت کرے اور پارلیمنٹ اور اُمرا کا منسخر اُڑائے ۔

ہنری لنکاسٹر رچرڈ	رچرڈ کے پُرانے دشمنوں میں سے
دوم کو تخت سے	ایک تو اُس کے بچپا جان او گانٹ
اُتارتا ہے۔	کا سب سے بڑا لڑکا ہنری او لنکاسٹر

تھا جو ہنری گلوستر سے الگ ہو گیا تھا۔ اور اسی لئے رچرڈ نے اُس کو معاف کر دیا تھا۔ لیکن چند سال بعد رچرڈ کو ہنری کے ملک بدر کرنے کا ایک بہانہ ہاتھ آیا۔ جب ہنری جلاوطن تھا۔ تو جان او گانٹ کا انتقال ہو گیا۔ پھر رچرڈ نے لنکاسٹر کی ریاست کی بڑی جاگیروں پر قبضہ کر لیا۔ اس وجہ سے ہنری غصے میں آپے سے باہر ہو گیا۔ اور ۱۳۹۹ء میں انگلستان آ اُترا۔ اور اعلان کیا۔ کہ وہ اپنے باپ کی جاگیروں پر اپنا دعوے کرنے کے لئے واپس آ رہا ہے۔ بہت سے لوگ اُس کے حامی ہو گئے کیونکہ وہ رچرڈ کی خود مختارانہ حکومت سے منتفر ہو چکے تھے۔ ہنری نے جلدی ہی اس قدر کامیابی حاصل کی۔ کہ اُس نے اپنے باپ کی ریاست اور اپنے عم زاد بھائی کے تخت پر دعوے کر دیا۔ رچرڈ نے اپنی سلطنت کے لئے نہایت کمزور مقابلہ کیا۔ پارلیمنٹ نے ہنری کو بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اور رچرڈ کو تخت و تاج سے محروم کر دیا۔ تھوڑے عرصے کے بعد رچرڈ بھی اپنے پڑ دادے

ایڈورڈ دوم کی طرح قید خانے میں قتل کر دیا گیا *

باب ۱۲

شاہان لینکاسٹر ۱۳۹۹ء سے ۱۴۶۱ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

ہنری چہارم - ہنری پنجم - ہنری ششم - لاؤل ڈیوک
کلینس - اُس کی لڑکی فلپیا - ارل او مارچ - ارل
نارٹمبر لینڈ اور اُس کا فرزند ہنری پرسی اون
گلینڈور - چارلس ششم - چارلس ہفتم شاہ فرانس -
کیتھرائن شاہزادی فرانس - جان اور فلپ نوابان
برگنڈی - جون آرک - جان ڈیوک بیڈ فورڈ -
مارگیرٹ شاہزادی انجو - رچرڈ ڈیوک یارک *

چیدہ چیدہ تاریخیں :-

۱۳۹۹ء - ۱۴۱۳ء - ہنری چہارم کی حکومت *
۱۴۱۳ء - ۱۴۲۲ء - ہنری پنجم کی حکومت *
۱۴۱۵ء - اجن کورٹ کی لڑائی *
۱۴۲۲ء - ۱۴۶۱ء - ہنری ششم کی حکومت *

۱۴۲۹ء۔ جون او آرک اربنس کو بچا لیتی ہے *

۱۴۵۳ء۔ انگریز فرانس سے نکالے جاتے ہیں *

۱۴۵۵ء۔ سینٹ البنس کی لڑائی *

۱۴۶۵ء۔ ویک فیلڈ کی لڑائی *

۱۴۶۱ء۔ ٹاؤٹن کی لڑائی *

ہنری چہارم پارلیمنٹ نے ہنری لنکاسٹر کو بادشاہ

ہنری چہارم بنا دیا تھا۔ اور پارلیمنٹ کو یہ حق حاصل تھا۔ کہ بادشاہ کا تقرر کرے۔ لیکن اکثر اوقات باپ کے بعد بیٹا ہی تخت انگلستان پر جانشین ہوتا تھا۔ اس لئے کچھ آدمیوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ جب ایک بادشاہ کا انتقال ہو یا اُس کو برطرف کر دیا جائے۔ تو اُس کے سب سے قریبی رشتہ دار کو فوراً ہی تاج و تخت ملنا چاہئے۔ لیکن اس حالت میں بادشاہ کا سب سے قریبی رشتہ دار ہنری لنکاسٹر نہیں تھا۔ اس کا باپ جان گانٹ ایڈورڈ سوم کا تیسرا بیٹا تھا۔ اگرچہ رچرڈ دوم کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ لیکن لاؤل ڈیوک کلیرنس جو ایڈورڈ سوم کا دوسرا بیٹا تھا۔ اُس کی ایک لڑکی فلیپا تھی۔ اس کا لڑکا ارل مارچ و حقیقت ایڈورڈ سوم کا سب سے نزدیک وارث تھا۔ لیکن

پارلیمنٹ کو ارل مارچ کو بادشاہ بنانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ لوگ رچرڈ کی مطلق العنان حکومت سے اس قدر ہراساں تھے۔ کہ وہ نہ صرف اس ظالم کی حکومت سے ہی رہائی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ اس کی جگہ اس کے جانی دشمن کو مقرر کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ تخت انگلستان پارلیمنٹ نے ہنری چہارم کو عطا کیا تھا۔ اس لئے وہ پارلیمنٹ کے حسب منشا حکومت کرنے پر مجبور ہوئے۔ اس کی تخت نشینی پارلیمنٹ اور دستور انگلستان کی فتح تھی۔ خاندان لنکاسٹر کے تمام بادشاہ آئینی حکمران تھے۔ جو عموماً پارلیمنٹ کی خواہشات پر عمل کرتے تھے۔

ہنری چہارم کلبیسہ کا بہت حامی تھا۔ پادریوں نے اب یہ کہنا شروع کیا کہ لورڈ	ہنری چہارم لورڈس (Lollards) کا خاتمہ کر دیتا ہے۔
---	--

دکلف کے پیرو مذہبی اصولوں کی غلط تعلیم دیتے ہیں۔ ہنری نے ان کے قلع قمع کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس نے پارلیمنٹ سے ایک قانون پاس کرا دیا۔ کہ جس شخص کو کلبیسہ غلط مذہبی تعلیم کا معلم قرار دے۔ اس کو زندہ جلا دیا جائے۔ اس سخت قانون کی رو سے کئی ایک

لورڈ تلوار کے گھاٹ اتار دئے گئے۔ اور کچھ عرصہ بعد لورڈوں کا کانٹا کلیسہ کے پہلو سے نکل گیا۔ یہ ایک نہایت ظالمانہ فعل ہے۔ کہ ہم لوگوں کو صرف اس واسطے زندہ جلا دیں کہ اُن کے مذہبی عقائد ہم سے مختلف ہیں۔ لیکن اُن ایام میں کئی ایک نیک آدمیوں کا یہ یقین تھا کہ غلط مذہبی تعلیم کو تباہ کرنا اُن کا فرض منصبی ہے۔ خواہ اُن کا استیصال کرنے کے لئے کیسے ہی سخت قوانین کیوں نہ ہوں۔

ہنری چارم کے
برخلاف بغاوتیں رہی اور پر از مصائب تھی۔
اُن امرائے جنہوں نے اُس کے تخت و تاج حاصل کرنے میں امداد کی تھی۔ انہوں نے ہی بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ ان کا سردار ہنری پرسی (Henry Percy) نارٹھمبر لینڈ کا ارل اور اس کا بیٹا ہنری پرسی تھا۔ جس کو لوگ اُس کی بے دھڑک بہادری کی وجہ سے ہاٹ سپر کہتے تھے۔ انہوں نے اُون گلنڈور Owen Glendower سے ساز و باز کر لیا جو ویلز کا باشندہ اور نہایت دلیر اور عقلمند آدمی تھا۔ گلنڈور ویلز میں خود مختار حکومت قائم کرنا چاہتا تھا۔ اور کئی ایک ویلز کے باشندے

سالما سال تک اُس کو شاہزادہ ویلز تسلیم کرتے رہے۔ لیکن پرسی اور اولن میں اچھا اتحاد نہ رہا۔ آہستہ آہستہ ہنری نے ان سب کو مغلوب کر لیا۔ گلنڈور کو اگرچہ شکست ہوئی۔ لیکن پھر بھی وہ ویلز کے پہاڑوں میں ڈٹا رہا۔ اور ہنری پنجم کی حکومت کے ابتدا میں وہ آزاد ہی فوت ہوا۔ آخر کار ہنری اپنی سب سے بڑی

ہنری چہارم کی موت + تکالیف سے نجات پا گیا۔ لیکن اس لڑائی نے اُس کی صحت پر بہت بُرا اثر کیا۔ ۱۴۱۳ء میں اُس کی وفات کے بعد اُس کا سب سے بڑا لڑکا ہنری تخت نشین ہوا +

ہنری پنجم کا یہ مشہور تھا کہ عہد طفولیت میں چال چلن + ہنری پنجم بہت سرکش اور شورہ پشت تھا۔ لیکن جو حکایات اُس کے متعلق زبان زد خلائق ہیں۔ وہ بمشکل تمام سچ ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ اُس کا باپ اُس کو ویلز کی لڑائی اور دوسرے کاموں میں بہت مشغول رکھتا تھا۔ لیکن بادشاہ ہو کر وہ نہایت سنجیدہ اور نیک خصلت ہو گیا۔ وہ ایک نہایت بہادر اور جری سپاہی تھا۔ اور ناموری کا دلدادہ۔ لیکن امور داخلہ میں وہ پارلیمنٹ کی نصیحت پر عمل کرتا تھا۔ اس لئے وہ

ایک نہایت ہر دل عزیز اور کامیاب بادشاہ ہوا۔
اُس کی حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ فرانسیسی
جنگ کا دوبارہ چھڑ جانا تھا۔

ہنری پنجم نے ایڈورڈ سوم
کی طرح فرانس کے تخت و

اجن کورٹ Agincourt

کی لڑائی۔

تاج کا دعوے کیا۔ اگرچہ اُس کا دعوے اپنے
پر وادے سے بھی لغو اور بیہودہ تھا۔ کیونکہ وہ ایڈورڈ
کا سب سے نزدیکی رشتہ دار بھی نہیں تھا۔
میں اُس نے ایک نہایت اعلیٰ درجے کی قواعد دان
فوج لے کر فرانس پر حملہ کر دیا۔ نارمنڈی سے
گزر کر ہنری نے ایڈورڈ کی طرح شمال کا رخ
کیا تاکہ وہ کیلے کی طرف پس پا ہو جائے۔ کیونکہ
اُس کے عقب میں کثیر التعداد فرانسیسی فوج
تغائب کرتی ہوئی آ رہی تھی۔ ہنری کو بھی ایڈورڈ
سوم کی طرح اپنے تغائب کرنے والوں سے لڑائی
کرنی پڑی۔ اس لڑائی کو اجن کورٹ کی لڑائی
کہتے ہیں۔ اس کا محل وقوع کریسی سے دور نہیں
تھا۔ اور کریسی کی طرح یہ بھی نہایت شاندار اور
پر شکوہ فتح تھی۔ اس لڑائی میں بھی انگریزی
تیر اندازوں اور پیدل فوج نے فرانس کے مغرور
امرا کو شکست دی۔ لیکن فحتمند فوج اس قدر کم

تھی۔ کہ ہنری اُس سے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکا۔
بلکہ سیلے کی طرف چلا گیا +

دو سال کے بعد ہنری نے

ٹریس (Trayes)

کا عہد نامہ +

پھر نارمنڈی پر حملہ کیا۔ اور

اُس کو آہستہ آہستہ فتح کر لیا۔ نارمن اُس
کے برخلاف بڑی بہادری سے لڑے۔ لیکن باقی ماندہ
اہل فرانس نے ان کو بہت کم مدد دی۔ ان ایام
میں فرانس کی حالت بہت سقیم تھی۔ بادشاہ چارلس
ششم فاتر العقل تھا۔ فرانسیسی اُمرا ایک دوسرے
سے لڑنے کا زیادہ خیال کرتے تھے لیکن

انگریزوں کے حملوں کی مدافعت کا اُن کو ذرہ
بھر بھی خیال نہیں تھا۔ ان میں دو بڑی پارٹیاں
تھیں۔ ایک کا سردار تو فاتر العقل بادشاہ کا بیٹا
تھا جس کا نام بھی چارلس تھا۔ اور دوسری پارٹی
کا سرگروہ چارلس کا چچیرا بھائی جان حاکم برگنڈی
تھا۔ جو ایک صاحب اقتدار شاہزادہ تھا۔ آخر کار
بادشاہ کے لڑکے چارلس کے دوستوں نے برگنڈی
کے ڈپوک کو نہایت ظالمانہ طور سے قتل کر دیا۔
اُس کے حامیوں کو اس قدر رنج پہنچا۔ کہ

وہ ہنری شاہ انگلستان سے عہد و پیمان کر کے اُس
کے مدد و معاون ہو گئے۔ اس عہد نامہ کے رو سے

یہ قرار پایا کہ فاتر العقل بادشاہ اپنی جین حیات تک حکمرانی کرتا رہیگا۔ لیکن اپنی لڑکی کتھرائن کی شادی ہنری پنجم سے کر دیگا۔ کیونکہ شاہ فرانس درحقیقت حکومت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے ہنری چارلس ششم کے نام سے حکومت کریگا۔ فاتر العقل بادشاہ کی وفات کے بعد ہنری فرانس کا بادشاہ ہوگا۔ اس طرح سے فرانس اور انگلستان کا تاج و تخت ہنری کی اس اولاد کے لئے ملے ہو جائیگا جو کتھرائن کے بطن سے ہوگی۔

۱۲۲۶ء میں ہنری پنجم مر گیا۔
 ہنری ششم کے تاج و تخت کا محافظ۔

اس طرح سے فرانس اور انگلستان کے تاج ہنری اور کتھرائن کے خورد سال لڑکے کے ہاتھ آئے خوش قسمتی سے خورد سال ہنری ششم کا سرپرست اُس کا عقلمند چچا جان ڈیوک بیڈ فورڈ تھا۔ جو ہنری پنجم کا وفادار بھائی تھا۔ بیڈ فورڈ نے اپنے بھتیجے کے لئے فرانس اور انگلستان کا شاہی تاج حاصل کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش کی۔ ہنری کے نئے ڈیوک فلپ کی مدد سے بیڈ فورڈ نے شمالی فرانس میں اپنے بھتیجے کو بادشاہ تسلیم کرا لیا۔

دریائے لائر کے جنوب میں بوڑھے بادشاہ کا بیٹا چارلس ششم تسلیم کیا گیا۔ لیکن وہ سست اور کمزور تھا۔ اور لوگوں نے ابھی تک یہ فراموش نہیں کیا تھا۔ کہ اُس نے کس طرح سے برگنڈی کے ڈیوک کو مار ڈالا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ ہی بیٹہ فورڈ اور نہ ہی چارلس ہفتم میں اس قدر طاقت تھی۔ کہ ایک دوسرے کو شکست دے سکیں۔ یہ فرانس کے لئے نہایت روح فرسا بات تھی۔ کیونکہ متواتر لڑائیوں سے اُس کو خطرناک مصائب اُٹھانے پڑے تھے۔

جون آرک. Joan of Arc. برگنڈی گروہ کے بہت سے

کا مقصد زندگی یہ

فرانسیسی ابھی تک انگریزوں کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ ہم کو یہ عجیب معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوگ اپنے ہم وطنوں کے خلاف غیروں سے مل جائیں۔ لیکن فرانسیسی انگریزوں سے بڑھ کر ایک دوسرے سے نفرت کرتے تھے۔ اور جب الوطنی کی آگ اُن کے سینوں میں سرد ہو چکی تھی۔ آخر کار ایک نہایت حیرت انگیز واقعہ پیش آیا۔ ۱۴۲۹ء میں ایک دیہاتی لڑکی جس کا نام جون او آرک تھا۔ چارلس ہفتم کے دربار میں آئی۔ اُس نے بادشاہ سے کہا۔ کہ خدا نے اُسے اس

لئے مامور کیا ہے۔ کہ فرانس کو اجنبیوں سے بچائے۔ اور چارلس کو تمام فرانس کا حقیقی بادشاہ بنائے۔ لا اُبابی بادشاہ کو جون کی باتوں پر یقین نہ آیا۔ لیکن حالات اس قدر خراب ہو چکے تھے کہ بادشاہ نے جون کو وہی کرنے دیا جو اُس کی عین تمنا تھی *

اس وقت انگریز اور لینس (Orleans) کا محاصرہ اٹھا کر چارلس ہفتم کو ریمس (Reims) لے جاتی اور فرانسیسی اس شہر کو اپنے *
انگریزوں کے حوالے کر دینے

کے لئے تیار تھے۔ لیکن جون نے مردوں کی طرح زرہ بکتر پہن لی۔ اور سپاہیوں کے ایک گروہ کی سرکردگی میں محصور شہر میں داخل ہو گئی۔ اُس کی قوت ایمان اور دلیری نے محصورین کے دلوں میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُس نے انگریزوں کو محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور کیا۔ پھر وہ چارلس کو ہمراہ لے کر ریمس کے شہر میں گئی۔ جس کے گرجے میں تمام فرانسیسی بادشاہوں کو تاج پہنایا جاتا تھا۔ جس وقت چارلس کی رسم تاج پوشی ہو رہی تھی۔ وہ اس کے پاس کھڑی تھی۔ پھر وہ

اُس کو واپس لائے آئی ۔

جون کی موت ابھی تک جون کا کام ختم نہیں ہوا تھا۔ اُس نے انگریزوں کو تحریر کیا۔ کہ وہ واپس انگلستان چلے جائیں۔ کیونکہ اُس کو خداوند کریم نے حکم دیا تھا۔ کہ انگریزوں کو فرانس سے نکال دے۔ کچھ اور جرأت کے کرشمے دکھا کہ وہ ذرا بے پرواہ سی ہو گئی۔ اور آخر کار اپنے دشمنوں کے ہاتھوں میں آ گئی۔ جنہوں نے اُس کو رون کے مقام پر زندہ جلا دیا۔ اُس نے اس شان سے جان دی کہ عام انگریزی سپاہیوں کے دلوں پر جنہوں نے اُس کی موت کے نظارے کو دیکھا اس قدر خوف ہوا۔ کہ وہ چلا اُٹھے۔ کہ ہم برباد ہو گئے۔ کیونکہ ہم نے ایک ولی کو جلا دیا ۔

فرانس میں انگریزی جون کے پاکیزہ ایمان نے حکومت کا زوال ۔ فرانس کو تباہی سے بچا لیا اور اب یہ حالت ہو گئی کہ وہ فرانسیسی جو انگریزوں کی حمایت میں لڑ رہے تھے۔ شرم سے آب آب ہونے لگ گئے۔ اور اُس کی شہادت کے کچھ سال بعد ہی ڈیوک برگنڈی نے انگریزی اتحاد کو خیر باد کہ دیا۔ اور اپنے باپ کے قاتل چارلس ہفتم کو شاہ فرانس تسلیم کر لیا۔ بیڈ فورڈ شجاعانہ

طور سے انگریزوں کا اقتدار قائم رکھنے کے لئے
 سینہ سپر ہوتا رہا۔ لیکن اس کا اُسی سال میں
 انتقال ہووا۔ جس سال فرانس اور برگنڈی میں
 اتحاد ہووا۔ انگریزوں کو آخر کار عارضی صلح کے لئے
 مجبوراً استدعا کرنی پڑی۔ اور اس صلح کے اس ٹھوڑے
 وقفہ کے عوض ہنری ششم کی شادی مارگرٹ
 انجو سے ہوئی جو چارلس ہفتم کی بھتیجی تھی۔ اس
 کے قلیل عرصہ بعد فرانسیسیوں نے دوبارہ جنگ
 شروع کر دی۔ انہوں نے پھر انگریزوں کو نارمنڈی
 سے نکال دیا۔ جس کو اہل انگلستان نے تیس
 سال قبل فتح کیا تھا۔ آخر الامر ۱۴۵۳ء میں
 انگریزوں کو کیسٹنی سے نکال دیا گیا۔ جس کی
 حکومت ہنری دوم کے ایام سلطنت سے انگریزی
 ڈیوکوں کے ہاتھوں میں تھی۔ انگریزوں کے فرانسیسی
 مقبوضات میں سے کیلے ہی رہ گیا +

ہنری ششم کی
 کمزور حکومت +
 تھا۔ وہ نیک۔ پرہیزگار اور ذہین
 تھا۔ مگر اُس کا دل و دماغ انگلستان پر حکومت
 کرنے کے قابل نہیں تھا۔ لیکن اُس کی ملکہ
 مارگریٹ او انجو میں وہ جرأت اور الوالعزمی تھی۔
 جو ہنری میں عیناً تھی۔ انگریز اس ملکہ سے

متنفر تھے۔ کیونکہ وہ فرانسیسی شہزادی تھی اور اپنے دوستوں کی اہل انگلستان سے زیادہ مدد امداد کرتی تھی۔ ہنری جیسے بادشاہ کی حکومت میں اُمرا جو کچھ چاہتے وہی کرتے تھے۔ لیکن اب انگلستان بھی فرانس کی طرح خونریزی اور تشدد کا مرکز بن گیا تھا۔ رفتہ رفتہ انگریزوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ جب تک ہنری تخت نشین ہے۔ اس وقت تک حالات اچھے نہیں ہو سکتے لیکن ^{۱۶۵۳ء} میں ہنری پر یک بیک جنون کا دورہ ہوا +

ہنری سے مایوس ہو کر لوگوں کی رچرڈ ڈیوک اور توجہ اس کے رشتہ دار رچرڈ ڈیوک + یارک + او یارک کی طرف منعطف ہوئی۔ یارک اس ارل مارچ کا پوتا اور وارث تھا۔ جو ایڈورڈ سوم کے دوسرے لڑکے لاونیل ڈیوک کلیرنس کی اولاد میں سے تھا۔ پیدائش کی رو سے اس کا حق بادشاہ سے بھی تخت انگلستان پر فائق تھا۔ لیکن ابھی تک کسی کو بھی اس کے بادشاہ بنانے کا خیال نہیں آیا تھا۔ جب ہنری پر جنون کا دورہ ہوا تو یارک کو ہی مدار المہام بنایا گیا۔ بدقسمتی سے ہنری کو جلدی ہی صحت ہو گئی۔ اُس نے یارک

کو حکومت سے نکال دیا۔ اس طرح اچھی حکومت کا موقعہ جاتا رہا +

ہنری ششم

کی معزولی +

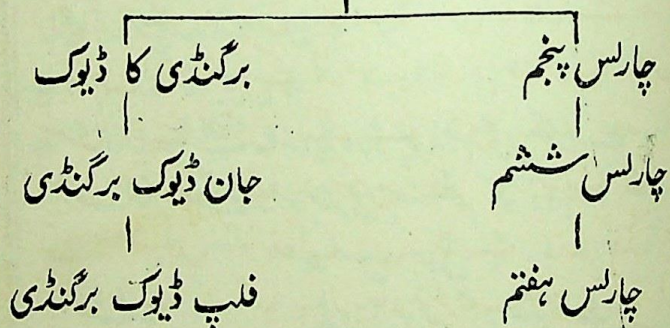
یارک اپنی علیحدگی کا تصفیہ تلوار کے زور سے کرنا چاہتا تھا۔ ۱۵۵۷ء میں اُس نے بادشاہ کے وزیروں کے برخلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اور اُن کو سینٹ البن کی لڑائی میں شکست دی۔ اس طرح سے اُس لڑائی کا آغاز ہوا جو تیس سال تک جاری رہی۔ لیکن یارک کو اس لڑائی کے ثمرہ سے جلدی ہی محروم کر دیا گیا۔ اور ایک دفعہ پھر اُس نے ہتھیار اٹھا لئے۔ آخر کار اُس نے یہ اعلان کیا۔ کہ وہی تخت و تاج کا جائز حق دار ہے۔ اور خاندان لنکاسٹر کے تمام بادشاہ غاصب ہیں۔ ہنری اپنے حقوق کے لئے بھی زور شور سے نہیں لڑ سکتا تھا۔ لیکن ملکہ مارگریٹ نے یارک کے منصوبوں کو خاک میں ملانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ کہ اُس نے ویک فیلڈ کی لڑائی میں یارک کو شکست دے کر قتل کر دیا۔ لیکن یارک کا لڑکا ایڈورڈ اپنے باپ سے بڑھ کر ملکہ مارگریٹ کا دشمن جانی ثابت ہوا۔ وہ کوچ کرتا ہوا لنڈن

پہنچ گیا۔ اور ایڈورڈ چہارم کے لقب سے بادشاہ
 ہو ا۔ اس نے یارک کے نزدیک ٹاؤٹن کی
 لڑائی میں فتح حاصل کی۔ اس لڑائی سے انگلستان
 کا تخت ایڈورڈ کے ہاتھ آ گیا۔ مارگریٹ بھاگ کر
 فرانس چلی گئی۔ اور ہنری قلعہ لنڈن میں قید
 کیا گیا *

جنگ صد سالہ میں فرانسیسی بادشاہوں اور
 برگنڈی کے نوابوں کا شجرہ نسب :-

فلپ ششم حاکم ویلائے

جان



باب ۱۳

شاہان یارک ۱۴۶۱ء سے ۱۴۸۵ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

ایڈورڈ چہارم - ہنری ششم - مارگریٹ شاہزادی
انجو - وارڈک بادشاہ گر - رچرڈ ڈیوک گلووسٹر
جو بعد ازاں رچرڈ سوم ہوا - ایڈورڈ شاہزادہ
ویلز جو آخر کار ایڈورڈ پنجم ہوا - رچرڈ ڈیوک
او یارک - شاہزادی مارگریٹ بوفورٹ - ہنری
ٹیوڈر رچینڈ کارل *

چیدہ چیدہ تاریخیں :-

۱۴۶۱ء - ۱۴۸۳ء - ایڈورڈ چہارم کی حکومت *
۱۴۶۵ء - ۱۴۷۱ء - ہنری ششم کو دوبارہ حکومت
حاصل ہوئی *

۱۴۸۳ء
ایڈورڈ پنجم کی حکومت *
۱۴۸۳ء - ۱۴۸۵ء - رچرڈ سوم کی حکومت *

۱۴۵۵ء میں رچرڈ ڈیوک او یارک

نے ہنری ششم کے برخلاف اعلان
جنگ کیا تھا - اب چھ سال

وارس اودی روزس

Wars of the Roses

یعنی پھولوں کی لڑائی *

کے عرصے کے بعد اُس کا لڑکا ایڈورڈ چہارم کے لقب سے بادشاہ ہوا۔ یہ خاندان یارک اور لنکاسٹر کے درمیان اس طویل لڑائی کا آغاز تھا۔ جس کا خاتمہ ۱۴۸۵ء میں ہوا۔ جنگ و جدل کے ان تیس سال کو پھولوں کی جنگ کہتے ہیں۔ خاندان یارک کا امتیازی نشان سفید گلاب کا پھول تھا۔ اور لنکاسٹر والوں کا نشان سرخ گلاب کا پھول تھا۔

ایڈورڈ چہارم کا تخت انگلستان پر دعوے کا پہلا بادشاہ تھا۔ اُس نے یہ

دعوے کیا۔ کہ وہ ایڈورڈ سوم کا سب سے قریبی رشتہ دار ہے۔ لیکن بہت کم انگریز اس بات کا خیال کرتے تھے۔ کہ اصلی وارث تاج و تخت کون ہے۔ اس کا اصلی دعوے تخت انگلستان پر یہ تھا کہ وہ کمزور ہنری سے زیادہ عقلمند اور اس سے بڑھ کر جنگجو تھا۔ یہ امید غالب تھی۔ کہ وہ انگلستان پر ہنری سے زیادہ مضبوطی سے حکمرانی کریگا۔

ایڈورڈ اور واروک کی لڑائی۔ چہارم کی طرح ایڈورڈ چہارم کو یہ معلوم ہوا۔ کہ تخت

حاصل کرنا تو آسان کام ہے۔ لیکن اس کو برقرار رکھنا کارے دار۔ رچرڈ نیول ارل واروک
Richard Neville,
Earl of Warwick

نے جو سب امرا سے بڑھ کر دولت مند تھا۔ بادشاہ کی بہت امداد کی تھی۔ واروک اس قدر طاقتور تھا۔ کہ لوگ اس کو بادشاہ گردانتے تھے۔ اب واروک نے یہ ظاہر کیا کہ وہ بادشاہ بنا بھی سکتا ہے اور اُن کو تخت سے بھی اتار سکتا ہے۔ ہنری چہارم کے عہد حکومت میں پریسیوں کو یہ معلوم ہو گیا تھا۔ کہ ہنری اُن کے مشورے پر کار بند نہیں ہوتا۔ اس طرح جلدی ہی واروک کو یہ تلخ تجربہ ہوا کہ ایڈورڈ اس کے مشورے کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایڈورڈ اور واروک لڑ پڑے۔ کچھ عرصے کے لئے تو ایڈورڈ کا پتہ بھاری رہا۔ اور ۱۴۶۵ء میں واروک کو فرانس کی طرف راہ فرار اختیار کرنی پڑی۔

ہنری ششم کی دوبارہ تخت نشینی۔ اپنا انتقام لے لیا۔ اس نے فرانس میں ملکہ مارگریٹ سے سمجھوتہ کر لیا۔ اور اس کے خاوند کو دوبارہ تخت نشین کرنے میں مدد کا وعدہ کیا۔ چند ہی مہینوں میں انگلستان واپس آ گیا۔ اب ایڈورڈ کو راہ فرار اختیار کرنی پڑی۔ واروک نے اب ہنری ششم کو قید خانے سے نکال کر

دوبارہ تخت نشین کر دیا۔ اس طرح اس نے دوبارہ ”بادشاہ گر“ کا خطاب حاصل کیا۔ وہ ہی اب حقیقت میں بادشاہ تھا۔ کیونکہ ہنری اپنے مصائب کی وجہ سے قاتر العقل ہو چکا تھا۔ اور ملکہ مارگریٹ ابھی فرانس سے واپس نہیں آئی تھی۔

ایڈورڈ چہارم پھر تخت حاصل کر لیتا ہے۔ انگلستان کو فتح کر لینا تو آسان کام تھا۔ لیکن اس کو قبضے میں رکھنا ٹھیری کھیر تھی۔ ۱۴۶۱ء میں ایڈورڈ چہارم اپنا تاج و تخت حاصل کرنے کے لئے واپس آ گیا۔ ایسٹر کے اتوار کے دن اُس نے داروک کو بارنٹ کی لڑائی میں شکست دے کر قتل کر دیا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد مارگریٹ او انجو انگلستان آ گئی۔ لیکن ایڈورڈ نے اُس کو ٹیکس بری پر شکست دی۔ اور مارگریٹ فرانس چلی گئی۔ ان دو لڑائیوں کی وجہ سے ایڈورڈ چہارم کو دوبارہ تاج و تخت ہاتھ آ گیا۔ غریب ہنری ششم اب پھر قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ ایڈورڈ نے اس کو چپکے سے مروا ڈالا۔ اس کے بارہ سال بعد تک ایڈورڈ چہارم نے امن و چین سے حکومت کی۔ اس کا انتظام سلطنت اچھا تھا۔ اُس نے

پارلیمنٹ کو شاذ و نادر ہی طلب کیا۔ لیکن ۸۳ء
میں عین عالم شباب میں وہ مر گیا۔

ایڈورڈ پنجم ایڈورڈ کے دو بیٹے تھے۔ ایڈورڈ

پرنس اد ویلز اور رچرڈ ڈیوک او یارک۔ ان میں
سے بڑا ایڈورڈ پنجم کے لقب سے بادشاہ ہوا۔
کیونکہ وہ ابھی خورد سال تھا۔ اس لئے وہ حکومت
نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے اس کا چچا رچرڈ
ڈیوک گلوستر جو ایڈورڈ چہارم کا بھائی تھا۔
مدار المہام مقرر کیا گیا۔ گلوستر تھا تو ہوشیار
آدمی۔ لیکن وہ ظالم اور حرص و ہوا کا شکار تھا۔
چند ہی ہفتوں میں اُس نے یہ اعلان کیا۔ کہ
اس کے بھتیجے کا کوئی حق تخت و تاج پر نہیں
ہے۔ اور وہ خود بادشاہ ہو گیا۔ خورد سال ایڈورڈ
پنجم اور اُس کا بھائی رچرڈ ڈیوک یارک قلعہ لنڈن
میں قید کر دئے گئے۔ جہاں اغلباً اُن کے چچا
نے اُن کو مروا ڈالا۔ اور پھر کسی نے اُن
کا ذکر تک نہیں کیا۔

رچرڈ سوم اس طرح سے گلوستر رچرڈ سوم

کے لقب سے بادشاہ ہو گیا۔ لیکن اس کی شرارت
سے اس کو زیادہ فائدہ نہ پہنچا۔ خاندان یارک
کے حامی اس سے اس لئے نفرت کرتے تھے کہ



۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰



اُس نے اپنے بھتیجوں سے ظالمانہ سلوک کیا تھا۔ اور خاندان لنکاسٹر کے حلیف اس کی امداد نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ وہ دوسری پارٹی کا آدمی تھا۔ خاندان لنکاسٹر کا وارث اب تو ہنری ٹیوڈر رچمنڈ کا اہل تھا۔ ہنری کی ماں لیڈی مارگریٹ بوفورٹ جان او گانٹ کی اولاد میں سے تھی۔ اگرچہ اس کا باپ ویلز کے ایک غریب آدمی کا فرزند تھا جس کا نام ٹیوڈر تھا۔ رچمنڈ مدت سے جلاوطن تھا۔ ۱۴۸۵ء میں وہ ویلز کے علاقے میں مفلورڈ ہیون کے مقام پر جہاز سے اُترا۔ اُس کے اہل مک نے اُس کی امداد کی اور اُن کی امداد سے وہ رچرڈ کے خلاف لڑنے لگا۔ لیسٹر شائر میں بوس فورٹھ کی لڑائی میں رچمنڈ نے رچرڈ پر فتح حاصل کی۔ اس لڑائی میں رچرڈ نے نہ صرف تاج و تخت ہی کھو دیا بلکہ اپنی جان بھی دے دی۔ اس طرح سے خاندان لنکاسٹر نے دوبارہ تخت انگلستان حاصل کر لیا۔ اب ویلز کا بادشاہ ہنری ٹیوڈر ہنری ہفتم کے لقب سے بادشاہ ہوا۔

پھولوں کی جنگ کی چیدہ چیدہ لڑائیاں :-
۱۴۵۵ء سینٹ الین کی لڑائی +

۱۴۶۵ء۔ ویک، فیلڈ کی لڑائی ۔

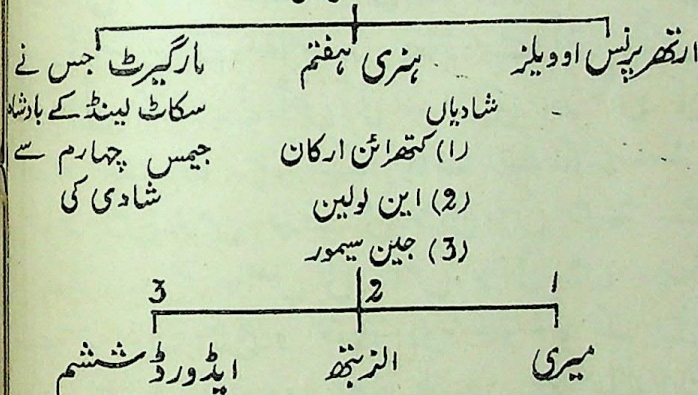
۱۴۵۱ء۔ ٹاؤٹن کی لڑائی ۔

۱۴۷۱ء۔ ٹیوکس ہری اور ہارنٹ کی لڑائیاں ۔

۱۴۸۵ء۔ بوس ورٹھ کی لڑائی ۔

خاندان ٹیوڈر کا شجرہ نسب :-

ہنری ہفتم
نے الزبتھ شاہزادی یارک
سے شادی کی



باب ۱۲

ہنری ہفتم (Henry VII) ۱۴۸۵ء سے ۱۵۰۹ء
چیدہ چیدہ اشخاص :-

الیزبتھ (Elizabeth) (رخاندان یارک) پرکن وار بیک
(Warbeck) (ارٹھر Arthur) اور ہنری (Henry)
ولی عہد سلطنت)۔ کتھرائٹ شہزادی اراگان
Catharine of Aragon اور اس کا باپ فرڈی نڈ
Ferdinand بادشاہ اسپین۔ جیمس چہارم James IV
بادشاہ سکاٹ لینڈ اور اُس کی ملکہ مار گیرٹ
ٹیوڈر (Margaret Tudor) ۔

چیدہ چیدہ تاریخیں :-

۱۴۸۵ء۔ ہنری ہفتم کی تخت نشینی ۔
۱۴۹۶ء۔ وار بیک (Warbeck) کی گرفتاری ۔
۱۵۰۹ء۔ ہنری ہفتم کی وفات ۔

یارک اور لنکاسٹر کے خاندانوں کا اتحاد ۔	ہنری ہفتم سرد مہر اور خود غرض بادشاہ تھا۔ اس لئے وہ لوگوں کے دلوں میں گھر نہ کر سکا۔ لیکن وہ دور اندیش۔ محتاط اور کفایت شعار تھا۔ اور اُس
--	--

کی عین تمنا تھی۔ کہ وہ تمام قوم کا بادشاہ ہو۔
 اور صرف خاندان لنکاسٹر کا ہی سردار نہ ہو۔
 اب اُس نے خاندان یارک کی شاہزادی الزبتھ
 سے شادی کر لی۔ جو ایڈورڈ چہارم کی لڑکی تھی۔
 کیونکہ الزبتھ کے بھائی زندہ نہیں تھے۔ اس
 لئے وہی خاندان یارک کی سب سے نزدیکی وارث
 تھی۔ اور ہنری خاندان لنکاسٹر کا نمائندہ تھا۔ اس
 شادی سے خاندان یارک اور لنکاسٹر کا طویل
 جھگڑا آخر کار فیصلہ ہو گیا۔ ہنری ہفتم اور الزبتھ
 کی اولاد اب اس بات کا فخر کر سکتی تھی۔ کہ
 وہ ہی خاندان یارک اور لنکاسٹر کے حقیقی نمائندے
 ہیں۔

پرکن وار بیک
 کا فریب +

ہنری ہفتم کی شادی اگرچہ خاندان
 یارک کی شاہزادی الزبتھ سے ہو چکی
 تھی جو ایڈورڈ چہارم کی لڑکی تھی۔ لیکن پھر بھی
 وہ خاندان یارک کے حامیوں کے دلوں کو تسخیر
 نہ کر سکا۔ اسی وجہ سے انہوں نے اُس کے
 خلاف پے در پے سازشیں کیں۔ لیکن خاندان
 یارک کا کوئی مسلمہ سردار نہیں تھا۔ اس لئے
 حامیان خاندان یارک کو ان نام نہاد لیڈروں کی
 پیروی کرنی پڑی جن کو خاندان یارک سے دور

کا بھی تعلق نہیں تھا۔ ان میں سے سب سے
 مشہور پرکن وار بیک تھا۔ یہ شخص نیدر لینڈ
 کے ایک شہر ٹورنے کا ایک مفلوک الحال باشندہ
 تھا۔ اُس نے یہ دعوے کیا کہ وہ رچرڈ ڈیوک
 آف یارک ہے۔ جو ایڈورڈ چہارم کا سب سے چھوٹا
 بیٹا تھا۔ اور جس کے متعلق عام خیال یہ تھا
 کہ وہ اپنے بھائی ایڈورڈ پنجم کے ہمراہ قلعہ
 لنڈن میں قتل کر دیا گیا ہے۔ وار بیک نے
 اپنے کام کو اس طرح سے سرانجام دیا کہ بہت
 سے لوگ واقعی یقین کرنے لگ گئے۔ کہ وہ
 درحقیقت رچرڈ ڈیوک آف یارک ہے۔ ساہا سال
 تک وہ ہنری کے لئے ایک خطرناک دشمن بنا
 رہا۔ تمام انگریز جو کہ بادشاہ سے نفرت کرتے
 تھے۔ وہ پرکن وار بیک کے ممد و معاون ہو گئے۔
 علاوہ ازیں فرانسیسیوں اور اہل اسکاٹ لینڈ نے
 بھی اُس کی اعانت کرنی شروع کر دی۔ لیکن
 ہنری نے اہل اسکاٹ لینڈ اور فرانسیسیوں سے
 عقلمندانہ طور سے دوستی کر لی۔ اور اُن کو
 پرکن کی حمایت سے باز رکھا۔ اس کے باوجود
 بھی پرکن دل برداشتہ نہ ہوا۔ وہ نہایت دلیری
 سے ۱۴۹۶ء میں کارنوال پر لنگر انداز ہوا۔ وہاں

کے باشندے ان نئے محصلوں سے تملدارہے تھے
 جو نئے بادشاہ نے اُن پر عائد کئے تھے۔ اس
 لئے کئی ایک نے پرکن کی حمایت کی۔ پرکن
 کے پاس اس قدر جمعیت نہیں تھی کہ وہ شاہی
 فوج کا مقابلہ کرتا۔ اس لئے وہ گرفتار ہووا۔
 اور اُس کو قلعہ لنڈن میں قید کر دیا گیا۔
 اس کے تھوڑے عرصے بعد وہ قید سے بھاگنے
 کے جرم میں موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ اس
 ناکامی کے بعد پھولوں کی لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔
 اور اب کوئی بھی ایسا باقی نہ رہا۔ جو ہنری ہفتم
 کے مقابلہ میں دعوے تخت و تاج کرتا +

ہنری کی اولاد
 کی شادیاں +
 ہنری نے اپنی اولاد کی صاحب
 اقتدار بادشاہوں کے ہاں شادیاں
 کر کے اپنی طاقت کو زیادہ مستحکم کرنے کی کوشش
 کی۔ اس وقت تمام یورپ میں سب سے طاقتور
 فرڈیننڈ شاہ ہسپانیہ تھا۔ ہنری ہفتم نے اپنے
 ولی عہد سلطنت شاہزادہ آرٹھر کی شادی فرڈیننڈ
 کی لڑکی کتھرائن شاہزادی اراگاون سے کی۔
 لیکن ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ شاہزادہ
 آرٹھر کا انتقال ہو گیا۔ اور اُس کا چھوٹا بھائی
 ہنری ولی عہد سلطنت ہوا۔ ہنری کو اس ہسپانوی

شادی کا اس قدر پاس تھا۔ کہ اُس نے نئے
ولی عہد سلطنت ہنری کے ساتھ کتھرائن کی شادی
کا انتظام کر لیا۔ اس طرح سے بادشاہ نے
اس مال و دولت کو جو کتھرائن بطور حیر سپین
سے اپنے ہمراہ لائی تھی۔ اپنے پاس ہی رکھ
لیا۔ علاوہ انہیں اس طرز عمل سے اُس نے
کتھرائن کے باپ کے ساتھ اپنی دوستی بھی
قائم رکھی *۔

ہنری نے اپنی سب سے بڑی لڑکی مارگریٹ
کی شادی جیمس چہارم شاہ اسکاٹ لینڈ سے کی۔
اُس کا یہ خیال تھا۔ کہ اس طریق سے اہل
انگلستان اور اہل اسکاٹ لینڈ میں لڑائی کی
جگہ رابطہ محبت قائم ہو جائیگا۔ پہلے پہل تو
اُس کی یہ اُمید بر نہ آئی۔ لیکن سو سال
بعد جیمس چہارم اور مارگریٹ کا پرپوتا انگلستان اور
اسکاٹ لینڈ کا بادشاہ ہوا *۔

کس طرح سے ہنری ہفتم
نے اپنے شاہی اقتدار کو
ترقی دی *۔

ہنری دولت کا شیدائی
تھا۔ اس کی رعایا نے
مصنوعوں سے رنجیدہ تھی۔
لیکن بادشاہ نے اپنی دولت کا نہایت عقلمندانہ
طور سے استعمال کیا۔ اس نے ملک میں عہد انتظام

کیا۔ بڑے بڑے ایڑا بھی اس کی اطاعت کرتے تھے۔ اب تک تو امرا صرف اپنی مرضی کے مالک تھے۔ پھولوں کی لڑائیاں اُن کی آپس کی خانہ جنگی کا نتیجہ تھیں۔ لیکن ہنری نے انصاف کی ایک عدالت قائم کی۔ جس کو اسٹار چیمبر کہتے تھے۔ کیونکہ کمرہ عدالت کی پچھت میں ستاروں کے نقشہ جات تھے۔ امرا کو قابو میں رکھنا اور اُن کو قانون کے احترام کرنے پر مجبور کرنا اسی عدالت کا کام تھا۔ ہنری نے اس طرح سے اُمرا کا ناطقہ بند کر دیا۔ اس طرح وہ اپنے پیش روؤں سے بہت زیادہ طاقتور ہو گیا۔

باب ۱۵

ہنری ہشتم Henry VIII ۱۵۰۹ء سے ۱۵۴۷ء
چیدہ چیدہ اشخاص :-

ہنری ہشتم کی چھ بیویاں۔ کتھرائن ارگان
Catharine of Aragon این بولین Anne Boleyn جین
سیمور (Jane Seymour) این کلیوز Anne of Cleves

کتھرائن ہاورڈ Catharine Howard کتھرائن پار

+ Catharine Parr

ہنری کے تین بچے، - میری Mary (الزبتھ Elizabeth

ایڈورڈ Edward + کارڈنیل ولزے Cardinal Wolsey

سر ٹامس مور Sir Thomas More ٹامس کرامول

Thomas Cromwell آرچ بشپ گریمر Archbishop Cranmer

جیمس چہارم شاہ اسکاٹ لینڈ - پوپ کلیمنٹ ہفتم

+ Martin Luther پوپ مارٹن لوٹھر Pope Clement VII

چیدہ چیدہ تارتخیں :-

۱۵۵۹ء - ہنری ہشتم کی تخت نشینی +

۱۵۱۳ء - فلڈن فیلڈ (Flodder Field) کی لڑائی +

۱۵۱۷ء - لوٹھر کے اصلاح مذہب (Reformation)

کا آغاز +

۱۵۲۹ء - ولزے کا زوال +

۱۵۳۴ء - انگلستان میں پوپ کی طاقت کا خاتمہ +

۱۵۳۵ء - سر ٹامس مور کا قتل +

۱۵۴۰ء - کرامول کا قتل +

۱۵۴۷ء - ہنری کی وفات +

ہنری پرنس او ویلز اب ہنری

ہشتم کے نام سے تخت نشین ہوا -

اس کو اپنے باپ کی طرح تخت و تاج حاصل

ہنری ہشتم کا

چال چلن +

کرنے کے لئے کوئی لڑائی لڑنی نہ پڑی۔ تمام
انگریزوں نے متفقہ طور سے اس کو اپنا بادشاہ
تسلیم کر لیا۔ اسی وجہ سے وہ سرودل باپ
سے زیادہ جری اور زیادہ بے پرواہ تھا۔ وہ
بہت خوبصورت تھا۔ اعلیٰ لباس پہنتا۔ اور اپنی
دل بستگی کے سامان نہایت شاندار طریق سے
جھپا کرتا تھا۔ اُس نے اپنے دل فریب طریقوں
سے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیا۔ لیکن بعد
میں یہ ہوشیار نوجوان بادشاہ سخت مزاج اور ظالم
ہو گیا۔ تاہم باوجود اپنے تمام نقائص کے اُس
نے انگلستان کے لئے نہایت شاندار کام کیا۔

کارڈنیل ولزے ہنری اپنے وقت کا اکثر حصہ
تفریح طبع میں صرف کرتا تھا۔ لیکن وہ حکومت
کو سب چیزوں سے افضل خیال کرتا تھا۔ اور
نہایت جانفشانی سے حکومت کا کام سرانجام دیتا
تھا۔ اپنے بڑے بڑے منصوبوں کی تکمیل کے
لئے اس کو ہوشیار کارکنوں کی ضرورت تھی۔
آخر کار اُس کو اپنے حسب منشا ایک نوجوان پادری
ٹامس ولزے مل گیا۔ جو علاقہ سفوک کے ایک
شہر ایسوج کے ایک سوداگر کا لڑکا تھا۔ ولزے
بادشاہ کی نظر لطف و کرم سے سلطنت اور کلیسہ

کے اعلیٰ مراتب پر مقرر ہوا۔ وہ بتدریج یارک
کا آرچ بشپ۔ رومن کیتھولک کلیسہ کا کارڈنیل
اور انگلستان میں پوپ کا نمائندہ مقرر ہوا۔
اس کے علاوہ وہ انگلستان کا لارڈ چنسلر اور
وزیر اعظم بھی تھا۔ وہ اس قدر مالدار تھا۔
اور اس تزک و شان سے رہتا تھا۔ کہ بڑے
بڑے امرا کو مات کرتا تھا۔ اگرچہ وہ امرا سے
نخوت سے پیش آتا تھا۔ لیکن وہ غربا سے
ہمیشہ ہی مہربانی کا سلوک کرتا تھا۔ اس نے
اسکولوں اور کالجوں کی تعمیر میں بہت سا روپیہ
خرچ کیا +

ولزے انگلستان کی عظمت
کو یورپ میں دوبارہ قائم
کرتا ہے +

سرتوڑ کوشش کی۔ اس کی وزارت کے دوران
میں ہنری دو دفعہ فرانس کے برخلاف جنگ
کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن ان جنگوں میں اس
کو کچھ نمایاں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ ہنری نے
اہل اسکاٹ لینڈ سے بھی جنگ کی۔ اور اپنی
بہن کے خاوند جیمس چہارم شاہ اسکاٹ لینڈ کو
شکست فاش دی۔ ۱۵۱۳ء میں اسکاٹ لینڈ کے بادشاہ

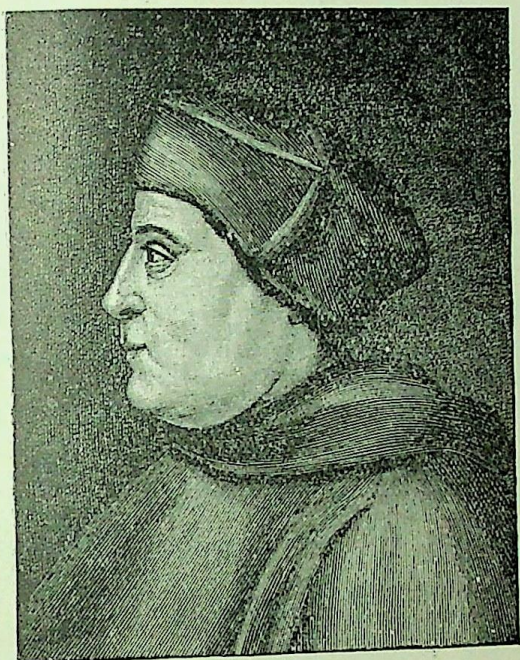
نے انگلستان پر حملہ کیا۔ لیکن اس کو فلڈن فیلڈ
کی لڑائی میں شکست ہوئی۔ اور وہ مارا گیا۔ اُس
کے بعد اہل اسکاٹ لینڈ نے مدت طویل تک
ہنری کو کوئی تکلیف نہ دی +

کتھرائن ارگان
کی طلاق +

ہم دیکھ چکے ہیں۔ کہ ہنری نے
اپنے بھائی ارکھر کی بیوہ کتھرائن سے
شادی کی تھی۔ لیکن اب ہنری اُس سے اکتا
گیا۔ اور لیڈی این بولین کا عاشق زار ہو گیا۔
اُس نے اب یہ کہنا شروع کیا۔ کہ اس کا
ضمیر اُس کو اپنے بھائی کی بیوہ سے شادی کرنے
کے لئے ملامت کرتا ہے۔ اور ایسی شادی قانون
کلیسہ کے خلاف بھی ہے۔ لیکن پوپ نے ہنری
اور کتھرائن کی شادی کو اس قانون سے مستثنیٰ
کر دیا تھا۔ ہنری نے اب یہ کہنا شروع کر دیا۔
کہ پوپ کو بھی اس قانون کو معطل کرنے کا
کوئی اختیار نہیں تھا۔ اس لئے اُس نے ایک
دوسرے پوپ کلیمنٹ ہفتم سے استدعا کی۔ کہ وہ
اس بات کا اعلان کر دے۔ کہ ہنری اور کتھرائن
کی شادی قانوناً اور مذہباً ناجائز ہے۔ کلیمنٹ
ہنری کی استدعا کو منظور کرنے کے لئے بالکل تیار
نہیں تھا۔ لیکن وہ ایسے زبردست بادشاہ کو



King Henry VIII.



Cardinal Wolsey.

ناراض بھی کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے ولزے اور ایک دوسرے کارڈنیل کو اس مقدمہ کا انگلستان میں فیصلہ کرنے کے لئے مقرر کیا۔ تاکہ وہ اس بات کا تصفیہ کریں کہ آیا ہنری اور کتھرائن کی شادی باضابطہ تھی یا نہیں۔ ہنری کو یقین کامل تھا کہ ولزے اس شادی کو خلاف قانون کلیسہ قرار دیگا۔ لیکن پوپ نے ولزے کو اس فیصلے کا موقعہ ہی نہ دیا۔ پیشتر اس کے کہ مقدمہ کا فیصلہ ہو۔ کلیمنٹ نے یہ حکم جاری کیا۔ کہ مقدمہ از سر نو روم میں شروع کیا جائے۔

ولزے کا زوال + ہنری پوپ اور ولزے سے سخت ناراض تھا۔ پوپ تو اُس کے ضرر سے محفوظ تھا۔ لیکن ولزے پر جلدی ہی اُس کے نعشے کا نزلہ گرا۔ ۱۵۲۹ء میں ولزے کو تمام عہدوں سے محروم کر کے اس کو صرف آرچ بشپ ہی رہنے دیا گیا۔ جب موسم سرما آیا۔ تو اس کو بغاوت کے جرم کی پاداش میں یک نخت لنڈن میں طلب کیا گیا۔ ولزے کا راستہ میں ہی دم نکل گیا۔ اس طرح سے وہ ہنری کے انتقام سے بچ گیا۔

ریفارمیشن - اصلاح

مذہب *

ہنری اب دوسرے ذرائع سے اپنی شادی کو خلاف قانون قرار دلانا چاہتا تھا۔ اب تک تو اُس کے اور پوپوں کے درمیان رابطہ اتحاد قائم تھا۔ اور اُس نے پوپوں کی اُن کے دشمنوں کے خلاف امداد بھی کی تھی۔ صدیوں سے تمام یورپ پوپ کو عیسائی کلیسہ کا افسر اعلیٰ خیال کرتا رہا تھا۔ لیکن ۱۵۱۷ء میں ایک جرمن جس کا نام مارٹن لوتھر تھا۔ اُس نے پوپ کے اقتدار کے خلاف وعظ کرنا شروع کیا۔ اور مذہب میں کئی ایک اہم تبدیلیاں بھی کیں۔ یہ ریفارمیشن یا اصلاح مذہب کی ابتدا تھی۔ جس نے یورپ کو مختلف کلیساؤں میں تقسیم کر دیا۔ لوتھر اور اُس کے معتقدوں کو پراٹسٹنٹ کہتے تھے۔ کیونکہ وہ پوپ پر اعتراض کرتے تھے۔ اور جو لوگ ابھی تک پوپ کے پیرو تھے۔ اُن کو رومن کیتھولک کہتے تھے۔ پراٹسٹنٹوں کا زور اب شمالی یورپ میں بڑھ رہا تھا۔ اور وہ پوپ کے لئے سوہان روح ثابت ہو رہے تھے۔ اب تک تو ہنری اور اہل انگلستان پوپ کے حامی تھے۔ اور لوتھر کے خلاف۔ لیکن جب پوپ نے ہنری کی خواہش

کے مطابق کام کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس سے
صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ اب ان دونوں میں
ضرور جھگڑا ہو جائیگا۔

ہنری ہشتم انگلستان میں
پوپ کی طاقت کا خاتمہ
کر دیتا ہے۔

ہنری کو اب معلوم ہو
گیا۔ کہ کلیمنٹ ہفتم نے
ملکہ کتھرائن کو ہنری سے
الگ نہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ اس
لئے ہنری نے بھی یہ ارادہ کر لیا کہ وہ اس
مسئلہ کو پوپ کے ہاتھ سے نکال لے۔ اس
نے پارلیمنٹ کو ایسا قانون پاس کرنے کی ترغیب
دی۔ جس کا منشا یہ تھا۔ کہ انگلستان میں پوپ
کا کوئی اقتدار نہیں ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔
کہ ملکہ کے مقدمہ کی سماعت پوپ کی عدالت
واقعہ روم میں نہ ہوگی۔ بلکہ اُس کی سماعت
کنٹربری کے لاٹ پادری کی عدالت میں ہوگی۔
اس وقت آرچ بشپ رلاٹ پادری (ٹامس کرینمر
تھا۔ وہ کمزور دل تھا۔ اور یہ یقینی امر تھا۔
کہ وہ بادشاہ کی حسب مرضی ہی فیصلہ کریگا۔
کرینمر نے جلدی ہی یہ اعلان کر دیا۔ کہ ہنری
کی شادی کتھرائن سے ناجائز تھی۔ ہنری نے
اب فوراً ہی این بولین سے شادی کر لی۔ اور

پارلیمنٹ نے جلدی ہی یہ قانون بھی پاس کر دیا۔
 کہ ہنری انگلستان کے کلیسے کا سب سے بڑا حاکم
 ہے۔ اس کو ایکٹ او سپریمیسی (Act of Supremacy)
 (قانون فوقیت) کہتے ہیں۔ یہ قانون ۱۵۳۴ء میں پاس
 ہوا۔ یہ آخری قانون تھا۔ جس نے پوپ کے
 اقتدار کو انگلستان میں ملبیا میٹ کر دیا۔

سرٹامس مور
 کا قتل +
 ہنری نے اپنی رعایا کو یہ حکم دیا
 کہ وہ این بولین کو اُس کی باضابطہ
 ملکہ اور اس کو کلیسے کا سب سے اعلیٰ حاکم تسلیم
 کریں اور جو لوگ ان دونو باتوں کے ماننے اور
 اعلان کرنے سے انکار کریں۔ اُن کو غدار تصور
 کر کے موت کے گھاٹ اُتارا جائے۔ لیکن ہنری
 کے ڈر کے مارے کوئی شخص بھی علانیہ بادشاہ
 کی مخالفت کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔
 چند ایک آدمیوں نے بادشاہ کی خواہشات کو
 روکنے کی جرأت کی۔ ان سب میں سے مشہور
 سرٹامس مور تھا۔ جو ایک بہت بڑا عالم اور
 نیک آدمی تھا۔ وہ ایک مشہور وکیل اور مصنف
 بھی تھا۔ جب ولزے کو لارڈ چنسلر کے عہدہ
 سے برطرف کر دیا گیا تھا۔ تو ہنری نے اس کو
 ولزے کا جانشین مقرر کیا تھا۔ لیکن نیا چنسلر

بادشاہ کی حرکات سے اس قدر متنفر ہوا کہ وہ اس عہدے سے ہی مستعفی ہو گیا۔ اس کے بعد ہی ہنری نے اُس کو حکم دیا کہ وہ این یولین کا حامی اور پوپ کا مخالف ہو جائے۔ لیکن مور نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مور کو باغی کی طرح موت کی سزا دی گئی۔ ۱۵۳۵ء میں قلعہ لنڈن کے باہر قلعہ کی پہاڑی پر اُس کا سر الگ کیا گیا۔ مور کا جو حشر ہوا۔ اُس سے کم ہمت والے آدمی اس قدر ڈر گئے کہ وہ خو خوار بادشاہ کی اطاعت کرنے لگے۔

خانقاہوں کی تباہی:۔ ہنری نے پرانے کلیسے پر ایک اور کاری ضرب لگائی۔ اگسٹائن کے وقت سے کئی ایک انگریز عورتوں اور مردوں نے جو مذہبی نقطہ خیال کے تھے۔ اس دنیا کو مذہب کی خاطر چھوڑ دینے کی قسم اٹھائی تھی۔ ان کو راہب اور راہبہ کہتے تھے اور جن گھروں میں وہ رہتے تھے۔ اُن کو خانقاہیں کہتے تھے۔ ان میں وہ نہایت پرہیزگارانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کو شادی کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ اور نہ ہی اُن کی کوئی ذاتی املاک

ہوتی تھیں۔ اُن کو خانقاہوں اور اپنے طبقہ
 کے قوانین کو ماننا پڑتا تھا۔ وہ نہایت ہی
 معمولی خوراک کھاتے اور اپنی زندگی کو عبادت
 اور غور و فکر میں بسر کرتے تھے۔ زمانہ
 سلف میں بہت سے نیک اور مقدس آدمی
 راہب ہو گئے تھے۔ ان میں سے کئی ایک
 تاریخ میں بہت مشہور ہیں۔ مثلاً اُن راہبوں
 سے جو کنٹربری کے لاط پادری ہوئے۔ اُن
 میں اگسٹائن۔ ڈنسٹن اور انسلم تھے۔ لیکن
 راہبوں کی عظمت کا زمانہ گزر چکا تھا۔ اب
 تو کئی ایک لا اُبالی اور شریر راہب بھی تھے۔
 کئی خانقاہیں دولت سے مالا مال تھیں۔ اور
 راہب سست اور فضول خرچ تھے۔ اس لئے
 لوگ راہبوں کا پہلے کی طرح احترام نہیں کرتے
 تھے۔ ہنری نے اب یہ خیال کیا۔ کہ اگر وہ
 خانقاہوں کا خاتمہ کر دے تو اُن کی زمینوں اور
 زر و مال پر خود قابض ہو جائیگا۔ اور یہ ایک
 نہایت عمدہ طریقہ دولت جمع کرنے کا ہوگا۔
 اس نے اس کام کو سرانجام دینے کے لئے
 ولزے کے پُرانے ملازم ٹامس کرامول کو طلب
 کیا۔ کرامول چالاک اور خود غرض تھا۔ اس کو

سوائے اپنے اور اپنے مالک کے کسی اور سے
غرض نہیں تھی۔ اس کو جلدی ہی خاتقا ہوں
کو تباہ کرنے کے لئے کئی ایک وجوہات مل
گئیں۔ ۱۵۳۶ء میں اُس نے پھولی خاتقا ہوں کا
خاتمہ کرنا شروع کیا۔ تین سال کے عرصے میں
وہ اُن سے فارغ ہو گیا۔ راہبوں کی جائداد
کا کچھ حصہ تو کلیسہ کے ہاتھ آیا۔ لیکن اکثر
حصہ بادشاہ کے قبضے میں آ گیا۔ ہنری نے
اس روپیہ کا کچھ حصہ تو جہازوں کی تعمیر
اور ملک کی حفاظت میں صرف کیا۔ لیکن اس
کا کثیر حصہ اُس نے وزیروں اور منظور نظر
لوگوں کو عطا کر دیا۔ اور کچھ سالوں کے بعد وہ
پہلے کی طرح غریب ہی رہ گیا۔

انگریزی زبان
میں بائبل +
کراموں نے ہنری کو مذہب
میں اور تبدیلیاں کرنے پر بھی
رضامند کر لیا۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ بادشاہ
بھی لوٹھر کی طرح آہستہ آہستہ پراٹسٹنٹ ہو جائیگا
اُس نے بائبل کا لاطینی زبان سے انگریزی میں
ترجمہ کرا دیا۔ اور بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ اس
بائبل کی ایک کاپی ہر ایک محلہ کے گرجے کے
لئے خریدی جائے۔ جہاں وہ ہر وقت کھلی رہا

کرے۔ تاکہ ہر ایک شخص اُس کا مطالعہ کر سکے +

این او کلیوز اور کرامول کا زوال +

ولز نے کی طرح کرامول پر بھی بادشاہ کی نظر عنایت ہمیشہ نہ رہی۔ ہنری تبدیلیاں کرتے کرتے اکتا گیا۔ اس نے کرامول پر یہ الزام عاید کیا۔ کہ وہ پراسٹنٹوں کا بہت گہرا دوست اور حامی ہے۔ کنفریشن کی طلاق کے بعد بادشاہ نے متعدد شادیاں کی تھیں۔ وہ جلدی ہی این بولین سے متنفر ہو گیا۔ اور اُس کو قتل کر ڈالا۔ اُس کے بعد فوراً ہی اُس نے جین سیمور سے شادی کر لی۔ یہ ملکہ ہنری کے اکلوتے بیٹے ایڈورڈ ششم کی ماں تھی۔ لیکن وہ ایڈورڈ کی پیدائش کے بعد ہی فوت ہو گئی۔ اس کے بعد کرامول نے بادشاہ کو ایک جرمن شاہزادی جس کا نام این او کلیوز تھا۔ شادی کرنے کی ترغیب دی۔ کرامول کا اس شادی سے یہ مدعا تھا۔ کہ ہنری کے جرمن پراسٹنٹ فرقہ سے دوستانہ تعلقات قائم ہو جائیں۔ لیکن ہنری کو یہ معلوم ہو گیا۔ کہ این بد صورت اور عقل سے بے بہرہ ہے۔ اس لئے اس کو فوراً الگ کر دیا۔ اس کے

غصے کا شکار کہ امول ہٹوا۔ کیونکہ اُس نے ہی شادی کی سلسلہ جنبانی کی تھی۔ ۱۵۴۵ء میں بادشاہ نے کہ امول پر بغاوت کا الزام لگا کہ اس کا سر قلم کر دیا۔

ہنری ہشتم کی سلطنت کا خاتمہ: اس کے بعد فوراً ہی بادشاہ نے کتھرائن ہاورڈ سے جو این بولین کی رشتہ دار تھی۔ پانچویں شادی کی لیکن این بولین کی طرح جلدی ہی اس کا بھی سر قلم کر دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بیوہ کتھرائن پار سے چھٹی شادی کی۔ وہ دوسری بیویوں سے یا تو زیادہ عاقبت اندیش تھی یا زیادہ خوش قسمت کیونکہ وہ اپنے خاوند کی وفات کے بعد بھی زندہ رہی۔ اس میں کلام نہیں۔ کہ ہنری کی چھ بیویوں میں سے اکثر اچھی عورتیں نہیں تھیں۔ لیکن جو خطرناک واقعات شاہی خاندان میں ہوتے تھے۔ اُن میں سراسر قصور بادشاہ کا تھا۔ جوں جوں وہ معمر ہوتا گیا۔ توں توں وہ زیادہ وحشی مزاج ہوتا گیا۔ اب وہ کلیسہ میں اہم تبدیلیاں نہیں کرتا تھا۔ لیکن اُس کو اب یہ یقین ہو گیا کہ اُس نے رومن کیتھولک اور پراسٹنٹ مذہبوں میں ایک درمیانی راستہ معلوم کر لیا ہے۔ اور وہ

یہ کوشش کرتا تھا۔ کہ جو کچھ اس کا اپنا نقطہ
 خیال ہو۔ وہی دوسروں کا بھی نقطہ خیال ہو۔
 اور جو لوگ بادشاہ کے نقش قدم پر نہیں چلتے
 تھے۔ اُن کو وحشیانہ سزائیں دی جاتی تھیں۔
 ہنری پراسٹنٹوں کو زندہ جلاتا تھا۔ کیونکہ وہ
 اُن کو ملحد سمجھتا تھا۔ یا عقاید باطلہ کے معلم۔
 رومن کتھولکوں کو وہ باغی خیال کر کے اُن کا
 سر قلم کرتا تھا۔ کیونکہ اس کا مقولہ تھا کہ جو
 لوگ اُس کو کلیسہ کا افسر اعلیٰ تسلیم نہیں کرتے
 وہ کس طرح وفادار ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ وہ
 ظالم اور بے رحم تھا۔ پھر بھی اُس نے انگلستان
 میں امن و امان قائم کیا۔ جب ۱۵۴۷ء میں
 اُس نے وفات پائی۔ تو انگلستان کے باشندے
 پھر مصائب میں گرفتار ہو گئے۔ اور وہ افسوس
 کرتے تھے کہ تند خو بادشاہ بفقید حیات نہیں
 ہے۔ ورنہ وہ سب لوگوں کو اطاعت پر مجبور
 کر لیتا +

ہنری ہشتم کی

اولاد +

ہنری ہشتم کے تین بچے تھے۔
 اُن میں سے بڑی دو لڑکیاں
 تھیں۔ پہلی لڑکی میری کتھرائن کے بطن سے
 تھی۔ دوسری الزبتھ تھی۔ جو این بولین کی لڑکی

تھی۔ تیسرا لڑکا اس کا اکلوتا بیٹا ایڈورڈ دہلی عہد سلطنت تھا۔ یہ جین سیمور کے بطن سے تھا۔ اور اپنے والد کی وفات کے بعد وہی ایڈورڈ ششم ہوا۔

باب ۱۶

ایڈورڈ ششم (Edward VI) ۱۵۴۷ء سے ۱۵۵۳ء
میری (Mary) ۱۵۵۳ء سے ۱۵۵۸ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

مدار المہام سمرسٹ (The Protector Somerset) نارٹھمبر لینڈ

کا ڈیوک (The Duke of Northumberland) - لیڈی

جین گری (Lady Jane Grey) لارڈ گلفورڈ ڈڈلی

(Phillip II) فلپ ثانی (Lord Guilford Dudley)

شاہ اسپین - لارڈ پادری کرنمر Archbishop Cranmer

چیدہ چیدہ تاراجیں :-

۱۵۴۷ء - ایڈورڈ کی تخت نشینی

۱۵۴۹ء - انگریزی زبان میں کتاب دعا کی

ترتیب +

۱۵۴۹ء - نارقمبر لینڈ سمرسٹ کو حکومت سے

بر طرف کر دیتا ہے *

۱۵۵۳ء - میری کی تخت نشینی *

۱۵۵۵ء - میری کی وفات *

سمرسٹ اور انگریزی	ایڈورڈ ششم صرف چھ سال
کی کتاب دعا *	کا تھا۔ اس لئے وہ خود حکومت

نہیں کر سکتا تھا۔ اسی وجہ سے ایڈورڈ سیمور
ڈیوک او سمرسٹ جو اس کا ماموں تھا۔ مدر المہام
مقرر کیا گیا۔ وہ اپنے بھانجے کی طرف سے حکومت
کرتا تھا۔ سمرسٹ اصلاح مذہب کا دلدادہ تھا۔
اُس نے کلیسہ میں تبدیلیاں شروع کر دیں۔
اب تک تمام نمازیں گرجوں میں لاطینی زبان میں
پڑھی جاتی تھیں۔ لیکن ریفارمرز (مصلح) اور
پراسٹنٹوں کو یہ یقین تھا۔ کہ نمازیں زبان انگریزی
میں ادا ہونی چاہئیں کیونکہ لوگ اپنی مادری زبان
کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ اور صرف تعلیم یافتہ
طبقہ ہی لاطینی زبان کو سمجھ سکتا تھا۔ سمرسٹ
کا یہی راسخ اعتقاد تھا۔ اور آرج بشپ کہ پھر
بھی سمرسٹ سے متفق رائے تھا۔ اس لئے اُس
نے کتاب دعا کو انگریزی زبان میں ترجمہ کر دیا۔
اور اس میں اس طرح سے ترمیم کی کہ وہ مذہب

کے خیالات جدیدہ کے مطابق ہو جائے۔ ۱۵۴۶ء میں
 میں اس نے یہ کام ختم کیا۔ اور پارلیمنٹ نے
 یہ قانون پاس کر دیا۔ کہ اس کے بعد ہر ایک
 گرجا میں مٹی کتاب دعا پڑھی جائے جائے۔ جس
 کا نام اب عام دعا کی کتاب تھا۔

نارتھمبر لینڈ سمرسٹ
 کو حکومت سے محروم
 کرتا ہے۔

سمرسٹ وہی کرنا چاہتا تھا۔
 جس کو وہ درست خیال کرتا
 تھا۔ لیکن کئی ایک وزیر خود
 غرض تھے۔ جن کا مقصد صرف یہی تھا۔
 کہ وہ خود مالا مال ہو جائیں۔ وہ انگلستان پر بُری
 طرح سے حکومت کرتے تھے۔ اور نہ کر نیمرا اور
 نہ ہی سمرسٹ میں اس قدر طاقت تھی۔ کہ ان
 کو زیر اقتدار رکھ سکیں۔ آخر کار ۱۵۴۹ء میں
 لوگوں نے علم بغاوت بلند کیا۔ سمرسٹ اپنی کمزوری
 کی وجہ سے اس بغاوت کو فرو نہیں کر سکتا تھا۔
 اس لئے وہ حکومت سے بر طرف کیا گیا۔ اُس
 کی جگہ جان ڈڈ لے نارتھمبر لینڈ کا ڈپوک انگلستان
 کا حاکم ہوا۔ وہ سمرسٹ سے بھی بہت بُرا تھا۔
 لیکن اس سے زیادہ مستقل مزاج اور مضبوط دل
 والا تھا۔ اس لئے وہ حکومت انگلستان کے زیادہ
 اہل تھا۔ لیکن وہ اس قدر خود غرض تھا۔ کہ وہ

صرف اپنے اور اپنے خاندان کے لئے بھلائی کی
تجاویز سوچتا رہتا تھا۔ اور ملک اور بادشاہ کا
اُس کو کچھ بھی خیال نہیں تھا۔ اُس نے اپنے
آپ کو نہایت راسخ الاعتقاد پراسٹنٹ ظاہر کیا۔
اس لئے اس نے مذہب میں اور زیادہ تبدیلیاں
کیں۔ اور زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا۔ کہ اس
نے سمرسٹ کو مروا ڈالا۔

ایڈورڈ ششم کی وفات	ایڈورڈ ششم سنجیدہ اور
اور لیڈی جین گرے کو	سوچ بچا کرنے والا لڑکا تھا۔
ملکہ بنانے کی کوشش۔	اور سرگرم پراسٹنٹ تھا۔

لیکن اس کی صحت خراب تھی۔ اور اس کو یہ
بھی معلوم تھا۔ کہ اُس کی زندگی چند روزہ
ہے۔ اس کے لئے یہ سوہان روح تھا۔ کہ اس
کی وفات کے بعد اُس کی بڑی بہن میری ملکہ
انگلستان ہوگی۔ وہ اپنی مان کتھرائن کی طرح نئے
مذہب کی دوست نہیں تھی۔ اور ایڈورڈ کو یہ اندیشہ
لاحق ہوا۔ کہ اس کی موت کے بعد میری پراسٹنٹ
مذہب کا خاتمہ کر دیگی۔ نارنتمبر لینڈ کو یہ بھی
خوشہ تھا۔ کہ بادشاہ کی وفات کے ساتھ ہی اُس
کی حکومت کا بھی خاتمہ ہو جائیگا۔ اس لئے اُس
نے ایڈورڈ کو اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ وہ اپنی

دونو بہنوں کو تاج و تخت سے محروم کر کے یہ
 وصیت کر دے۔ کہ اُس کی وفات کے بعد اُس کی
 پھوپھی زاد بہن لیڈی جین ملکہ انگلستان ہو۔ نارٹھمبر
 لینڈ نے یہ تجویز اس لئے کی تھی۔ کہ لیڈی جین
 کی اُس کے ایک لڑکے لارڈ گلفورڈ ڈوٹی سے شادی
 ہوئی تھی۔ لیکن کوئی شخص یہ نہیں چاہتا تھا۔
 کہ نارٹھمبر لینڈ اپنے لڑکے کی ولن کے ذریعے
 انگلستان پر حکومت کرتا رہے۔ ہر ایک شخص کا
 یہ یقین تھا کہ ہنری کی لڑکیوں کا حق ملکہ انگلستان
 بننے کے لئے لیڈی جین گرے سے فائق ہے۔ جو کہ
 اُس کی بہن کی پوتی تھی۔ جب ۱۵۵۳ء میں
 ایڈورڈ کا انتقال ہوا۔ تو نارٹھمبر لینڈ نے لیڈی جین
 گرے کو ملکہ بنانا چاہا۔ لیکن پراسٹنٹوں نے
 بھی اُس کی حمایت نہ کی۔ لیڈی جین گرے
 نہایت نیک اور خدا پرست لڑکی تھی۔ اور اس
 کا انجام اچھا ہونا چاہئے تھا۔ لیکن وہ نارٹھمبر
 لینڈ کی حرص و ہوا کا شکار ہو گئی۔ اس نے
 صرف دس دن ہی حکومت کی *

اب ایڈورڈ کی سب سے

بڑی بہن میری ملکہ انگلستان

ہوئی۔ اس زمانہ کے طرز عمل کے مطابق میری

میری ٹیوڈر (Mary Tudor)

ملکہ انگلستان *

نے نارتھمبر لینڈ لیڈی جین گرے اور اُس کے خاوند
 کو مروا ڈالا۔ ڈیوک تو اسی موت کا سزاوار تھا۔
 لیکن ہم کو اُس معصوم لڑکے اور لڑکی کا دلی
 رنج ہے۔ جو نارتھمبر لینڈ کی حرص و ہوا کا شکار
 ہو گئے۔ میری کتھرائن کی حقیقی معنوں میں لڑکی
 تھی۔ اور اُس کو اُن تبدیلیوں سے نفرت تھی۔
 جو اُس کے باپ اور بھائی نے مذہب میں کی
 کیں تھیں۔ اُس نے پراسٹنٹ پادریوں کو نکال دیا۔
 یا اُن کو قید خانے میں ڈال دیا۔ زیادہ عرصہ نہیں
 ہووا تھا۔ کہ اُس نے عام دعا کی کتاب کو بھی
 منسوخ کر دیا۔ اور پھر لاطینی زبان میں نماز جاری
 کر دی۔ وہ اس سے بھی مطمئن نہ ہوئی۔ اور
 پارلیمنٹ کو انگلستان میں یوپ کا اقتدار دوبارہ
 قائم کرنے کی ترغیب دی۔ اس طرح سے کلیسہ
 کی پرانی حالت دوبارہ قائم ہو گئی۔ لیکن خائف ہیں
 قائم نہ ہو سکیں۔ امرانے راہبوں کی بہت سی
 زمینوں پر قبضہ کر لیا تھا اور وہ اب اُن کے
 چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ اس لئے
 ملکہ میری کو بھی اُن کی خواہشات کے
 برخلاف عمل پیرا ہونے کی جرأت
 نہ ہوئی۔

ملکہ میری کی فلپ
شاہی شاہ اسپین سے
شادی +

اب پھر حالات ویسے ہی
ہو گئے۔ جیسے اس وقت تھے۔
جب ہنری نے میری کی والدہ کو
طلاق نہیں دی تھی۔ لیکن میری نے صرف مذہب
میں ہی اپنے پُرانے طریقوں کی طرف مراجعت نہ
کی۔ بلکہ اس نے اسپین سے بھی دوستانہ تعلقات
قائم کر لئے۔ جو اُس کی والدہ کا وطن تھا۔ اور
اپنے ماموں زاد بھائی فلپ شاہ اسپین سے جو اس
وقت یورپ میں سب سے طاقتور بادشاہ تھا۔ اور
پوپ کا مددگار تھا۔ شادی کر لی۔ اپنے خاوند کی
خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اُس نے فرانس
کے برخلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ اس جنگ کے
دوران میں فرانسیسوں نے کیلے کو بھی فتح کر لیا۔ جو
ایڈورڈ سوم کے وقت سے انگریزوں کے قبضہ اقتدار
میں تھا۔ میری کو کیلے کے ہاتھ سے نکل جانے
کا اس قدر صدمہ ہوا۔ کہ وہ کہتی تھی۔ کہ جب
میں مر جاؤں گی تو کیلے میرے دل پر لکھا ہوگا۔
کئی اور باتیں بھی تھیں۔ جنہوں نے اُس کی
زندگی کو تلخ کر دیا تھا۔ فلپ شاہ اسپین نے
اس سے نہایت بُرا سلوک کیا۔ اور اس کو یہ
بھی معلوم ہو گیا۔ کہ باوجودیکہ اُس نے پرائیونٹ

لوگوں کی بیچ کنی کی سرتوڑ کوشش کی۔ لیکن پھر بھی وہ طاقتور ہی رہے۔

پرائسٹنٹ شہدا آج کل ہر ایک شخص اپنا عقیدہ علحدہ رکھ سکتا ہے۔ اور خداوند کریم کی عبادت بھی اپنے حسب منشا کر سکتا ہے۔ لیکن اوائل زمانہ میں یہ حالت نہیں تھی۔ اور ملکہ میری کے زمانے میں ہر ایک آدمی کو یہ یقین تھا۔ کہ یہ بادشاہ یا ملکہ کا فرض عین ہے۔ کہ وہ اُن مذاہب کی بیچ کنی کریں۔ جن سے وہ متفق نہیں تھے۔ ہنری ہشتم نے پرائسٹنٹوں کو زندہ جلا دیا تھا۔ اور رومن کتھولکوں کو تلوار کے گھاٹ اُتارا تھا۔ ایڈورڈ ششم نے بھی کچھ آدمیوں کو اُن کے مذہب کی خاطر مروا ڈالا تھا۔ میری نے بھی وہی رستہ اختیار کیا۔ وہ اس معاملہ میں بہت سرگرم تھی۔ اس کا یہ یقین تھا۔ کہ پرائسٹنٹ مذہب کی بیچ کنی کر کے وہ خدائی کام کر رہی ہے۔ اس کے عہد حکومت میں تین سو پرائسٹنٹ زندہ جلا دیے گئے۔ آرچ بشپ کمرنیر سے وہ خصوصیت سے نفرت کرتی تھی۔ کیونکہ اس نے ہی اس کی والدہ کی ہنری سے شادی کو کالعدم

قرار دیا تھا۔ اس لئے وہ بھی قتل کر دیا گیا۔
 کرینمر کا ایمان بودا تھا۔ اور آخری وقت تک
 بھی وہ اپنی جان کو بچانے کے لئے مذہب کو
 چھوڑنے کے لئے تیار تھا۔ لیکن میری نے
 اس کو مروا دینے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ آخری
 وقت میں کرینمر نے اپنی اصلی فطرت کو ظاہر
 کیا اور پرائسٹنٹ مذہب کی سچائی کا اقرار
 کر کے جان دی۔ لیکن جس قدر زیادہ پرائسٹنٹوں
 کو میری زندہ جلاتی تھی۔ اتنے ہی انگریز مصائب
 میں اُن کی مستقل مزاجی کی تعریف کرتے تھے۔
 وہ ان کو شہید خیال کرتے تھے۔ کیونکہ وہ سچ
 کی حمایت میں اپنی جان قربان کر رہے تھے +
 میری کے آخری ایام میری کی زندگی کے آخری
 سال اس خیال سے تلخ ہو گئے۔ کہ اُس کی
 وفات کے بعد اس کا سب کیا کرایا کام اس
 کی بہن الزبتھ تباہ و برباد کر دیگی۔ اگرچہ میری
 پرائسٹنٹوں پر ظلم و ستم کرتی تھی۔ لیکن وہ
 نیک طبیعت اور راست باز عورت تھی اور ہمیں
 اُس کی پرالم زندگی پر رحم کھانا چاہئے۔ اور
 اُس کو الزام نہیں دینا چاہئے +

باب ۱۷

الزبتھ (Elizabeth) ۱۵۵۸ء سے ۱۶۰۳ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

میری اسٹوارٹ (Mary Stuart) ملکہ سکاٹ لینڈ
 لارڈ ڈارنلی (Lord Darnley) فلپ دوم (Philip II)
 شاہ سپین - جیمس ششم (James VI) شاہ سکاٹ لینڈ
 کرسٹوفر کولمبس (Christopher Columbus) لارڈ ہاورڈ
 افنگھام (Lord Howard of Effingham) فرانسس
 ڈریک (Sir Francis Drake) - ولیم شکسپیر

William Shakespeare

چیدہ چیدہ تاریخیں :-

۱۵۵۸ء - الزبتھ کی تخت نشینی +
 ۱۵۶۸ء - میری اسٹوارٹ کا داخلہ انگلستان +
 ۱۵۷۷ء - ۱۵۸۰ء - ڈریک کا تمام دنیا کے
 گرد سفر +
 ۱۵۸۷ء - میری ملکہ سکاٹ لینڈ کا قتل +
 ۱۵۸۸ء - آرمیڈا (Armada) کی شکست +
 ۱۶۰۳ء - الزبتھ کی وفات +

الزبتھ اُس کے وزیر اور منظور نظر *
 ملکہ الزبتھ حسین - جفاکش -
 اور اعلیٰ درجے کی تعلیم یافتہ
 تھی - وہ اصلی معنوں میں ہنری ہشتم کی لڑکی
 تھی - اور کئی بائوں میں اپنے باپ سے ملتی تھی -
 گو وہ اتنی ظالم نہیں تھی - جتنا اُس کا باپ
 تھا - لیکن اُس کے اخلاق ویسے ہی پسندیدہ تھے
 جنہوں نے اس کے باپ ہنری کو ہر دل عزیز بنا
 دیا تھا - وہ خود غرض اور خود پسند تھی - اور خوشامد
 کو بے حد پسند کرتی تھی - وہ کئی باتوں میں
 تنگ دل تھی - لیکن اس کو کبھی یہ خیال نہ
 آتا تھا - کہ اُس نے کس قدر زر و مال اپنے
 دل بہلانے یا خوبصورت کپڑوں کے خریدنے یا
 اپنے منظور نظر لوگوں کو تحفہ تحائف دینے میں
 صرف کیا - وہ بڑے بڑے اہم کاموں میں عقلمند
 تھی - اور اپنے صائب الرائے وزیروں کی نصیحت
 پر عمل پیرا ہوتی تھی - الزبتھ دنیا کی سب چیزوں
 سے زیادہ طاقت اور حکومت کی دلدادہ تھی -
 اُس نے مصمم ارادہ کر لیا - کہ کبھی شادی
 نہ کریگی - کیونکہ وہ اپنے خاوند کو بھی حکومت
 میں شریک کرنا نہیں چاہتی تھی *
 الزبتھ کا پہلا کام یہ تھا -
 کلیسہ کی آخری اصلاح

کہ وہ کلیسہ کے مستقبل کا فیصلہ کرے۔ اس نے پھر ایک دفعہ انگلستان میں پوپ کی طاقت کو مٹا دیا۔ اور لاطینی نماز بھی بند کر دی۔ اُس نے پھر ایڈورڈ ششم کی انگریزی کتاب دعا کو جاری کر دیا۔ اُس نے ان تمام بشیپوں کو نکال دیا۔ جو ملکہ میری کے زمانے کی مذہبی تعلیم کے ممد و معاون تھے۔ لیکن وہ اہم تبدیلیاں کرنے میں محتاط تھی۔ اور اُس کو اپنے باپ کے طریقے اپنے بھائی کے طریقوں سے زیادہ پسند تھے۔

الزبتھ اور پیورٹن | ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ کہ راسخ الاعتقاد پراٹسٹنٹوں نے شکایت شروع کر دی۔ کہ ملکہ بہت اہم تبدیلیاں نہیں کر رہی ہے۔ انہوں نے کلیسہ میں اور زیادہ تبدیلیاں کرنے کی التجا کی۔ اور ان رسم و رواج کو جو ابھی تک ملکہ نے جاری رکھے تھے بہت ناپسند کیا۔ اُن کا یہ خیال تھا۔ کہ پادریوں کے لئے ادائیگی نماز کے وقت سفید کپڑے پہننا درست نہیں۔ اور کئی ایک کا یہ بھی خیال تھا۔ کہ پادریوں کے ذریعے کلیسہ کی حکومت ناجائز ہے۔ ان ہی خیالات کے لوگوں کو پیورٹن کہتے تھے۔

کیونکہ وہ کلیسہ میں زیادہ پاکیزگی کے حامی تھے۔
 الزبتھ اور رومن کیتھولک اگرچہ پیورٹن الزبتھ کے
 لئے سخت تکلیف کا باعث ہوئے۔ لیکن وہ
 رومن کیتھولک مذہب کی مخالفت میں ملکہ کے
 حامی تھے۔ الزبتھ نے کئی پیورٹینوں کو قید کر
 دیا۔ اور پیورٹن پادریوں کو اُن کے معاش سے
 محروم کر دیا۔ لیکن وہ ان رومن کیتھولکوں سے
 نہایت سختی سے پیش آتی تھی۔ جو ابھی تک
 پوپ کی طاعت کو قائم رکھنا چاہتے تھے۔ اس
 کی یہ خواہش تھی۔ کہ ہر شخص کلیسہ میں آکر
 کتاب دعا پڑھنے۔ جو شخص انکار کرتا تھا
 تو وہ اُن سے بڑی بڑی رقمیں وصول کرتی تھی
 پوپ کے حامیوں کو اب یہ خطرہ لاحق ہو رہا
 تھا۔ کہ سیادا ملکہ کی سخت گیرانہ پالیسی سے
 تمام رومن کیتھولک ملک سے ہجرت نہ کر جائیں۔
 اس لئے چند سالوں کے بعد انہوں نے رومن
 کیتھولک مبلغوں کو انگلستان بھیجنا شروع کر دیا۔
 تاکہ وہ لوگوں کے دلوں میں پُرانے مذہب کی
 محبت تازہ رکھیں۔ پوپ نے اعلان کر دیا۔ کہ
 الزبتھ کا کوئی حق نہیں۔ کہ ملکہ انگلستان ہو۔
 اس اعلان کے بعد یہ شکل آ پڑی۔ کہ ایک

شخص ایک وقت میں راسخ الاعتقاد رومن کیتھولک اور
ملکہ کی وفادار رعایا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس طرح
سے ملکہ الزبتھ کے ہاتھ ایک اچھا خاصہ بہانہ
آ گیا۔ کہ وہ ہنری ہشتم کی حکمت عملی پر کاربند
ہو۔ جس نے رومن کیتھولکوں کو بغادت کے
جرم میں تلوار کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اپنی
موت سے قبل ملکہ الزبتھ نے اتنے ہی رومن
کیتھولکوں کو پھانسی پر چڑھا دیا جس قدر پراٹسٹنٹ
اُس کی ہمیشہ کے عہد حکومت میں زندہ جلائے
گئے تھے۔

میری اسٹوارٹ اور

ریفریشن (Refer-
mation)

یا اصلاح مذہب۔

الزبتھ کو ممالک غیر میں
سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔
وہ فرانس اور سپین دونوں سے
ڈرتی تھی۔ پہلے پہل فرانس کا بادشاہ اس کا
خطرناک دشمن تھا۔ اس نے میری اسٹوارٹ ملکہ
اسکاٹ لینڈ سے جو مارگریٹ ٹیوڈر اور بادشاہ جیمس
چہارم کی پوتی تھی۔ شادی کی تھی۔ ملکہ میری
ایام طفولیت سے ہی ملکہ اسکاٹ لینڈ تھی۔ لیکن
اس کی تربیت فرانس میں ہی ہوئی تھی۔ اس
لئے اس کے طرز و طریق اہل اسکاٹ لینڈ کی
نسبت فرانسیسوں سے زیادہ ملتے تھے۔ وہ نہایت

حسین اور چالاک تھی - لیکن بلند نظر اور بہ نیرت
 بھی تھی - جب تک وہ ملکہ فرانس رہی - اس
 وقت تک وہ الزبتھ کے لئے حقیقی طور پر خطرہ
 کا سبب تھی - لیکن اس کا خاوند جلدی فوت
 ہو گیا - اور وہ اسکاٹ لینڈ چلی گئی - مگر وہ روین
 کیتھولک تھی - اور حال میں ہی اہل اسکاٹ لینڈ
 نے پرائسٹنٹ مذہب اختیار کر لیا تھا - لیکن
 اسکاٹ لینڈ کے پرائسٹنٹ ملکہ الزبتھ کی طرح
 کے پرائسٹنٹ نہیں تھے - وہ راسخ الاعتقاد پورٹن
 تھے - جنہوں نے تمام قسم کے پرانے رسم و رواج
 کو خیر باد کہہ دیا تھا - اور کلیسہ پر پادریوں کی
 حکومت کے خلاف تھے - اسکاٹ کا کلیسہ پرس
 بی ٹرین ہو گیا - جس کا مطلب یہ تھا - کہ اس
 میں کوئی بشپ نہیں تھا - لیکن اس کی حکومت
 ماؤں کی چھوٹی کمیٹیوں کے ماتحت تھی - جس کو
 پرس بیٹر کہتے تھے - یہ قدرتی بات تھی - کہ
 میری کی ان پرس بی ٹرین سے نہ بن سکے گی +
 میری اسٹوارٹ ستم رسیدہ کیتھولک جو انگلستان
 اسکاٹ لینڈ میں + میں تھے اُن کی عین تمنا تھی - کہ
 وہ الزبتھ کو تخت سے برطرف کر کے میری کو ملکہ
 مقرر کریں - اسکاٹ لینڈ سے زیادہ انگلستان میں

رومن کیتھولک تھے۔ اسکاٹ لینڈ کے پرائسٹ
 میری کی حکومت سے بہت ڈرتے تھے۔ ابھی زیادہ
 عرصہ نہیں گزرا تھا۔ کہ ملکہ میری کو اپنے ملک
 میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس نے
 اپنے رشتہ دار ڈارنلے سے دوبارہ شادی کی۔
 لیکن ڈارنلے عقل سے خارج اور حاسد شخص تھا۔
 اور میری کو اُس سے جلد ہی نفرت ہو گئی۔
 اس کے تھوڑے عرصے بعد ڈارنلے کو قتل کر دیا
 گیا۔ اسکاٹ لینڈ کے ہر فرد بشر کا یہ یقین تھا۔
 کہ ملکہ میری نے ہی ڈارنلے کے قاتلوں کو
 قتل پر آمادہ کیا تھا۔ اہل اسکاٹ لینڈ ملکہ میری
 کے برخلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس کو ایک
 بنانا تھا۔ میں یہ کہہ دیا۔ اور اس کی جگہ اُس کے
 خورد سال بیٹے جیمس کو بادشاہ بنا دیا۔ لیکن
 میری اپنے قید خانے سے نکل بھی گئی۔ اور پھر تخت
 کے لئے کوشش کرنے لگی۔ لیکن اُس کو لڑائی
 میں شکست ہوئی۔ اور وہ بھاگ کر انگلستان
 چلی گئی +

میری سٹوارٹ	میری نے اب الزبتھ سے مدد کی
انگلستان میں +	درخواست کی۔ لیکن الزبتھ نے مدد
	کرنے کی بجائے اس کو قید میں ڈال دیا۔ میری

تبدیلی کی حالت میں الزبتھ کے لئے اس وقت سے زیادہ خطرناک ثابت ہوئی۔ جب وہ ملکہ فرانس تھی۔ کیتھولک لوگ اس کو ملکہ انگلستان تسلیم کرتے تھے۔ اور اُس کو تخت پر بٹھانے کے لئے اُسٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن ملکہ الزبتھ نے اس بغاوت کا خاتمہ کر دیا۔ اس بغاوت کے بعد بھی وہ ملکہ میری کے لئے سازشیں کرتے رہے۔ الزبتھ کے وزیروں کو یہ یقین ہو گیا۔ کہ جب تک میری بقیہ حیات ہے۔ اس وقت تک الزبتھ کی خیر نہیں۔ آخر کار انہوں نے میری پر ملکہ الزبتھ کو قتل کرنے کی سازش میں امداد کرنے کا الزام لگایا۔ اور میری کا مقدمہ فادرنگے قلعہ واقعہ نارٹھمبر لینڈ میں شروع ہوا۔ ۱۵۸۶ء میں میری پر الزام ثابت ہوا۔ اور وہ قتل کر دی گئی۔

انگلستان اور اسکاٹ لینڈ میں رابطہ اتحاد +

میری کی وفات سے الزبتھ کا جانی دشمن اس جہان سے اُٹھ گیا۔ میری کا لڑکا جیمس ششم پر اسٹینٹ تھا۔ اور الزبتھ کا دوست تھا۔ اب پر اسٹینٹ اسکاٹ لینڈ نے فرانس اور اسکاٹ لینڈ کے پرانے رابطہ اتحاد کو خیرباد کہ دیا۔ کیونکہ فرانس کا مذہب ابھی تک کیتھولک تھا۔ اور اہل اسکاٹ لینڈ سب سے بڑھ کر

کیٹھولکوں سے نفرت کرتے تھے۔ ایڈورڈ اول کے
 عہد حکومت سے لے کر اسکاٹ لینڈ اور انگلستان
 کے درمیان پہلی دفعہ دوستانہ تعلقات قائم ہوئے۔
 یہ ایک اہم امر تھا۔ کیونکہ الزبتھ کی وفات کے
 بعد جیمس ششم انگلستان کے تخت کا وارث تھا۔
 اب الزبتھ کا قتل غیر ضروری ہو گیا۔ کیونکہ اُس کی
 وفات کے بعد اُس کا جانشین اسکاٹ لینڈ کا
 پراسٹنٹ بادشاہ تاجدار انگلستان ہونا تھا۔

الزبتھ اور ہسپانیہ کا
 بادشاہ فلپ ۶

اپنی حکومت کے اولین سالوں
 میں الزبتھ کے تعلقات اپنے بہنوئی
 فلپ شاہ اسپین سے اچھے خاصے تھے۔ فلپ
 بحیثیت کیٹھولک ہونے کے الزبتھ کے مذہب سے
 متنفر تھا۔ لیکن اس کو فرانس کے برخلاف الزبتھ
 کی امداد کی ضرورت تھی۔ انگلستان اور سپین
 کے تعلقات جلدی کشیدہ ہو گئے۔ اول تو اس
 لئے کہ انگریز پراسٹنٹ تھے۔ اور اہل سپین
 رومن کیٹھولک تھے۔ ان ایام میں مذہبی کشیدگی اس
 قدر بڑھی ہوئی تھی۔ کہ یہ قدرتی بات تھی۔
 کہ پراسٹنٹ اور کیٹھولک ہمیشہ ہی دست و گریبان
 ہوتے رہیں۔ فلپ شاہ سپین کے ماتحت ایک
 ایسا ملک تھا۔ جہاں بہت زیادہ پراسٹنٹ آباد

تھے۔ اس ملک کا نام نیدر لینڈ تھا۔ نیدر لینڈ کا شمالی حصہ جس کو ہالینڈ کہتے تھے۔ وہ تو پراسٹنٹوں کا مرکز تھا۔ فلپ نے ہالینڈ کے پراسٹنٹوں پر بے حد ظلم و ستم کئے۔ آخر کار ولندیزیوں نے فلپ کے برخلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ انگریزوں نے ولندیزیوں کی امداد کی۔ تاکہ وہ آزادی حاصل کر لیں۔ اس سے فلپ بہت برا فروختہ ہوا۔ اس نے اس طرح سے انتقام لیا۔ کہ ان تمام سازشوں میں امداد کرنی شروع کر دی۔ جو ملکہ میری کے حق میں کی جا رہی تھیں۔ اُس کے غصے کی کوئی انتہا نہ تھی۔ کیونکہ وہ ولندیزیوں کو مغلوب نہ کر سکا۔ انہوں نے ایک آزاد جمہوری حکومت قائم کی۔ جس کو متحدہ نیدر لینڈ کہتے تھے۔ اس میں ملک کا تمام شمالی حصہ شامل تھا۔ صرف جنوبی نیدر لینڈ ہی کیتھولکوں کا مسکن تھا۔ اور وہی فلپ کے زیر حکومت رہا۔

امریکہ کی دریافت اور اہل سپین میں مذہب کے علاوہ دوسری وجوہات بھی عڑائی کا باعث ہوئیں۔ ہنری ہفتم کے عہد میں کرسٹوفر کولمبس نے نئی دنیا دریافت کی۔ جس کو امریکہ کہتے ہیں۔ اگرچہ کولمبس اٹلی کا باشندہ تھا۔ لیکن وہ

فرڈیننڈ شاہ سپین کا ملازم تھا - اور اُس کی دریافت سے امریکہ سپین کے قبضہ تصرف میں آگیا - امریکہ کے اس علاقے میں جو سپین کے ماتحت تھا - کئی زرخیز چاندی کی کانیں تھیں - اور ہر سال امریکہ سے کئی ایک سپین کے جہازات زر و جواہر سے لدے ہوئے آتے تھے +

انگلستان اور سپین کے ملاحوں کے درمیان لڑائیاں +

الزبتھ کی حکومت سے قبل صرف محدودے چند انگریز سمندر کے مشتاق تھے - لیکن

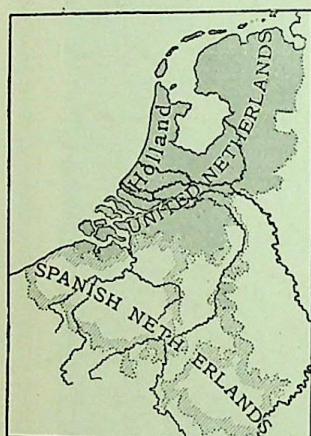
دنیا کے دور دراز حصوں میں جبریت انگیز دریافتیں ہوئیں - ان کے متعلق ایسے ایسے افسانے مشہور ہوئے - کہ انگریزوں کے دلوں میں بھی سفر کرنے اور زر و مال جمع کرنے کا شوق چرایا - لیکن جہاں کہیں وہ جاتے تھے - وہاں ہی اہل سپین کا قبضہ پاتے تھے - ان کو جب یہ معلوم ہوا - کہ اہل سپین ان کو اپنی آبادیوں میں تجارت کرنے کی اجازت نہیں دیتے - تو اُن کے غمے کی کوئی انتہا نہ رہی - لیکن ان کو یہ بھی معلوم ہو گیا - کہ اسپین کی نوآبادیاں اس قدر وسیع ہیں - کہ آسانی سے اُن کی حفاظت بھی نہیں ہو سکتی - اور اہل سپین کو لوٹ لینا بھی مشکل

کام نہیں۔ اس لئے تھوڑے عرصے کے بعد سپین کی سلطنت کا کوئی حصہ بھی انگریز ملاحوں کی دست برد سے محفوظ نہ رہا۔ ان ملاحوں میں کئی ایک سرگرم پرائسٹنٹ تھے۔ جن کا یہ ایمان تھا۔ کہ اسپین کے کیتھلیکوں کو لوٹ کر وہ اپنے مذہب کی خدمت کر رہے ہیں *

ڈریک کا دنیا کے گرد اگرد سفر * ان انگریز ملاحوں میں سے سب سے مشہور سرفرانس ڈریک تھا۔ ۱۵۷۷ء اور ۱۵۸۰ء کے درمیان اُس نے تمام دنیا کا چکر لگایا اور وہ اپنے جہازوں میں سپین کی لوٹ کا مال لاد کر بحیرہ تمام انگلستان میں واپس آ گیا۔ وہ پہلا انگریز تھا۔ جس نے تمام دنیا کے گرد اگرد چکر لگایا *

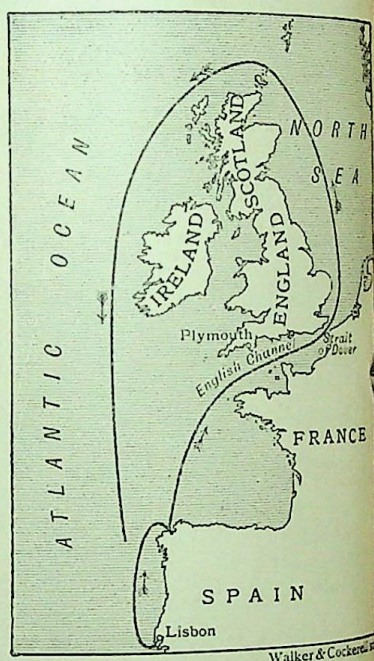
نا قابل تسخیر ارمیڈا کی شکست * ان وجوہات سے انگریز اور اہل سپین ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو گئے۔ آخر کار فلپ ثانی نے جہازوں کا ایک مضبوط بیڑا انگلستان کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ تاکہ ان لوگوں سے انتقام کے سکے۔ جنہوں نے اس کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ جہازوں کا یہ بیڑا اتنا بڑا تھا۔ اور اس میں ایسا اچھا سامان حرب مہیا کیا گیا تھا۔ کہ اہل سپین اُس

کو ناقابل تسخیر جہازوں کا بیڑا یعنی آر میڈیا کہتے تھے۔ ۱۵۸۸ء کے موسم گرما میں یہ جہازوں کا بیڑا رودبار انگلستان میں نمودار ہوا۔ انگریز اہل سپین کو اتنی بار شکست دے چکے تھے۔ کہ اب ان کو ان سے کوئی خوف و خطر نہیں تھا۔ الزبتھ نے لارڈ ہاورڈ افنگ ہام کو اپنے بیڑے کا امیر البحر مقرر کیا۔ اس کے ماتحت ڈریک اور دوسرے سال خوردہ اور آزمودہ کار طاح بھی تھے۔ جو اہل سپین کے زندگی بھر دشمن رہے تھے۔ انگریزی بیڑا اس وقت تک پلے متھ میں لنگر انداز رہا۔ جب تک سپین کا بیڑا اس بندرگاہ سے گزر کر رودبار انگلستان میں نہ چلا گیا۔ اس کے بعد انگریزی جہاز بندرگاہ سے نکلے۔ اور سپین کے بیڑے کا تعاقب کیا۔ انگریزی جہاز ہسپانوی جہازوں سے پھوٹے تھے۔ لیکن ان کا انتظام نہایت اچھا تھا۔ اور وہ جلدی سے سمندر میں چل سکتے تھے۔ اس لئے انگریز جب چاہتے۔ اہل سپین پر حملہ کر سکتے تھے۔ اور اگر وہ اہل سپین کا زور دیکھتے۔ تو بادبان پھیلا کر ان سے دور چلے جاتے۔ اس طرح سے انہوں نے اہل سپین کا ایسا ناک میں دم کیا۔ کہ اہل سپین

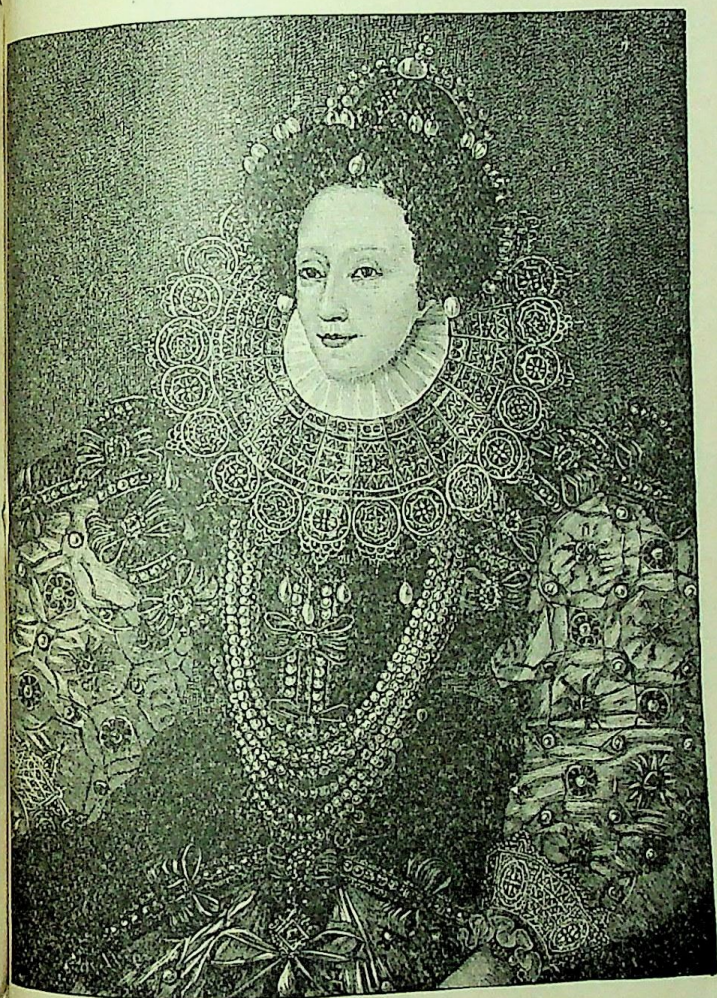


Revolted Provinces shaded thus:-
 Spanish Netherlands " " "

Map to illustrate the Revolt of the Spanish Netherland.



The Route of the Spanish Armada.



Queen Elizabeth.

آہستہ آہستہ دل چھوڑ بیٹھے۔ پھر انگریزی بیڑے
 نے اہل سپین پر حملہ کر دیا۔ اور اُن کو آبنائے
 ڈور میں باقاعدہ صف آرا لڑائی میں شکست دی۔
 کئی ایک ہسپانی جہاز تباہ ہو گئے۔ اور جو باقی
 رہے۔ وہ اسکاٹ لینڈ کے شمالی ساحل کے گرد
 ہو کر اپنے ملک کی طرف چل دئے۔ لیکن یہ جہاز
 بھی خطرناک طوفان کا شکار ہوئے اور بہت ہی
 کم صحیح و سلامت اپنے ملک میں پہنچے۔

سپین پر الزبتھ
 کی فتوحات +

الزبتھ نے آرمیڈا پر جو فتح
 حاصل کی اس سے وہ تمام یورپ
 میں مشہور ہو گئی۔ اور باقی ماندہ زندگی میں
 اسپین سے برسرِ پیکار رہی۔ اور متعدد فتوحات
 اہل سپین پر حاصل کیں۔ اس وقت سے لے کر
 آج تک انگریز ملاحوں اور دریافت کنندگان کی
 صفِ اول میں رہے ہیں۔

یہودیوں کی فتح
 آئر لینڈ +

الزبتھ کے عہدِ حکومت میں آئر لینڈ
 پہلی دفعہ حقیقی معنوں میں فتح ہوا۔
 ہنری دوم کے وقت سے شاہانِ انگلستان آئر لینڈ
 میں کچھ نہ کچھ اقتدار رکھتے تھے۔ لیکن حقیقت
 یہ تھی۔ کہ آئر لینڈ کے دار الخلافہ ڈبلن کے
 ارد گرد کا ضلع ہی انگریز بادشاہوں کے زیر

حکومت ہوتا تھا۔ باقی حصہ میں آئر لینڈ کے امر کی حکومت تھی۔ وہ وہاں جس طرح سے چاہتے حکومت کرتے۔ ہنری ہشتم ہی پہلا بادشاہ تھا۔ جس نے یہ ارادہ کیا۔ کہ وہ آئر لینڈ کا اصلی حاکم ہو۔ ہنری دوم کے وقت سے ہر ایک بادشاہ کا لقب حاکم آئر لینڈ تھا۔ لیکن ہنری کی اس سے تسلی اور تشفی نہ ہوئی۔ اس لئے اُس نے اپنا لقب شاہ آئر لینڈ مقرر کیا۔ لیکن جو کام ہنری نے شروع کیا تھا وہی کام اس کی سب سے چھوٹی لڑکی الزبتھ کو از سر نو کرنا پڑا۔ الزبتھ کو کئی مشکلات پیش آئیں۔ اہل آئر لینڈ بکے رومن کیتھولک تھے۔ انہوں نے سپین کے بادشاہ فلپ سے امداد کی درخواست کی انہوں نے تین دفعہ بغاوتیں کیں۔ اور ان میں سے ہر ایک ملکہ کے لئے تکلیف عظیم کا باعث ہوئی۔ آخر کار بوڑھی ملکہ کی زندگی کے آخری ایام میں آئر لینڈ پورے طور سے محکوم ہو گیا۔ لیکن آئر لینڈ والوں کو انگریزوں سے از حد نفرت تھی۔ اور انگریز بھی اہل آئر لینڈ سے متنفر تھے۔ اور ان سے ظالمانہ سلوک کرتے تھے۔

ملکہ الزبتھ کی حکومت کا آخری زمانہ انگریزی

الزبتھ کی سلطنت کے آخری ایام کی شان و شوکت + تاریخ میں نہایت مشہور زمانہ تھے۔ اہل سپین کو شکست ہو چکی تھی۔ آئر لینڈ بھی مسخر ہو چکا تھا۔ پوپ کے کارندوں کا زور ختم ہو چکا تھا۔ اور پرائسٹنٹ فاتح تھے۔ ملکہ الزبتھ کے ملاحوں کے الوالعزمانہ بحری سفروں نے انگریزی تجارت میں معتدبہ اضافہ کر دیا تھا۔ اور دنیا کے دور و دراز حصوں کے متعلق اُن کے علم میں اضافہ کر دیا تھا۔ انگلستان مرفع الحال خوشحال اور قانع تھا۔ دولتمند نہایت شان و شوکت اور اعلیٰ پیمانہ پر زندگی بسر کرتے تھے۔ اور غربا کو زیادہ تنخواہیں ملتی تھیں۔ اور وہ آرام پسند ہو گئے تھے۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر وہ حیرت انگیز لاتعداد اور اعلیٰ پایہ کی نظمیں۔ کتابیں اور ڈرامے تھے۔ جن کے مصنف انگریز تھے۔ یہ ولیم شیکسپیر کا زمانہ تھا۔ جو ڈرامہ نویسوں کا سرتاج تھا۔ اور جس کے ڈراموں میں ہم اس نہایت مشہور و معروف زمانہ حکومت کی قوت۔ زور اور جوش پاتے ہیں۔ اسی زمانہ میں انگریز اس طرح سے ہو گئے۔ جس طرح سے اب تک چلے آتے ہیں۔ وہ اب پہلے زمانہ سے زیادہ

منچلے - چالاک - الوالعزم اور سرگرم تھے۔ اسی سبب سے اکثر کہا جاتا ہے کہ زمانہ جدید کا آغاز درحقیقت ملکہ اعظم کے زمانے سے شروع ہوتا ہے +
نہاندان اسٹوارٹ کا شجرہ نسب :-

والٹر سکاٹ لینڈ کے سٹوارڈ (دیوان) نے

رابرٹ بروس کی لڑکی سے شادی کی

رابرٹ ثانی پہلا سٹوارٹ بادشاہ
ہنری ہشتم

اسکاٹ لینڈ اور جد امجد

جیمس چہارم بادشاہ اسکاٹ لینڈ کی شادی مارگریٹ ٹیوڈر سے ہوئی

جیمس پنجم بادشاہ اسکاٹ لینڈ

جیمس ششم بادشاہ اسکاٹ لینڈ

اور یہی بادشاہ جیمس اول شاہ انگلستان ہوا

چارلس اول

جیمس دوم

میری

چارلس دوم

جیمس ابراہام غاصب

این

ولیم سوم کی شادی میری سے ہوئی

چارلس ایڈورڈ
پھوٹا غاصب

باب ۱۸

جیمس اوّل - ۱۶۰۳ء سے ۱۶۲۵ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

گی فاکس Guy Fawkes ڈیوک بکنگھم Duke Buckingham
پرنس چارلس Prince Charles سپین کی شاہزادی *

چیدہ چیدہ تازئیں :-

۱۶۰۳ء - جیمس اوّل کی تخت نشینی *

۱۶۰۵ء - بارود کی سازش *

۱۶۰۷ء - ورجینا (Virginia) کی بنیاد *

۱۶۲۳ء - چارلس کا میڈرڈ کی طرف بحری سفر *

۱۶۲۵ء - جیمس اوّل کی وفات *

جیمس اوّل بادشاہ انگلستان +
ٹیوڈروں نے جو ویلز کے
باشندے تھے - سو سال سے

زیادہ انگلستان پر حکومت کی - اب الزبتھ کی
وفات پر اسکاٹ لینڈ کے اسٹوارٹ گھرانے کی
باری آئی - یہ مشہور خاندان اسکاٹ لینڈ میں
ایڈورڈ سوم کے وقت سے حکومت کر رہا تھا -
اس کے جد امجد نے جو اسکاٹ لینڈ کا دیوان

تھا۔ رابرٹ بروس (Robert Bruce) کی ایک لڑکی
 سے شادی کی تھی۔ اس طرح سے اس کا لڑکا
 شاہ اسکاٹ لینڈ ہوا۔ ¹⁶⁰³ء میں اسی دیوان کی
 اولاد میں سے جیمس ششم شاہ اسکاٹ لینڈ انگلستان
 کا بادشاہ ہوا۔ اور وہاں اس کا لقب جیمس اول
 ہوا۔ جیمس میری ملکہ اسکاٹ لینڈ کا لڑکا تھا۔ اور
 ہنری ہشتم کا پڑپوتا تھا۔ اس طرح سے ایک
 سو سال بعد وہ نتائج ظہور میں آئے۔ جو ہنری
 ہفتم کی دور بین نگاہ نے اپنی لڑکی مارگریٹ اور
 جیمس چہارم شاہ اسکاٹ لینڈ کی شادی کے وقت
 سوچے تھے۔ ہزار ہا سال سے انگریز اور اہل
 اسکاٹ لینڈ ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہے
 تھے۔ اب آخر کار وہ ایک ہی بادشاہ کے زیرِ نگیں
 ہو گئے۔ جیمس کو دونوں ملکوں کے بادشاہ ہونے کا
 فخر حاصل ہوا۔ جیمس اس پر قانع نہیں تھا۔ کہ
 اس کو انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کا بادشاہ ہی
 کہا جائے۔ اس لئے اُس نے اپنے آپ کو برطانیہ
 عظمیٰ کا بادشاہ کہلانا شروع کیا۔ زیادہ عرصہ
 نہیں ہوا تھا۔ کہ وہ لوگ جو انگلستان یا اسکاٹ لینڈ
 میں پیدا ہوئے تھے۔ اپنے آپ کو اہل برطانیہ
 کہلانے لگے۔ اگرچہ درحقیقت یہ ویلز کا پرانا

نام تھا +
آئر لینڈ

جیمس آئر لینڈ اور برطانیہ کلاں
کا بادشاہ تھا۔ جس وقت وہ تخت نشین ہوا۔
اُس وقت انگریز آہستہ آہستہ آئر لینڈ کو فتح
کر چکے تھے۔ لیکن آئر لینڈ میں زیادہ آبادی
رومن کیتھولکوں کی تھی۔ اور وہ انگریزوں سے
متفرق تھے۔ جیمس کے ذہن میں یہ تجویز آئی۔
کہ اگر انگریزوں اور اہل اسکاٹ لینڈ کو جو مذہب
پرائسٹنٹ تھے۔ آئر لینڈ میں آباد کر دیا جائے
تو وہ اُس کے وفادار ہونگے۔ اُس نے مشرقی
الستر سے آئر لینڈ کے اصلی باشندوں کو نکال
کر اُن کی زمینوں کو انگریزوں اور اہل اسکاٹ لینڈ
میں تقسیم کر دیا۔ اس کو الستر کی آبادی کہتے
تھے۔ اور یہ الستر کی آبادی کی ہی وجہ ہے۔
کہ آئر لینڈ کے شمال مشرقی کونے میں اب
تک اکثریت انگریزی آبادی کی ہے جس کا مذہب
پرائسٹنٹ ہے۔

نئے شاہی نشانات
اس بات کو مد نظر رکھتے
ہوئے کہ وہ اب برطانیہ کلاں اور آئر لینڈ کا
بادشاہ ہے۔ جیمس اول نے نئے نشانات اختیار
کئے۔ جس وقت سے ایڈورڈ سوم نے فرانسیسی

تاج پر دعویٰ کیا تھا۔ اس وقت سے انگلستان کے شاہی نشانات یہ تھے۔ کہ تین شیر تو انگلستان کے نشان تھے۔ اور تین نرگس کے پھول فرانس کے نشان تھے۔ ان نشانوں میں جیمس اول نے اسکاٹ لینڈ کا پیچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہوا شیر اور آئر لینڈ کی بریط کو ایڑا کیا۔ یہ شاہی امتیازی نشانات انگریزی بادشاہ ایک سو بیس سال قبل تک استعمال کرتے رہے جبکہ فرانسیسی نرگس کا بے معنی نشان ترک کر دیا گیا ۛ

انگریزی نوآبادیوں اور تجارتی سلطنت کا آغاز ۛ

جیمس اول کے زمانے میں نئی نوآبادیوں کی انگریزی سلطنت کا آغاز ہوا۔ ملکہ الزبتھ کے عہد حکومت کے ملاحوں اور دریافت کنندگان نے شمالی امریکہ کی نئی اور غیر کاشت شدہ زمینوں کا راستہ دکھا دیا تھا۔ جیمس کی تخت نشینی کے تھوڑے عرصے بعد نئی دنیا میں انگریزی آبادیاں کامیابی سے قائم ہو گئیں۔ ان میں سے پہلی آبادی کو ورجینا کہتے تھے۔ اس کا نام ملکہ الزبتھ کے نام پر رکھا گیا کیونکہ ملکہ ورجن یعنی کنواری تھی۔ یہ آبادی ۱۶۰۷ء میں قائم ہوئی۔ تھوڑے عرصے

بعد دوسری آبادیاں ورجینا کے شمالی حصے میں
 بہت دور جہاں کڑکڑاتی سردی پڑتی تھی۔ قائم
 ہوئیں۔ ان کو نیا انگلستان کہتے تھے۔ اور وہاں
 کے آبادکار زیادہ تر پوریٹن تھے۔ انہوں نے اپنے
 انگلستان کے گھروں کو خیرباد کہ دیا۔ کیونکہ جیمس
 بھی الزبتھ کی طرح ان لوگوں کو ان کے نقطہ
 خیال کے مطابق خدا کی عبادت نہیں کرنے دیتا
 تھا۔ یہ لوگ مستقل مزاج۔ جھاکش اور کفایت شعار
 تھے۔ اور نئی زمینوں کے آباد کرنے کے اہل
 تھے۔ تھوڑے ہی عرصے میں انگلستان نو اور
 ورجینا بہت مالا مال ہو گئے۔ اور کئی ایک اور
 آبادیاں بھی وہاں قائم ہو گئیں۔ یہ وہ آبادیاں
 تھیں۔ جو آخر کار سلطنت متحدہ امریکہ بن گئیں۔
 انگریزی سوداگروں نے اپنا مال و اسباب مشرق
 کے دور دراز حصوں خصوصاً ہندوستان میں لے
 جانا شروع کیا۔ ہندوستان سے تجارت کرنے
 کے لئے الزبتھ کی حکومت کے ایام میں ایک
 کمپنی قائم ہوئی۔ جس کو ایسٹ انڈیا کمپنی کہتے
 تھے۔ وہ کمپنی جلدی ہی مرفع الحال ہو گئی۔ ان
 تمام تبدیلیوں سے انگلستان جو جیمس کے زیر
 حکومت تھا۔ وہ موجودہ انگلستان کی طرح ہو گیا۔

جس کو ہم جانتے ہیں۔ اس وقت کے بعد سے تاریخ انگلستان ایک یا دو پھوٹے جزیروں کی تاریخ نہیں رہی۔ اب سے ہم کو تمام دنیا پر انگریزی قوم کے حالات کا تذکرہ کرنا پڑیگا +

سٹوارٹ اور اُن کی پارلیمنٹ کے تنازعات + اس وقت انگلستان میں بڑی اہم تبدیلیاں شروع ہو گئی

تھیں۔ خصوصاً یہ تبدیلیاں حکومت انگلستان میں ہوئیں۔ تمام ٹیوڈر بادشاہوں نے انگلستان میں من مانے طریق سے حکومت کی تھی اور اپنے آپ کو مطلق العنان کر لیا تھا۔ لیکن سٹوارٹ بادشاہوں کو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ ٹیوڈر بادشاہوں کی طرح حکومت نہیں کر سکتے۔ اس میں کچھ تو اُن کا اپنا قصور تھا۔ وہ ایسے عقلمند یا اتنے طاقتور نہیں تھے۔ جس قدر ہنری اور الیزبتھ تھے۔ لیکن اس کے علاوہ اور وجوہات بھی تھیں۔ انگریزی رعایا اب خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہتی تھی۔ اور لوگ سوچ رہے تھے۔ کہ حکومت ملک میں ان کا بھی حصہ ہونا چاہئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ پارلیمنٹ جو ٹیوڈر بادشاہوں کی ممد و معاون تھی۔ وہی اب سٹوارٹ بادشاہوں کے خلاف ہو گئی۔ جیمس اول اور پارلیمنٹ میں

تنازعہ شروع ہوؤا۔ اور یہ تنازعہ اس وقت تک جاری رہا۔ جب تک سٹوارٹ بادشاہ انگلستان میں حکومت کرتے رہے۔ آخر کار پارلیمنٹ بادشاہوں پر غالب آگئی۔ اور اس طرح سے وہ آزاد انگلستان وجود میں آیا۔ جو آج ہمارے سامنے ہے اور جس میں پارلیمنٹ کا جو لوگوں کی نمائندہ تھی۔ غالب حصہ تھا۔ اور بادشاہوں کا جو لوگوں کے نمائندے نہیں تھے۔ کم حصہ تھا۔

جیمس اول کا چال چلن ۛ جیمس اول انگلستان پر ملکہ الزبتھ کی طرح حکومت کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ اُس کی حکمت عملی پر عمل پیرا ہونا نہیں جانتا تھا۔ اگرچہ وہ عالم اور زیرک تھا۔ لیکن مغرور۔ سست اور بزدل بھی تھا۔ وہ کبھی انگریزوں کی ذہنیت کو اچھی طرح سے نہ سمجھ سکا۔ وہ الزبتھ کی طرح کفایت شعار نہیں تھا۔ اور اُسے ہر وقت روپے کی ضرورت رہتی تھی۔ اس کا روپیہ حاصل کرنے کا سب سے بڑا طریقہ یہ تھا۔ کہ وہ پارلیمنٹ سے کہتا تھا۔ کہ نئے ٹیکس لگا کر اُس کے لئے روپیہ فراہم کرے۔ لیکن وہ پارلیمنٹ کو خوش کرنے کے لئے کچھ بھی

نہیں کرتا تھا۔ اور ہمیشہ اس سے لڑتا رہتا تھا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ پارلیمنٹ اس کے لئے بہت کم روپیہ منظور کرتی تھی۔ اور جو کچھ بادشاہ کرتا تھا۔ اس کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کرتی تھی *

سازش بارود

مذہبی معاملات میں جیمس بھی الزبتھ کی طرح ان لوگوں سے نہایت بُری طرح سے پیش آتا تھا۔ جو اُس سے متفق رائے نہ ہوتے تھے۔ وہ پورٹنوں سے نہایت سختی سے سلوک کرتا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ ان میں سے کئی اُس کی سختی سے تنگ آکر امریکہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اگرچہ جیمس کی والدہ کیتھولک تھی۔ لیکن اُس کو اس مذہب سے کوئی بھی ہمدردی نہیں تھی۔ کئی ایک کیتھولک تو اُس کی سختی سے اس قدر برافروختہ ہوئے۔ کہ انہوں نے اُن کے برخلاف سازش کی۔ جس طرح سے انہوں نے ملکہ الزبتھ کے برخلاف سازشوں کا جال پھیلایا تھا۔ ان سازشوں میں سے مشہور ۱۶۰۵ء کی سازش بارود ہے۔ اس سازش کا مقصد یہ تھا۔ کہ بادشاہ اور اُس کی پارلیمنٹ کو بارود سے اڑا دیا جائے۔ گی فاکس

نے جو ایک جرّی سپاہی تھا۔ دار الامرا کے نیچے
ایک تہ خانہ کرایہ پر لیا۔ اور اُس میں بارود بھر
دی۔ 5 نومبر 1605ء کو بادشاہ کو پارلیمنٹ کے
افتتاح کے لئے دار الامرا میں آنا تھا۔ اور اسی
وقت گی فاکس کو بارود کو فقیہ دینا تھا۔ خوش قسمتی
سے جیمس کے وزرا کو اس سازش کا حال معلوم
ہو گیا۔ فاکس اور اُس کے دوسرے سازشی موت
کے گھاٹ اُتارے گئے۔ پرائسٹنٹ اب تو بہت
ہی ڈر گئے۔ اور انہوں نے سب رومن کیتھولکوں
کے برخلاف نہایت سخت قوانین نافذ کرنے
شروع کر دیئے۔ اگرچہ محدود دے چند کیتھولکوں
نے ہی اس سازش میں حصّہ لیا تھا۔

ڈیوک بکنگھم جیمس اول کمزور آدمی تھا۔ جو
اپنے منظور نظر امرا کے زیر اثر آسانی سے
آجاتا تھا۔ ان منظور نظر لوگوں میں سب سے
بڑھ چڑھ کر جارج دیلرین تھا۔ جس کو جیمس
نے بکنگھم کا ڈیوک بنا دیا تھا۔ بکنگھم ولی عہد
سلطنت چارلس کا بھی یارِ غار تھا۔ بوڑھا بادشاہ
بکنگھم کو پیار سے سٹینی اور اپنے بیٹے چارلس
کو ننھا کہتا تھا۔ اور جس طرح سے وہ اپنی
محبت کا اظہار کرتا تھا۔ اس پر لوگ تمسخر

اڑاتے تھے ۔

جیمس اور ہسپانوی
شادی ۔

جیمس امن کا متمنی تھا ۔
جس وقت وہ سربراہ آراے
سلطنت ہوا ۔ اُس نے سپین اور انگلستان کے
درمیان طولانی جنگ کا خاتمہ کر دیا ۔ وہ ہمیشہ
اہل سپین سے رابطہ اتحاد رکھنا چاہتا تھا ۔
آخر کار اُس نے اپنے لڑکے چارلس کی سپین
کے بادشاہ کی لڑکی سے شادی کرنے کی تجویز
کی ۔ انگریزوں کو یہ نسبت پسند نہ تھی کیونکہ
وہ یہ چاہتے تھے ۔ کہ چارلس کی شادی کسی
پراسٹنٹ شاہزادی سے ہو ۔ اہل سپین بھی اس
تجویز کے زیادہ معادون نہیں تھے ۔ کیونکہ وہ یہ
نہیں چاہتے تھے ۔ کہ اُن کی شاہزادی کی شادی
ایک کافر سے ہو ۔ لیکن شادی کا تو صرف بہانہ
ہی تھا ۔ اُن کی اصلی خواہش یہ تھی ۔ کہ جیمس
اور ہسپانوی بادشاہ کے درمیان دوستانہ تعلقات
ہوں ۔ تاکہ اُن کے دشمن ہراساں رہیں ۔

جیمس کی موت اور شادی
کی ناکامی ۔

کئی سال گزر گئے ۔ لیکن
پھر بھی شادی کی گتھی نہ
شلیجی ۔ آخر کار شاہزادہ چارلس تنگ آکر بکننگھم
کو ساتھ لے کر سپین چل دیا ۔ اُس نے کبھی

سپین کی شاہزادی کو نہیں دیکھا تھا۔ اور اس کا یہ خیال خام تھا۔ کہ اگر وہ ایک دوسرے کو دیکھ لیتے۔ تو پھر اُن کی شادی کا امکان زیادہ ہو جائیگا۔ لیکن جب شاہزادہ سپین پہنچا۔ تو اُس کو جلدی ہی معلوم ہو گیا۔ کہ سپین کی شاہزادی اُس کو پسند نہیں کرتی۔ اور اہل سپین کبھی بھی اس کو ایک پرائسٹنٹ سے شادی نہ کرنے دینگے۔ اس لئے وہ ناراض ہو کر انگلستان واپس چلا آیا۔ اور بوڑھے بادشاہ کو سپین کے برخلاف جنگ پر آمادہ کرنے لگا۔ لیکن جلدی ہی ۱۶۲۵ء میں جیمس اول کا انتقال ہو گیا۔

باب ۱۹

چارلس اول ۱۶۲۵ء سے ۱۶۴۹ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

کیننگھم - ملکہ ہنری ایٹامیریا (Henrietta Maria)
جان ہمپڈن John Hampden لاٹ پادری لاد (Laud)
لارڈ سٹیفورڈ (Strafford) ایبوری کراول Oliver Cromwell

چیدہ چیدہ تازئیں :-

۱۶۲۵ء - چارلس اول کی تخت نشینی *

۱۶۲۸ء - عرضداشت حقوق *

۱۶۴۰ء - دراز پارلیمنٹ کا انعقاد *

۱۶۴۲ء - خانہ جنگی کا آغاز - ایج ہل (Edgehill) کی لڑائی *

۱۶۴۴ء - مارسٹن مور Marston Moor کی لڑائی *

۱۶۴۵ء - نیس بی (Naseby) کی لڑائی *

۱۶۴۹ء - چارلس اول (Charles I) کا قتل *

شاہزادہ چارلس اب چارلس اول
شاہ انگلستان ہو گیا۔ وہ خوبصورت

چارلس اول اور
بکنگھم *

سنجیدہ مزاج اور صاحب دبدبہ تھا۔ لیکن اپنے
باپ کی طرح ہوشیار نہیں تھا۔ اور نہ ہی
اس کی طرح بیدار مغز یا دیانتدار تھا۔ اس
کو اپنی رعایا سے زیادہ اپنا خیال تھا۔ اور
اس پر کامل اعتماد کرنا غلطی تھی۔ وہ اپنے باپ
جیمس سے زیادہ بکنگھم کے زیر اثر تھا۔ بکنگھم
سے لوگ متنفر تھے اس لئے وہ اپنی رعایا
میں ہر دلعزیز نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ وہ
بکنگھم کا دوست تھا۔ چارلس اپنی پارلیمنٹ سے
اپنے باپ سے بھی زیادہ سختی سے لڑ پڑا۔ اس پر

پر طرہ یہ تھا۔ کہ نئے بادشاہ کو اپنے باپ
 سے زیادہ پارلیمنٹ کی امداد کی ضرورت تھی۔
 جیمس کا عہد حکومت عموماً پر امن تھا۔ لیکن
 چارلس سپین سے برسرِ پیکار تھا۔ اور اُس
 کو سپاہیوں اور ملاحوں کو تنخواہ دینے کے لئے
 روپیوں کی ضرورت تھی تاکہ وہ اُس کے دشمنوں
 کی مدافعت کر سکیں۔ لیکن جب بادشاہ اپنی
 پارلیمنٹوں سے روپیہ طلب کرتا تھا۔ تو وہ
 ہمیشہ یہی جواب دیتے تھے۔ کہ وہ اسی صورت
 میں اس کے لئے نئے ٹیکس منظور کرینگے۔
 جب وہ بکنگھم کی دوستی سے دست بردار ہو جائیگا۔
 لیکن چارلس نے بکنگھم کی دوستی کو ترک کرنے
 سے انکار کر دیا۔ اور پارلیمنٹ کو ملتوی کر دیا۔
 اس کے اس فعل سے پارلیمنٹ کے ممبروں
 کے سینوں میں بادشاہ اور اس کے منظورِ نظر
 بکنگھم کے خلاف غیض و غضب کی آگ بھڑک
 اُٹھی +

چوتکہ پارلیمنٹ نے بادشاہ کی مدد سے انکار کر دیا۔ اس لئے اس نے شاہِ فرانس سے مدد کی درخواست کی۔ اور شاہِ فرانس کی بہن ہنری ایٹا میریا سے شادی	فرانس اور سپین سے لڑائی +
---	------------------------------

کر لی۔ لیکن یہ شادی بھی اہل انگلستان میں
مقبول نہ ہوئی۔ کیونکہ یہ سکہ بھی رومن کی تصویق
تھی۔ لہذا فرانس سے چارلس کو نہایت کم امداد
ملی۔ تھوڑے ہی عرصے میں وہ فرانس اور سپین
سے لڑ پڑا۔ اس نئی جنگ نے اُس کو کہیں
کا بھی نہ رکھا۔ اور اس طرح پارلیمنٹ کو اپنی
من مانی بات کرنے کا موقعہ ہاتھ آ گیا۔

عرضداشت حقوق

۱۶۲۸ء میں نئی پارلیمنٹ کا

اجلاس ہوا۔ اس نے اپنے حقوق کی ایک
عرضداشت مرتب کی۔ اس میں مطالبات یہ تھے۔
کہ بادشاہ بغیر منظوری پارلیمنٹ کے کوئی ٹیکس
نہ لگائے۔ اور نہ ہی قرضہ لے۔ اور کسی آدمی
کو بغیر قانونی وجوہات کے قید بھی نہ کرے۔
چارلس کو یہ مطالبات ماننے پڑے۔ کیونکہ اسی
طریق سے ہی اُس کو فرانس اور سپین کے
برخلاف لڑائی کرنے کے لئے پارلیمنٹ سے روپیہ
مل سکتا تھا۔ یہ پارلیمنٹ کی پہلی فتح تھی۔ جو
اُس نے رچرڈ ثانی کو تخت و تاج سے معزول
کرنے کے بعد حاصل کی تھی۔ اور اب ٹیوڈروں
کی مطلق العنانی کا خاتمہ ہو گیا۔

چارلس کو یہ اطاعت کر کے بھی کوئی معتد بہ

چارلس اپنی پارلیمنٹ کو ملوثی کر دیتا ہے *
 فائدہ نہ ہوا۔ اُس نے فرانس کی لڑائی کے لئے ایک فوج اور جہازی بیڑا تیار کیا۔ لیکن اس کی کوششیں بار آور نہ ہوئیں۔ اس فوج کا جرنیل بکنگھم کو مقرر ہونا تھا۔ لیکن اُس کو قتل کر دیا گیا۔ اور چارلس کو مجبوراً فرانس اور سپین سے صلح کرنی پڑی۔ اس کے بعد جلد ہی پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا۔ اُس نے یہ صدارے احتجاج بلند کی۔ کہ چارلس نے عرضداشت حقوق پر ایمانداری سے عمل نہیں کیا۔ کیونکہ وہ اب بھی ہر ایک ٹن اور ہر ایک پونڈ پر برآمد اور درآمد کا محصول وصول کر رہا تھا۔ جس کی منظوری پارلیمنٹ نے نہیں دی تھی۔ اس پارلیمنٹ نے بادشاہ کے برخلاف ایسے ایسے سخت الزامات لگائے۔ کہ بادشاہ نے یہی مناسب خیال کیا کہ پارلیمنٹ کا خاتمہ ہی کر دے۔ اس کے بعد گیارہ سال تک چارلس مطلق العنان ہو کر بغیر پارلیمنٹ کے حکومت کرتا رہا *

جان ہمپڈن زبر جہازی کی مخالفت کرتا ہے *
 ان ایام میں چارلس کو کسی نہ کسی طرح روپیہ کا بندوبست کرنا تھا وہ ان باقاعدہ ٹیکسوں کو

بھی عاید کرنے سے ڈرتا تھا۔ جن کو پارلیمنٹ
 نے منظور نہیں کیا تھا۔ لیکن وہ طرح طرح
 کے طریقوں سے روپیہ فراہم کر رہا تھا۔ جو بظاہر
 خلاف قانون نہیں تھے۔ اُسے معلوم ہوا کہ اوائل زمانہ
 میں بادشاہ بغیر منظوری پارلیمنٹ جنگی جہازوں
 کی تعمیر کے لئے ٹیکس لگایا کرتے تھے۔ جس
 کو زیر جہازی کہتے تھے۔ اب چارلس نے اپنی
 رعایا سے اس زیر جہازی کا مطالبہ کیا۔ بکنگھم شاہ
 کے ایک شریف زادے جان ہمپٹن نے اس
 ٹیکس کی ادائیگی سے انکار کیا۔ اُس نے یہ
 اعتراض اٹھایا۔ کہ کوئی ٹیکس قاعدہ کی رو سے
 اس وقت تک ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ جب تک
 اس کو پارلیمنٹ منظور نہ کر لے۔ لیکن ججوں
 نے فیصلہ جان ہمپٹن کے خلاف صادر کیا۔ کہ
 اگر بادشاہ چاہے۔ تو زیر جہازی جمع کر سکتا ہے۔
 اگرچہ بادشاہ نے اس طریق سے کچھ روپیہ وصول
 کیا۔ لیکن اس سے اس کے خلاف نفرت بڑھتی
 چلی گئی۔ ہر شخص جان ہمپٹن کا شناخواں تھا
 کیونکہ اُس نے نہایت جرأت سے بادشاہ کی
 خواہش کو روکا تھا۔

لاڈ اور پیورش جس طریق سے چارلس نے مذہبی

امورات کا انصرام کیا۔ اس سے اس کی رعایا کے دل میں نفرت بڑھتی گئی۔ وہ جیمس اول اور الزبتھ سے بھی بڑھ کر پورٹینوں کا مخالف تھا۔ اُس نے امورات مذہبی کے لئے اپنا مشیر لاڈ اریج بشپ کنٹربری کو منتخب کیا۔ لاڈ ایک عالم محنتی اور پرہیزگار آدمی تھا۔ لیکن اس میں نقص یہ تھا۔ کہ وہ ایسے امور میں بھی مداخلت کرتا تھا۔ جن میں اُس کو مداخلت نہیں کرنی چاہئے تھی۔ وہ پیورٹنوں کے اس قدر مخالف تھا۔ کہ وہ اس کو رومن کتھولکوں سے کچھ ہی اچھا سمجھتے تھے۔ وہ خدا کی پرستش نہایت تزک و احتشام سے کرنا چاہتا تھا۔ اور اُس کے دشمن کہتے تھے۔ کہ وہ اس تمام کام کو جو ریفرمیشن نے کیا تھا۔ حرف غلط کی طرح مٹانا چاہتا ہے۔

اہل اسکاٹ لینڈ کی چارلس سے مخالفت +
 لاڈ اور چارلس کلیسہ انگلستان سے پیورٹنوں کو نکال کر بھی مطمئن نہ ہوئے۔ اُن کی یہ خواہش تھی۔ کہ اسکاٹ لینڈ کے پیورٹن کلیسہ کو کلیسہ انگلستان کی طرح بنا دیں۔ اسکاٹ لینڈ کے پرسبیٹیرینوں کو اب مجبوراً بشپوں کی تابعداری کرنی پڑتی

تھی۔ آخر کار لاڈ نے ایک دعا کی کتاب مرتب کی۔ چارلس نے اہل اسکاٹ لینڈ کو حکم دیا۔ کہ وہ نماز کے لئے وہ کتاب استعمال کیا کریں۔ اہل اسکاٹ لینڈ عبادت کے ہر مقرر کردہ طریق سے نفرت کرتے تھے۔ اور لاڈ کی نماز کی کتاب کو انگریزوں کی عبادت عامہ کی کتاب دعا سے بھی بُرا خیال کرتے تھے۔ انہوں نے بادشاہ کی اطاعت سے انکار کر دیا اور علم بغاوت بلند کیا۔ چارلس کو اب معلوم ہوا کہ نہ انگریز اور نہ اہل اسکاٹ لینڈ اُس کی خاطر لڑیں گے۔ جس قدر روپیہ اُس کے پاس تھا۔ وہ اُس نے اہل اسکاٹ لینڈ میں کتاب نماز کو جبراً جاری کرنے میں صرف کر دیا۔ لیکن جو کچھ اس کی منشا تھی۔ اس میں اس کو سخت ناکامی ہوئی۔ آخر کار چارلس کو اہل اسکاٹ لینڈ سے صلح کرنی پڑی۔ اس نے بشپوں اور کتاب نماز کو ترک کر دیا۔ اس طرح سے اسکاٹ لینڈ کا کلیسہ دوبارہ پرسبیٹین ہو گیا۔ اہل اسکاٹ لینڈ کی کامیابی نے انگریزوں کو بھی بادشاہ کی مخالفت پر کمر بستہ ہونے کی جرأت دلائی۔

لاڈ کے بعد چارلس کا بڑا مشیر دنٹ درتھ

ٹامس ونٹ ورتھ سٹیفورڈ کا ارل تھا۔ ونٹ ورتھ
ایک زبردست - تند مزاج اور لائق آدمی تھا۔ جو
بادشاہ کے اقتدار کو مضبوط کرنے کا خواہش مند
تھا۔ وہ اور لاڈ اپنی حکومت کی تجاویز کو مکمل
کہتے تھے۔ ونٹ ورتھ کو آئر لینڈ کا گورنر
مقرر کیا گیا۔ اور وہاں اُس نے بادشاہ کی
طاقت کو اچھی طرح سے قائم کیا۔ لیکن لوگ
اس کے مطلق العنانہ قوانین اور سخت گیری
کی وجہ سے اس سے نفرت کرنے لگے۔ اور
اُس کے اور لاڈ کے برخلاف ایک شورش
برپا ہو گئی +

چارلس کو اب پھر روپیہ کی
شدید ضرورت تھی اس لئے اس کو
مجبوراً پھر ایک بار پارلیمنٹ طلب کرنی پڑی۔
۱۶۴۰ء میں پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اور یہ
پارلیمنٹ اتنے عرصے تک اجلاس کرتی رہی۔ کہ
لوگ اس کو طویل پارلیمنٹ کہتے ہیں۔ ۱۶۲۸ء کی
طرح اب بھی چارلس بے بس تھا۔ پارلیمنٹ جو
چاہتی۔ اُس کو مجبوراً وہی کرنا پڑتا تھا۔ پارلیمنٹ
نے جان ہمپٹن کو اپنا سردار مقرر کیا۔ یہ
وہی جان ہمپٹن تھا۔ جس نے زیر جہازی کے

ادا کرنے سے انکار کیا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ بادشاہ کا کوئی حق نہیں کہ اس طرح کا ٹیکس وصول کرے۔ اُس کی قیادت میں پارلیمنٹ نے چارلس اور اُس کے وزرا کی نہایت سختی سے نکتہ چینی شروع کر دی +

سٹیفورڈ اور لاڈ
کا زوال +

طویل پارلیمنٹ کے ممبر سٹیفورڈ سے بے حد نفرت کرتے تھے۔ اور اُس سے ڈرتے تھے۔ اس لئے اُنہوں نے ایک قانون پاس کیا۔ کہ سٹیفورڈ کو موت کے گھاٹ اُتارا جائے۔ کیونکہ اُس نے بادشاہ کی حمایت کر کے ملک کو بہت نقصان پہنچایا تھا۔ اس قانون کے لئے چارلس کی منظوری ضروری تھی۔ اور اس منظوری کے بغیر سٹیفورڈ کو پھانسی نہیں دی جا سکتی تھی۔ چارلس پارلیمنٹ سے اس قدر ہراساں تھا۔ کہ وہ اس قانون کی منظوری سے انکار نہ کر سکا اس لئے ٹاور ہل (قلعہ کی پہاڑی) پر سٹیفورڈ کا سر قلم کیا گیا۔ جس وقت اُس نے تختے پر سر رکھا۔ تو اُس نے کہا۔ کہ ”شاہزادوں پر اعتماد نہ کرو“ اسچ بشپ لاڈ کو بھی قلعہ لنڈن میں قید کر دیا گیا۔ وہاں وہ کئی سال قید رہا۔ آخر کار اس کا بھی سٹیفورڈ کی طرح خاتمہ ہوا۔

وہ بہت بوڑھا آدمی تھا اور اُس سے ایسا سخت سلوک کرنا محض ظلم تھا۔ لیکن جب اس کا طوطی بول رہا تھا۔ تو اُس نے بھی پیورٹنوں پر بہت ظلم و ستم توڑے تھے۔ اب پیورٹن پارلیمنٹ کو انتقام لینے کا موقع ملا۔ اس لئے اس نے انتقام لے لیا۔

اہل کلیسہ چارلس کے حامی ہو گئے۔
 طویل پارلیمنٹ نے کئی ایک معقول قوانین پاس کئے۔ اور وہ اس طرح سے مرتب کئے گئے تھے۔ کہ کوئی بادشاہ چارلس کی طرح بغیر پارلیمنٹ کے حکومت نہ کر سکے۔ لیکن ہمپڈن اور کئی ایک رہنما پیورٹنوں کی حمایت میں کمر بستہ تھے۔ اور وہ اب کلیسہ کا تمام نظام ہی بدلنا چاہتے تھے۔ تاکہ بشپوں اور نماز کی کتاب کا خاتمہ ہو جائے۔ اور انگریزی کلیسہ بھی اسکاٹ لینڈ کی طرح پریسبیٹیرین ہو جائے۔ کئی لوگ جو اب تک سٹیفورڈ اور لاڈ کی سزا دہی اور بادشاہ کے اختیارات محدود کرنے کے معاملے میں ان سے متفق الٹے تھے۔ یہ خیال کرنے لگے۔ کہ وہ اب جادہ اعتدال سے بڑھ رہے ہیں۔ کیونکہ چارلس کلیسہ میں ان تبدیلیوں کا سخت مخالف تھا۔ اس لئے بشپوں

اور نماز کی کتاب کے حامی اس کے مدد
معاون ہو گئے۔ شاید ان کا یہ خیال تھا۔ کہ
اب جب کہ بادشاہ کے بڑے مشیر دور ہو چکے
ہیں۔ اور نئے قوانین سے اس کے اختیارات
محدود ہو گئے ہیں۔ وہ کسی قسم کا نقصان
نہیں پہنچا سکیگا۔

عظیم خانہ جنگی کا آغاز۔

اب چارلس کے کئی لوگ حامی
ہو گئے۔ جب تک تقریباً ہر ایک
آدمی اس کا مخالف تھا۔ اس وقت تک وہ
بے بس تھا۔ لیکن اب اس کو جرأت ہو گئی۔
اور اُس نے پارلیمنٹ سے لڑائی کا تہیہ کر لیا۔
اب بھی اُس نے کئی ایک غلطیاں کیں اور
اپنے احباب کو اپنی کج رفتاری سے ناراض کر
لیا۔ اب پارلیمنٹ نے اُس کے اختیارات کو پہلے
سے زیادہ محدود کرنے کا ارادہ کیا۔ چارلس کا یہ
خیال تھا۔ کہ وہ پارلیمنٹ کی مخالفت کے لئے
کافی طاقتور ہے۔ اس لئے اُس نے ۱۶۴۲ء
میں پارلیمنٹ کے برخلاف اعلان جنگ کر دیا۔

کیولیمیر اور راونڈ ہیڈس
یہ عظیم الشان خانہ جنگی
شاہ سوار اور گول سرے
چار سال سے زیادہ عرصہ
تک جاری رہی۔ تقریباً نصف انگریز بادشاہ کے

مدد و معاون اور نصف پارلیمنٹ کے حامی تھے۔
 اس لئے لڑائی طویل اور خونریز ہوئی۔ جو
 لوگ بادشاہ کے مددگار تھے۔ وہ حامی ملوکیت
 یا شاہ سوار کہلاتے تھے۔ اور جو لوگ پارلیمنٹ
 کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ اُن کو گول سرے
 یا رائنڈ ہیڈ کہتے تھے۔ کیونکہ پیورٹن اپنے بال
 چھوٹے چھوٹے کٹواتے تھے اور اُن کے سر
 گول معلوم ہوتے تھے +

چارلس کی پہلی فتوحات اور ناکامیاں +
 پہلے پہل تو چارلس کا
 پتہ اپنے دشمنوں سے بھاری
 رہا۔ ۱۶۴۲ء میں جو سب سے پہلی لڑائی مقام
 ایج ہل پر ہوئی۔ اس میں اُس نے فتح پائی۔
 پھر اُس نے آکسفورڈ کو اپنا ہیڈ کوارٹر
 مقرر کیا۔ پارلیمنٹ کا سب سے بڑا مرکز لندن
 تھا۔ شمال اور مغرب کے لوگ بادشاہ کے حامی
 تھے۔ اور جنوب اور مشرق کے لوگ پارلیمنٹ
 کے مدد و معاون تھے۔ دونو پارٹیاں ہم پتہ تھیں۔
 خانہ جنگی کے اولیں سال میں بادشاہ نے پارلیمنٹ
 کا وہ ناطقہ بند کیا۔ کہ اہل اسکاتلینڈ کو پارلیمنٹ
 کی امداد کرنی پڑی۔ ۱۶۴۴ء میں اہل اسکاتلینڈ
 اور پارلیمنٹ کے خلاف یارک کے نزدیک مارسٹن مور

کی لڑائی میں بادشاہ نے سب سے پہلی عظیم الشان
فتح حاصل کی۔ اس کے بعد بھی بادشاہ نے
کئی نئی فتوحات حاصل کیں۔ یہ معلوم ہوتا تھا۔
کہ پارلیمنٹ کے جرنیل بادشاہ کو کڑی شکست دینے
سے ڈرتے تھے +

کرامول اور نئی قسم
کی فوج +

پارلیمنٹ کے سپاہیوں میں
سے سب سے زیادہ الوالعزم
ہن ٹنگٹن کا ایک شریف زادہ آلور کرامول تھا۔
وہ اُسی خاندان کا چشم چراغ تھا۔ جس سے
ہنری ہفتم کے وزیر ٹامس کرامول کا تعلق تھا۔
آلور ہیں ٹامس کرامول ساجوش و خروش موجود
تھا۔ اگرچہ وہ اس سے زیادہ شریف اور نجیب
تھا۔ جس وقت آلور نے پارلیمنٹ کے جرنیلوں
کی سستی اور سہل انگاری کو دیکھا۔ تو وہ
مارے غصے کے آپے سے باہر ہو گیا۔ اُس
نے ایک تجویز پیش کی۔ جس سے پارلیمنٹ
کی سپاہ زیادہ منظم ہو۔ اور سپاہیوں کو زیادہ
تسخواہ ملے۔ اور وہ اچھی طرح سے لڑ سکیں۔
اُس کو نئی قسم کی فوج کہتے تھے۔ اس طریق
سے ناکارہ جرنیل برطرف کر دئے گئے۔ اور
کرامول فوج کا ایک اعلیٰ جرنیل ہو گیا۔ فوج

کی ایسی اصلاح سے جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔
 ۱۸۶۵ء میں نئی فوج نے نارٹھمپٹن کے قریب
 نیس بی کی لڑائی میں چارلس کو شکست فاش
 دی۔ دوسرے سال ہی چارلس پر یہ روشن ہو
 گیا۔ کہ اب وہ زیادہ دیر تک لڑ نہیں سکتا۔
 اُس نے اپنے آپ کو دشمنوں کے حوالے
 کر دیا +

پارلیمنٹ اور فوج کا نزاع + اس طرح پارلیمنٹ نے بادشاہ
 کو شکست دے دی۔ دورانِ جنگ میں بھی چارلس کے دشمنوں میں زیادہ
 اتفاق نہیں تھا۔ جب وہ فتیاب ہو گئے۔ تو
 ایک دوسرے سے انتظامِ سلطنت و کلیسہ کے
 متعلق نہایت شدت سے جھگڑنے لگے۔ اس
 تنازعہ میں جلدی ہی یہ معلوم ہو گیا۔ کہ طویل
 پارلیمنٹ ایک طرف ہے اور نئی فوج دوسری
 طرف۔ پارلیمنٹ اور فوج کے اس تنازع نے
 دونوں فریقوں کے دلوں میں یہ خواہش پیدا کر
 دی۔ کہ وہ بادشاہ کی امداد حاصل کریں۔ ایک
 دفعہ اور یہ ظاہر ہو گیا۔ کہ بادشاہ ایسا آدمی
 نہیں۔ جس کے وعدے وعید پر اعتبار ہو +
 چارلس اول کا قتل جلدی ہی پارلیمنٹ سے

فوج کا پتہ بھاری ہو گیا۔ طاقت اُن کی طرف
 تھی۔ اس لئے یہ قدرتی بات تھی کہ وہ کامیاب
 ہوں۔ فوج کی فتح سے اس کے سب سے قابل
 اعتماد جرنیل کرامول کا طوطی بولنے لگا۔ اس نے
 بادشاہ پر غداری اور قریب کے الزامات نہایت
 شد و مد سے لگائے۔ اور اصرار کیا۔ کہ اُس پر
 غداری کا الزام لگا کر مقدمہ چلایا جائے۔ اُس
 نے اُن تمام ممبران پارلیمنٹ کو ویسٹ منسٹر سے
 نکال دیا۔ جو اُس کے نقطہ خیال سے متفق نہیں
 تھے۔ جو باقی رہے اس کو رمپ کہتے تھے۔ اس
 رمپ نے ایک ہائی کورٹ قائم کیا۔ جس نے
 چارلس کو موت کی سزا دی۔ اور جنوری ۱۶۴۹ء
 میں بادشاہ کا سر اس کے لندن والے محل کے
 سامنے الگ کر دیا گیا۔ چارلس نے ایسی شرافت
 اور ہر پرہیزگاری سے جان دی۔ کہ جن لوگوں
 کا اس پر سے اعتماد اُٹھ گیا تھا۔ وہ بھی اُس
 کے ظالمانہ انجام پر دست تاسف ملتے تھے۔

باب ۲۰

کامن ویلتھ Common Wealth یا جمہوریت
۱۶۴۹ء سے ۱۶۶۵ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

چارلس دوم شاہ اسکاٹ لینڈ - الیور کرامول مارڈ
پروٹیکٹر - رچرڈ کرامول Richard Cromwell, خزل
مانک General Monk لوئیس چہار دہم (Louis XIV)
بادشاہ فرانس +

چیدہ چیدہ تاریخیں :-

۱۶۴۹ء - ۱۶۵۳ء - رمپ (Rump) کی حکومت +
۱۶۵۳ء - ۱۶۵۸ء - الیور کرامول بطور پروٹیکٹر +
۱۶۶۵ء - چارلس ثانی کی واپسی +

رمپ کی حکومت
اور یہ فیصلہ کیا کہ ملک میں جمہوریت قائم ہو -
اُس نے دار الأُمرا اور ملوکیت کا خاتمہ کر دیا -
اور اب تمام ملک میں صرف دار العوام ہی
باقی رہا +

آئر لینڈ کی فتح
جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی تھی -

انگلستان کی حکومت اب رمپ کے ہاتھوں میں تھی۔ لیکن اہل اسکاٹ لینڈ نے مقتول بادشاہ کے سب سے بڑے لڑکے چارلس سے جو ولی عہد سلطنت بھی تھا۔ بادشاہ ہونے کی استدعا کی کہ وہ چارلس ثانی کے لقب سے سریر آراء سلطنت ہو۔ اہل آئر لینڈ نے بھی نوجوان بادشاہ کے حق میں اعلان کر دیا۔ کئی سال سے آئر لینڈ کے رومن کیتھولکوں نے علم بغاوت بلند کر رکھا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نیو ماڈل (یعنی نئی قسم کی فوج) کو اسکاٹ لینڈ اور آئر لینڈ دوبارہ فتح کرنا پڑا۔ سپاہیوں کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ ۱۶۴۹ء میں کرامول نے آئر لینڈ پر حملہ کیا۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں بلا شرکت غیرے اس کا حکمران ہو گیا۔

فتح اسکاٹ لینڈ ۱۶۵۰ء میں کرامول نے اسکاٹ لینڈ

پر حملہ کر دیا۔ اور ڈنبار کی لڑائی میں نوجوان بادشاہ کو شکست دی۔ دوسرے سال چارلس نے انگلستان پر حملہ کرنے کی شد و مد سے تیاری کی۔ لیکن کرامول نے اُس کا سختی سے مقابلہ کیا۔ اور اس کو وارسٹر کی لڑائی میں ۱۶۵۱ء میں شکست دی۔ اسکاٹ لینڈ کا بادشاہ کئی

دفعہ بال بال بچ کر فرانس بھاگ کر چلا گیا۔ اور
اب تینوں ملک کرامول اور اُس کے پیورٹن
سپاہیوں کے زیر اقتدار آ گئے۔

کرامول جلدی ہی دراز
لارڈ پروٹیکٹر۔

اس کی عین تمنا تھی۔ کہ رمپ کی جگہ نیا انتخاب
ہو۔ لیکن رمپ اس نئے انتخاب سے ہراساں
تھی اور جب تک وہ حکومت کر سکتی تھی اس
وقت تک اُس کو ہاتھ سے دینا نہیں چاہتی
تھی۔ آخر کار کرامول کا پیمانہ صبر چھٹک پڑا۔
۱۶۵۳ء میں وہ پارلیمنٹ میں گیا۔ اور تمام ممبروں
کو نکال دیا۔ اس طرح فوج اور اُس کے جرنیل
نے نہ صرف ملوکیت بلکہ دار العوام۔ دار الامرا اور
پُرانے کلیسہ کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اور اب فوج
کا طوطی بولنے لگا۔ فوج اس خیال کے پیدا ہونے
کے خلاف تھی۔ کہ تینوں ملکوں پر تلوار کے
زور سے حکومت ہو رہی ہے۔ اس کے افسروں
نے حکومت انگلستان کا نیا خاکہ تجویز کیا جس کے
ماتحت ملک میں حکومت جمہوری ہی ہوگی۔ لیکن
طاقت و اختیار ایک فرد واحد کے ہاتھوں میں
ہوگا جس کو لارڈ پروٹیکٹر کے نام سے تعبیر

کیا جائیگا۔ کرامول لارڈ پروٹیکٹر مقرر کیا گیا۔
اور اسی خطاب سے اس نے اپنی باقی ماندہ زندگی
میں حکومت کی *

کرامول کی داخلی
پالیسی *

کرامول نے ثابت کر دیا۔ کہ
جس طرح سے وہ ایک کامیاب
جرنیل تھا۔ اسی طرح سے وہ ایک کامیاب سیاست
داں بھی تھا۔ اس نے ان مصائب کا خاتمہ
کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش کی جو خانہ جنگی
کی وجہ سے ملک میں پیدا ہو گئے تھے۔ اس
نے ملک پر از روئے انصاف حکومت کی۔ لیکن
جو لوگ اس کی حکم عدولی کرتے تھے۔ وہ ان
سے نہایت بُری طرح سے پیش آتا تھا۔ وہ
چارلس اول کی طرح اپنی پارلیمنٹ سے بھی لڑ
پڑا۔ لیکن اس نے مخالفت کا ایسی سختی اور
درشتی سے خاتمہ کر دیا۔ جو کمزور بادشاہ چارلس سے
بعید تھا۔ اس نے ملک کی فلاح اور بہبودی کے
لئے کئی ایک تجاویز کیں۔ وہ اس بات پر
قانع نہیں تھا کہ پارلیمنٹ صرف انگلستان اور
ویلز کی نمائندہ ہو۔ بلکہ اس نے اہل اسکاٹ لینڈ
اور آئر لینڈ کے نمائندوں کو بھی پارلیمنٹ
میں طلب کیا۔ اس نے کلیسہ کے مسئلہ کا اس

طرح سے حل کیا۔ کہ تمام پیورٹنوں کو مذہبی آزادی
 عطا کی۔ لیکن رومن کتھولکوں کو یہ آزادی عطا نہ
 کی۔ تاکہ وہ بھی اپنے ضمیر کی پیروی کر سکیں۔
 وہ دوسرے فرقوں کو بھی مذہبی آزادی دیتے ہوئے
 ڈرتا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ وہ اسکاٹلینڈ کے
 نوجوان بادشاہ کے دوست ہیں۔ کرامول کی حکومت
 مقبول عام نہیں تھی۔ بلوکیت کے حامی اسکاٹلینڈ۔
 آئرلینڈ۔ انگریز پادری اور رومن کتھولک اس سے
 نفرت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اب کئی ایک
 کرامول کے پیورٹن دوست بھی اس سے الگ ہو
 گئے۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ وہ بھی ایک قسم
 کا بادشاہ بن رہا ہے۔ اور وہ لوگ ہر قسم کی
 بلوکیت سے متنفر تھے۔ درحقیقت پارلیمنٹ نے
 کرامول کو اس کی موت سے پہلے بادشاہ کا خطاب
 پیش کیا تھا۔ لیکن اس نے اس کے قبول کرنے
 سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اس کو یہ احساس تھا۔
 کہ اس خطاب کو قبول کر لینے سے وہ جمہوریت
 پسند سپاہی از حد برا فروخت ہو جائینگے۔ جن کے
 زور بازو سے اس نے اقتدار حاصل کیا تھا۔
 کرامول کی حکومت کا روشن
 پہلو اس کے غیر ممالک سے

کرامول اور غیر ملکی
 طاقتیں

تعلقات ہیں۔ الزبتھ کے زمانہ حکومت کے بعد انگلستان نے غیر ممالک میں اپنا بہت سا اقتدار کھو دیا تھا۔ لیکن اب کرامول نے اس کی شان کو دوبارہ قائم کیا۔ الزبتھ کی طرح اُس نے سپین کے برخلاف فرانس سے عہد و پیمان کیا۔ فرانس میں اس وقت لوئیس چہار دہم کی حکومت تھی۔ جو اس کے آخری بادشاہوں میں نہایت ہی کامیاب تھا۔ کرامول اور لوئیس نے اہل سپین پر بری اور بھری فتوحات حاصل کیں۔ اُس نے سپین سے جمیکا کا ویسٹ انڈیا جزیرہ فتح کر لیا۔ جو اب تک انگلستان کے قبضے میں ہے۔ اگرچہ ملکیت کے حامی تو کرامول سے بادشاہ کے قتل کی وجہ سے نفرت کرتے تھے۔ لیکن وہ بھی اس کی ہمسپانوی فتوحات کی وجہ سے اس کی تعریف کرنے لگے۔

۱۶۵۸ء میں الیور فوٹ ہو

رچرڈ کرامول کا زوال

گیا۔ اس کی جگہ اس کا لڑکا رچرڈ کرامول پروٹیکٹر مقرر ہوا۔ لیکن وہ سست اور بیوقوف تھا اور اس کو اس بات کی شمع بھر بھی پرواہ نہیں تھی۔ کہ وہ سلطنت کا افسر اعلیٰ ہو۔ اس کا فوج سے بھی جھگڑا ہو گیا۔ جس نے اُس

کو حکومت سے الگ کر دیا۔ پروٹیکٹر کو معزول کرنے کے بعد فوج حیران تھی۔ کہ اب کیا کرے آخر کار اُس نے دراز پارلیمنٹ کی رمپ کو پھر بر سرِ اقتدار کیا۔ لیکن فوج اور رمپ میں پھر تنازعہ شروع ہو گیا۔ جس طرح سے کرامول کے لارڈ پروٹیکٹر ہونے سے قبل ہوا تھا۔

مانک نے چارلس دوم کو
تحت نشین کیا۔
ہر فرد بشر فوج اور
رمپ کی حکومت سے اُکتا
گیا تھا۔ یہ جلدی ہی ظاہر ہو گیا۔ کہ حالات کو درست کرنے کا واحد طریقہ یہی ہے۔ کہ بادشاہ کو واپس بلایا جائے۔ لیکن کوئی بھی یہ نہیں جانتا تھا۔ کہ یہ کس طرح سے ہوگا۔ آخر کار جنرل مانک سپہ سالار افواج مقیم اسکاٹ لینڈ نے اس طرف قدم اٹھایا۔ اُس نے لنڈن کی طرف کوچ۔ اُسے معلوم تھا کہ ہر آدمی رمپ سے مخلصی حاصل کرنے اور بلوکیت کو دوبارہ قائم کرنے کا خواہش مند ہے۔ اس لئے اس نے اصرار کیا۔ کہ پارلیمنٹ کا نیا انتخاب ہو۔ جو اس بات کا فیصلہ کرے۔ کہ آئندہ کیا طرز عمل ہونا چاہئے۔ اس پارلیمنٹ کا اجلاس ۱۶۶۰ء میں ہوا۔ اُس نے فوراً ہی چارلس اول کے لڑکے سے استعفا کی۔

کہ وہ انگلستان واپس آ کر حکومت کرے۔ ۲۹ مئی ۱۶۶۰ء کو چارلس ثانی اپنی پیدائش کے دن انگلستان میں داخل ہوا۔ اس طرح سے بادشاہت دوبارہ قائم ہوئی۔ اور ہر ایک آدمی فرحاں اور شادان تھا۔ کہ فوج اور پیورٹنوں کا دور دورہ ختم ہوا۔ اور پھر بادشاہ واپس تشریف لے آیا۔

باب ۲۱

چارلس دوم ۱۶۶۰ء سے ۱۶۸۵ء
جیمس ثانی ۱۶۸۵ء سے ۱۶۸۸ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

لوئیس چہاردہم بادشاہ فرانس۔ جیمس ڈیوک
یارک۔ ٹائٹس اوٹس (Titus Oates) ارل شیفسبری

(Shaftesbury)

چیدہ چیدہ تاربخیں :-

۱۶۶۰ء۔ چارلس دوم کی تخت نشینی
۱۶۶۵ء۔ لندن کی ویائے عظیم

۱۶۶۶ء۔ لنڈن کی عظیم آتشزدگی ۔

۱۶۷۳ء۔ ٹسٹ ایکٹ (Test Act) ۔

۱۶۷۵ء۔ پوپیش پلاٹ (Popish Plot) ۔

۱۶۸۵ء۔ جیمس دوم کی تخت نشینی ۔

مان منٹھ Monmouth کی بغاوت ۔

۱۶۸۸ء۔ جیمس ثانی کا زوال ۔

چارلس دوم کا چال چلن

چارلس دوم سب اسٹوارٹ بادشاہوں سے بڑھ کر زیرک تھا۔ کیونکہ اُس کی تربیت افلاس اور جلاوطنی میں ہوئی تھی اس لئے اس نے اس کٹھن زمانے میں کئی عمدہ سبق حاصل کئے تھے۔ وہ انگریزی قوم کو اپنے باپ کی نسبت زیادہ اچھی طرح سے سمجھتا تھا۔ وہ اس بات پر رضامند تھا۔ کہ لوگ اس وقت تک اپنی من مانی باتیں کرتے رہیں۔ جب تک وہ اس کو اپنا بادشاہ رہنے دیں۔ وہ خود غرض۔ فضول خرچ۔ سست اور عیش پسند تھا۔ اُس نے اپنی رعایا کے سامنے نہایت بُری مثال قائم کی۔ اور رعایا کے کئی آدمیوں نے اُس کی پیروی کی۔ ٹھوڑے ہی عرصے میں اس کے خلاف شورش برپا ہوئی۔ لیکن چارلس اس قدر عقلمند۔ نیک طبیعت اور بذلہ سیخ واقع ہوا تھا۔ کہ اس کی ہردلعزیزی

بالکل ہی معدوم نہ ہو گئی +

دوبارہ ملکیت قائم ہونے کے اثرات +

بادشاہ اور پارلیمنٹ نے اب متحد ہو کر کوشش کی کہ سول وار

(خانہ جنگی) سے پہلے کے سے حالات قائم ہو جائیں

کرامول کی سپاہ برطرف ہو چکی تھی - لیکن فوج

کے کچھ سوار اور پیادہ پلٹیں رکھ لی گئیں - اور

یہی مستقل فوج کی ابتدا تھی - کرامول نے جو

اتحاد انگلستان - آئر لینڈ اور اسکاٹ لینڈ میں قائم

کیا تھا - اس کو نظر انداز کر کے آئر لینڈ اور

اسکاٹ لینڈ کی علیحدہ علیحدہ پارلیمنٹ قائم کی گئی

اسکاٹ لینڈ کے کلیسہ میں بشپ دوبارہ مقرر کئے

گئے - پریس بی ٹرین پر ظلم و ستم کئے گئے - اور

انگریزی کلیسہ اسی طرح کا ہو گیا - جیسا بغاوت

عظیم سے پہلے تھا - کتاب دعا اور بشپ پھر مقرر

ہوئے - اب پیورٹن نہایت غیر ہر دلعزیز ہو چکے

تھے اور بہت ہی کم لوگ اس بات کا خیال کرتے

تھے - کہ ان کا کیا حشر ہو - پیورٹنوں نے تنگ

آگر کلیسہ سے رشتہ توڑ کر اپنے علیحدہ گرجے

بنائے - ان پیورٹنوں کو دس سنٹر کہتے تھے -

کیونکہ وہ کلیسہ سے متفق نہ تھے - لیکن ان کو

سخت مشکل کا سامنا تھا - کیونکہ نہ تو وہ اپنے

گرچے تعمیر کر سکتے تھے۔ اور نہ ہی عبادت کے لئے انکھٹے ہو سکتے تھے۔ پارلیمنٹ جو سول وار سے پہلے پیورٹنوں کی حامی تھی۔ اس نے اب ڈس سنٹرس کے برخلاف نہایت شدید قوانین پاس کئے *۔

فرانس سے اتحاد کئی ایک امور میں چارلس کرامول کے نقش قدم پر چلا۔ اُس نے کرامول کی طرح فرانس سے رابطہ اتحاد قائم رکھا لیکن چارلس لوئیس چہاردہم کے سامنے دم نہیں مار سکتا تھا۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد اس نے فرانسیسی بادشاہ سے رشوت لینی شروع کر دی۔ علاوہ ازیں اس وقت لوئیس چہاردہم اس قدر طاقتور تھا۔ کہ انگریز اس سے ڈرنے لگ گئے۔ ان وجوہات کی وجہ سے اتحاد فرانس انگلستان میں غیر ہر دل عزیز ہو گیا *۔

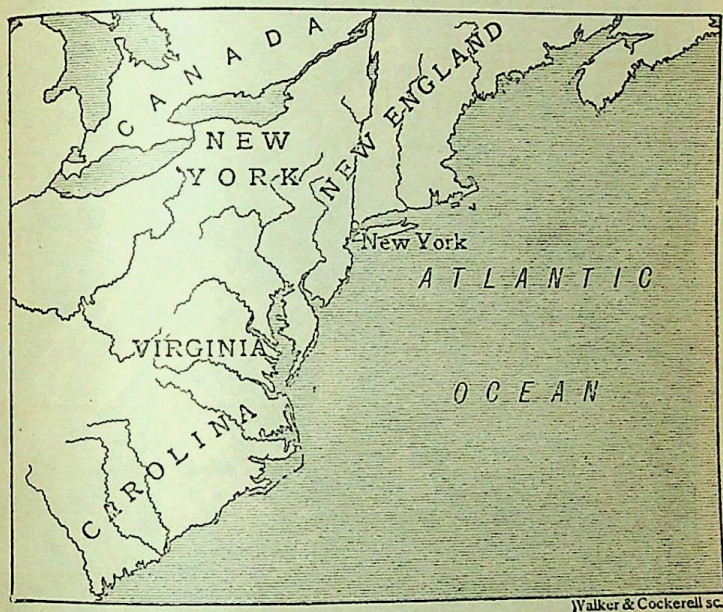
تجارت اور نئی آبادیاں چارلس ثانی کرامول کی طرح انگریزی تجارت اور نو آبادیوں کی حفاظت کرنے میں محتاط تھا۔ اُس نے ولندیزیوں کے برخلاف جو سمندر میں انگریزوں کے سب سے بڑے مد مقابل تھے۔ دو لڑائیاں کیں۔ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا۔ انگریزوں نے ولندیزیوں سے تجارت کا

بہت سا حصہ چھین لیا۔ لیکن اب انگریزوں اور ولندیزیوں میں زیادہ اتحاد ہو گیا کیونکہ اب ان کو لوئیس چہاردہم کے برخلاف صف آرا ہونا تھا۔ ایک جنگ کے دوران میں انگریزوں نے شمالی امریکہ میں ولندیزیوں کی سب سے بڑی آبادی پر قبضہ کر لیا۔ انگریزوں نے اس آبادی کا نام بادشاہ کے چھوٹے بھائی ڈیوک او یارک کے نام پر نیویارک رکھا۔ امریکہ میں دوسری نوآبادیاں بھی قائم ہوئیں۔ ان میں سے ایک کو چارلس کے نام پر کارولینا کہتے تھے۔

وبا اور لندن کی آتش زدگی + چارلس دوم کے عہد سلطنت میں لندن پر دو آفات نازل ہوئیں۔ ۱۶۶۵ء میں وہاں ایک متعدی وبا کا بازار گرم ہوا جس کو لندن کی وبا کے عظیم کہتے ہیں۔ یہ ایک نہایت ہلک بیماری تھی۔ جو نہایت سرعت سے پھرنے شہر کے نہایت گنجان کوچوں میں جن میں پانی کے نکاسی کا انتظام بھی نہیں تھا پھیل گئی۔ ڈاکٹر اس مرض کا علاج نہیں جانتے تھے اس وبا سے اس قدر آدمی لقمہ اجل ہوئے۔ کہ ان کو بڑے بڑے گڑھوں میں دفن کیا گیا۔ اور ہر گڑھے میں کئی کئی سو لاشیں ڈال دی



Charles II.



The New England Colonies, Virginia, New York and Carolina.

گئیں۔ دوسرے سال 1666ء میں لندن پر دوسری
آتش زدگی کی نازل ہوئی۔ کئی ایک خوبصورت
پرانی عمارات تباہ ہو گئیں۔ ان میں ہی سینٹ پال
کا عظیم الشان گرجا تھا۔ لیکن اس سے کچھ فائدہ
غور ہوا۔ کیونکہ شہر کو دوبارہ حفظ صحت کے
اصولوں کے مطابق تعمیر کیا گیا۔ بازار زیادہ کشادہ
ہو گئے۔ اور عمارات میں لکڑی کی بجائے اینٹیں
لگائی گئیں۔

شرٹ ایکٹ ملکیت کے دوبارہ قائم ہونے کے
بعد رومن کتھولک کلیسہ کے لوگ انگلستان میں بہت
مشغول تھے۔ پہلے زمانے میں جو سخت قوانین ان
کے برخلاف پاس ہوئے تھے۔ وہ ابھی تک نافذ
تھے۔ لیکن پہلے کی طرح ان پر سختی سے عمل
نہیں ہوتا تھا۔ کئی ایک برگزیدہ اشخاص نے رومن
کتھولک مذہب قبول کر لیا۔ ان سب سے ممتاز
چارلس دوم کا برادر خورو جیمس ڈیوک آف یارک
تھا۔ اور وہی بادشاہ کی وفات کے بعد وارث تخت
د تاج تھا۔ چارلس کو مذہب کی کچھ پرواہ نہیں
تھی۔ اور اگر اس کو کسی بات پر یقین تھا۔
تو وہ رومن کتھولک کے مذہبی اصولوں پر تھا۔
اس نے متعدد دفعہ رومن کتھولک اور پراسٹنٹ

ڈس سنٹروں کو مذہبی رواداری عطا کرنے کی
کوشش کی۔ لیکن پارلیمنٹ اُس کے خلاف تھی۔
اُس نے کسی قسم کی رواداری سے انکار
کر دیا۔ ۱۶۷۳ء میں اس نے ایک قانون پاس
کیا۔ جس کو ٹسٹ ایکٹ کہتے ہیں۔ اس قانون
کی رو سے کوئی کتھولک کسی عہدے پر فائز
نہیں ہو سکتا تھا۔ ساہا سال تک لوگ رومن
کتھولکوں کو حسد اور شک کی نگاہ سے دیکھتے
رہے۔ اور جو کچھ بھی ان کے خلاف کہا جاتا
ان پر یقین کر لیتے تھے۔

۱۶۷۸ء میں یہ خبر اُڑی۔
پولش پلاٹ (حامیان
پوپ کی سازش) کہ کتھولکوں نے ایک سازش
کی ہے۔ جس کو پولش پلاٹ کہتے تھے۔ کلیسہ
انگلستان کے ایک ناہنجار پادری ٹاٹس اوٹس نے
کہا کہ اُس نے دریافت کر لیا ہے۔ کہ کتھولکوں
نے بادشاہ کو قتل کرنے اور ڈیوک یارک کو اُس
کی جگہ تخت نشین کرنے کی سازش کر لی ہے۔
اوٹس ایک نہایت بے شرم دعوغ بان تھا۔ اور
جو کہانیاں اُس نے بیان کیں۔ بالکل صداقت
سے معرا تھیں۔ لیکن لوگ رومن کتھولکوں سے
اس قدر ہراساں تھے۔ کہ ہر ایک شخص نے اوٹس

کی سب باتوں پر یقین کر لیا۔ کئی دوسرے دروغ باؤں نے بھی اوٹس کی پیروی کی۔ پولیس پلاٹ کے متعلق کہانیاں تصنیف کرنا ایک فائدہ مند کام تھا۔ اگر کوئی شریر النفس آدمی روپیہ اور اور شہرت حاصل کرنا چاہتا تھا تو وہ کوئی نئی حکایت تصنیف کر کے مشہور ہو جاتا۔ تمام انگلستان میں ایک شورش بپا ہو گئی۔ کئی بے گناہ کتھولک اوٹس اور دوسرے غمازوں کی شہادت پر تختہ دار پر کھینچے گئے۔

ان ایام میں شیفٹسبری پہلی اس کارپس ایکٹ اور ایکسلوژن بل (2) سب سے ہوشیار مدبر تھا۔ وہ بادشاہ کا ایک وزیر تھا۔ لیکن اس کے بعد اس کو حکومت سے برطرف کر دیا گیا تھا۔ اور وہ پھر وہی عہدہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ بہت بے اصول تھا۔ اور اُس کو اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں تھی۔ کہ وہ اپنے حصول مطلب کے لئے کیسے طریق استعمال کر رہا ہے۔ پولیس پلاٹ کی وجہ سے جو شورش اور بد امنی ملک میں پھیل رہی تھی۔ اُس نے اس سے فائدہ اٹھا کر اپنا اثر دوبارہ قائم کرنا چاہا۔ آئندہ دو تین سال تک اس کا طوطی دار العوام میں بولتا رہا۔ اُس

(1) The Habeas Corpus Act.

(2) The Exclusion Bill

نے کئی ایک عقلمندانہ قوانین دار العوام سے پاس
 کرائے۔ ان سب میں مشہور یہی اس کارپس ایکٹ
 مجریہ ۱۶۷۹ء تھا۔ جس سے گورنمنٹ کے لئے مشکل
 ہو گیا۔ کہ وہ بے گناہ آدمیوں کو قید کر سکے۔
 لیکن شیفٹسبری کی یہ عین تمنا تھی۔ کہ وہ ایسا
 قانون پاس کرے۔ جس کے رو سے چارلس دوم
 کی وفات کے بعد اس کا بھائی ڈیوک یارک
 تخت نشین نہ ہو سکے۔ اس کو ایکس کلیوزن بل
 (Exclusion Bill) کہتے تھے۔ ڈیوک او یارک کو
 تخت و تاج سے محروم کرنے کی وجہ یہ بیان کی
 گئی۔ کہ وہ رومن کتھولک تھا۔ یہ بل دار العوام
 میں تو پاس ہو گیا۔ لیکن بادشاہ نے پارلیمنٹ
 برخاست کر دی۔ تاکہ یہ بل دار الامرا میں
 پیش نہ ہو سکے۔ اس عرصے میں بادشاہ نے
 نہایت تدبیر سے کام لیا۔ اُس نے شیفٹسبری
 کو اپنی من مانی باتیں کرنے کی اجازت دی۔
 لیکن شیفٹسبری اس قدر تنک مزاج تھا۔ کہ لوگ
 اس سے تنگ آ گئے۔ آہستہ آہستہ حامیان پوپ
 کے برخلاف مصیبت و ہراس دور ہو گیا۔ اب
 لوگوں کو معلوم ہو گیا۔ کہ ٹائٹس دروغ گو تھا۔
 جب پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا۔ تو دار الامرا نے

ایکس کلیوزن بل کو نامنظور کر دیا۔

وگ اور ٹوری تمام انگلستان اب دو پارٹیوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک تو شیفٹس بری کی پارٹی تھی۔ اور دوسری اس کے مخالف۔ شیفٹس بری کے حامیوں کو وگ کہتے تھے۔ اور اس کے دشمنوں کو ٹوری کہتے تھے۔ کچھ عرصہ تک تو یہ معلوم ہوتا رہا۔ کہ ان کے درمیان خانہ جنگی ہوگی۔ لیکن شیفٹس بری اعتدال سے بہت بڑھ چکا تھا۔ اس لئے وگ پارٹی کا زور کم ہو رہا تھا۔ آخر کار شیفٹس بری ہالینڈ بھاگ گیا۔ اور وہیں فوت ہوا۔ چارلس دوم کی باقی ماندہ عہد حکومت میں ٹوری ہی بر سر اقتدار رہے۔

رائی ہاؤس کی سازش اور وگ پارٹی کا زوال *
چونکہ وگ اپنا اقتدار کھو چکے تھے۔ اس لئے

ان میں سے چند ایک جوشیلے لوگوں نے بادشاہ کے قتل کی ٹھان لی۔ اس کو رائی ہاؤس کی سازش کہتے ہیں۔ سازشیوں کا ارادہ یہ تھا۔ کہ جب بادشاہ رائی ہاؤس کے پاس سے سوار ہو کر گزرے۔ جو سازشیوں کی ملکیت تھا۔ تو اس وقت اُس کو گولی سے اڑا دیا جائے۔ لیکن اس سازش کا راز کھل گیا۔ اور مفسدوں کے

(1) Rye House

سرغتون کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا ۔

جیمس دوم کی حکومت
کے اولین ایام ۔

۱۶۸۵ء میں چارلس دوم

کا یک تخت انتقال ہو گیا ۔

اور اُس کا بھائی ڈیوک یارک تخت نشین ہوا۔

اگرچہ اس وقت ایکس کلیوژن بل بھی نافذ تھا۔

نیا بادشاہ اپنے بھائی سے بہت زیادہ کند فہم

تھا۔ اور اپنے باپ چارلس اول کے کئی ایک

نقائص بھی اس میں موجود تھے ۔ اس میں

صفت یہ تھی۔ کہ وہ رومن کتھولک مذہب کا

شیدائی تھا۔ اور مذہب کی خاطر تاج و تخت

بھی قربان کرنے کے لئے تیار تھا۔ اب جب

وہ بادشاہ ہوا۔ تو اُس کو معلوم ہوا کہ اس نے

تاج و تخت ٹوری پارٹی کی مدد سے حاصل کیا

ہے جو زیادہ تر پراسٹنٹ تھے۔ اُس نے اعلان

کیا۔ کہ وہ پراسٹنٹ کلیسہ میں مداخلت نہیں

کریگا۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ اس کو خدا کی

عبادت اپنے طریق سے کرنے کی آزادی حاصل ہو۔

تھوڑے عرصے تک حالات درست رہے ۔ چارلس

کے ٹوری وزیر بر سر اقتدار رہے اور جیمس ان

کی صلاح مشورے سے حکومت کرنے لگا۔ جب

پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا۔ تو اُس نے شد و مد

سے بادشاہ کی حمایت کی ۛ

بغاوت مان متھ چونکہ وگ کسی اور طریق سے
 برسرِ اقتدار نہیں ہو سکتے تھے اس لئے انہوں
 نے جیمس کے برخلاف بغاوت کر دی۔ ان کا
 سردار بادشاہ کا بھتیجا ڈیوک مان متھ تھا۔ لیکن
 جیمس نے اس کو سچ مور کی لڑائی میں شکست دے کر
 اس بغاوت کا خاتمہ کر دیا۔ یہ آخری باقاعدہ لڑائی
 تھی۔ جو سرزمین انگلستان میں ہوئی۔ مان متھ
 کو قتل کر دیا گیا۔ اور اس کے ہمراہیوں سے
 نہایت ظالمانہ سلوک کیا گیا ۛ

سسپنڈنگ پاور (معلق) اب جیمس دیرانہ پالیسی
 کرنے کے اختیارات ۛ پہرہ عمل پیرا ہوا۔ اس کو
 اس بات کا از حد رنج تھا۔ کہ شٹ ایکٹ
 کی وجہ سے اس کے ہم مذہب رومن کتھولکوں
 کو اُس کی حکومت میں کوئی عہدہ نہ مل سکے۔
 اس نے پارلیمنٹ سے شٹ ایکٹ کو منسوخ کرنے
 کے لئے کہا۔ لیکن پارلیمنٹ نے انکار کر دیا۔ کیونکہ
 ایک رومن کتھولک بادشاہ کی حکومت میں شٹ
 ایکٹ کی پہلے سے بڑھ کر ضرورت تھی۔ اس کے
 بعد جیمس نے وہ طیڑھے طریق اس قانون سے
 بچنے کے لئے اختیار کرنے شروع کئے جو چارلس

اول کو بہت پسند تھے۔ اس نے یہ دعوے کیا کہ اُس کو معلق کرنے کے اختیارات ہیں۔ یعنی جس قانون کو وہ ناپسند کرے اس کو معلق کر سکتا تھا۔ اس معلق کرنے کے اختیارات سے اُس نے ٹسٹ ایکٹ اور کئی دوسرے قوانین کو جو رومن کتھولک کے برخلاف تھے ہالائے طاق رکھ دیا۔ اُس نے بری اور بحری فوج میں رومن کتھولک افسر بکھر دیے۔ اُس نے رومن کتھولک ہی اپنے اعلیٰ وزیر مقرر کئے۔ اور اُن کو پرائسٹنٹ کلیسہ میں اعلیٰ عہدے عطا کئے۔ آخر اُس نے اعلان رواداری (Declaration of Indulgence) شائع کیا۔ یعنی اُس نے یہ اعلان کیا کہ وہ ان تمام قوانین کو معلق کر دیگا۔ جو آدمیوں کو اُن کی حسب منشاء عبادت کرنے میں حائل تھے +

جیمس کے برخلاف	جیمس کو یہ امید تھی کہ وہ رومن کتھولکوں اور پرائسٹنٹ
مخالفت عامہ +	ڈس سنٹرس کو کلیسہ کی مخالفت کے لئے متحد کر لیگا۔ لیکن اب اس کا یہ نصب العین ہو گیا۔ کہ کلیسہ کو برباد کر دے۔ اور خود مطلق العنان ہو جائے۔ لیکن پرائسٹنٹ ڈس سنٹرس

یورپ اور بادشاہ کی مطلق العنانی سے علما کی طرح ہی
ڈرتے تھے۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ کہ ہر قسم
کے پرائسٹنٹ انگلستان کی آزادی اور پرائسٹنٹ
مذہب کو بچانے کے لئے متحد ہو گئے۔

۱۶۸۸ء کا انقلاب جیمس بوٹھا آدمی تھا۔ اور
اب تک اُس کی وارث تخت و تاج اُس کی
لڑکی شاہزادی میری تھی۔ وہ راسخ الاعتقاد پرائسٹنٹ
تھی۔ اور اُس کی شادی ولیم او اورینج سے ہوئی
تھی۔ جو ولندیزی جمہوریت کا افسر اعلیٰ اور یورپ
میں سب سے بڑا پرائسٹنٹ حکمران تھا۔ لیکن
اب جیمس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور لامحالہ
یہ لڑکا بھی رومن کتھولک ہوتا۔ اس طرح ابدالآباد
تک کتھولک بادشاہ ہی انگلستان پر حکمرانی کرتے۔
یہ انگریزوں کے لئے ایک ناقابل برداشت امر تھا۔
لہذا وگ اور ٹوری پارٹی کے لیڈروں نے جمع ہو کر
پارلیمنٹ کے فرمانروا شاہزادہ ولیم کو جو بادشاہ کا
بھانجا اور داماد تھا۔ ایک مراسلہ ارسال کیا۔
کہ وہ انگلستان آ کر ملک کو جیمس کے ہاتھوں
سے بچائے۔ ولیم نے آنے کا وعدہ کر لیا۔ اور
۵ نومبر ۱۶۸۸ء کو ڈیون شائر میں لنکے انداز
ہوا۔ جیمس کو اب معلوم ہوا۔ کہ اس کا کوئی

بھی حامی نہیں۔ اس لئے وہ فرانس کی طرف
 فرار ہو گیا۔ اب پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا۔ جس
 نے تخت و تاج کو خالی قرار دیا۔ پھر پارلیمنٹ
 نے یہ تاج و تخت ولیم اور میری کو پیش کیا۔
 جنہوں نے ان کو قبول کر لیا۔ اس طرح سے
 ۱۶۸۸ء کا شاندار انقلاب ہوا۔ اور اس طرح
 بادشاہ اور پارلیمنٹ کے اس تنازعہ کا فیصلہ ہوا۔
 جو جیمس اول کی تخت نشینی سے شروع ہوا تھا۔
 اس انقلاب کا یہ بھی نتیجہ ہوا۔ کہ وہ بادشاہ
 ملک سے نکال دیا گیا۔ جس نے لوگوں کی مخالفت
 کی تھی۔ اور ایک نیا بادشاہ پارلیمنٹ کے قانون
 سے مقرر ہوا۔ اس طرح پارلیمنٹ نے ملوکیت کو
 شکست دی۔ اور انگریزی مملکت میں سب سے
 زبردست طاقت ہو گئی *

باب ۲۲

ولیم سوم ۱۶۸۹ء سے ۱۷۰۲ء
ملکہ میری ۱۶۸۹ء سے ۱۶۹۴ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

شاہزادی این (Anne) جیمس اولڈ پریٹنڈر
(James the old Pretender) سوفیا (Sophia) شاہزادی

ہانور - لوئیس چہار دہم +

چیدہ چیدہ تاریخیں :-

۱۶۸۹ء - کلی کرنیکی (Killiecrankie) کی لڑائی +

۱۶۹۰ء - بائین (Boyne) کی لڑائی +

۱۶۹۴ء - میری کی وفات +

۱۷۰۲ء - ولیم ثالث (William III) کی موت +

ولیم سوم چارلس اول

ولیم اور میری کو پارلیمنٹ

بادشاہ اور ملکہ مقرر کیا + کا نواسہ تھا - اور ملکہ میری

جیمس دوم کی لڑکی تھی - لیکن اُن کی حکومت اس

وجہ سے نہیں تھی - کہ ان کی رگوں میں شاہی

نخون تھا - بلکہ ان کی حکومت کی وجہ یہ تھی - کہ

پارلیمنٹ نے اُن کو حکمران مقرر کیا تھا۔ لیکن پارلیمنٹ حتی المقدور حکمران خاندان کو ہی سرِ اقتدار رکھنا چاہتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ میری کو اُس کے خاوند کے ساتھ شریک تاج و تخت کیا گیا۔ عموماً بادشاہ کی بیوی کو ملکہ کہتے ہیں۔ لیکن ان دونوں کی حکومت ہی کو میری اور ولیم کی مشترکہ حکومت کہتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میری بھی الزبتھ اور وکٹوریا کی طرح حکمران ملکہ مقرر کی گئی تھی۔ اس کو صرف ملکہ اس لئے نہیں کہتے تھے کہ وہ بادشاہ کی بیوی تھی *۔

پارلیمنٹ نے اب ایسے

بل او رائٹس اور ٹالیریشن

قوانین پاس کئے۔ جن سے

ایکٹ (۲) مسودہ حقوق اور

کوئی آئندہ بادشاہ جیمس

ایکٹ رواداری *۔

ثانی کی طرح کارروائی نہ کر سکے۔ ان سب میں

مشہور بل او رائٹس (مسودہ حقوق) تھا۔ اس قانون

نے واضح کر دیا کہ کسی بادشاہ کو کسی قانون

کے متعلق کرنے کا حق نہیں ہے۔ جیسا کہ جیمس

ثانی نے دعوئے کیا تھا۔ اس میں یہ بھی درج

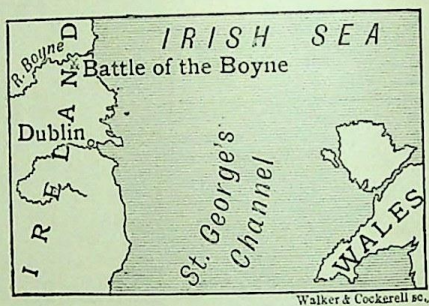
تھا کہ رومن کیتھولک انگلستان میں حکومت نہیں

کر سکیں گے۔ دوسرے قوانین سے یہ طے پایا کہ اگر

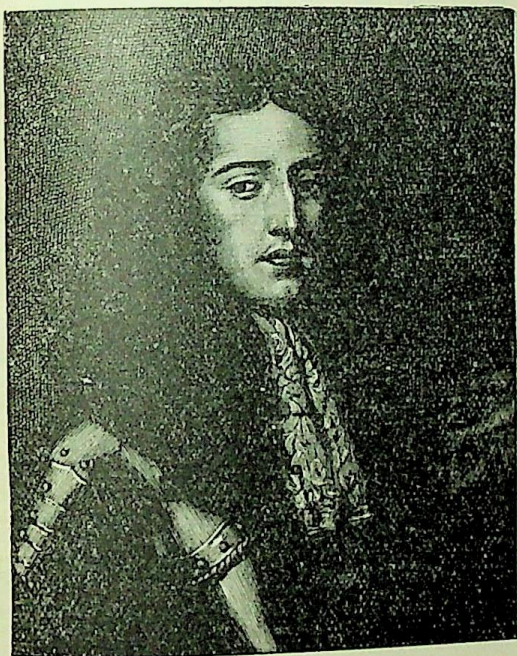
ولیم اور میری کی کوئی اولاد نہ ہو۔ تو میری کی

(1) The Bill of Rights

(2) The Toleration Act



The Position of the Boyne.



William III.

سب سے چھوٹی بہن این وارث تخت و تاج ہو
 اگر این بھی بے اولاد فوت ہو جائے۔ تو پھر
 ہانور کی شاہزادی سوفیا اور اس کے پرائسٹنٹ
 جانشین شاہان انگلستان ہونگے۔ سوفیا جیمس اول
 کی نواسی تھی۔ اس کا انتخاب اس لئے عمل میں
 آیا۔ کہ وہ بادشاہ اور ملکہ کے پرائسٹنٹ رشتہ داروں
 میں سے سب سے نزدیکی تھی۔ یہ اسی قانون
 کی برکت ہے۔ کہ ہمارے ہر بادشاہ اور ملکہ کو
 حق حکمرانی حاصل ہے۔ انہیں ایام میں ایک اور
 قانون ٹالیبریشن ایکٹ یعنی قانون مذہبی رواداری بھی
 پاس ہوا۔ جس سے پرائسٹنٹ ڈس سنٹروں کو اپنے
 اپنے گرجوں میں آزادانہ طور سے عبادت کرنے کا
 حق عطا ہوا *

پارلی گورنمنٹ کا آغاز سٹوارٹ بادشاہوں کے طرز
 عمل کے خلاف ولیم سوم قانون کی اچھی طرح سے
 تابعداری کرتا تھا۔ وہ مجبور تھا کہ پارلیمنٹ کے
 حسب منشا حکومت کرے۔ اس کو یہ بات منظور
 نہیں تھی کیونکہ وہ اقتدار کا شائق تھا۔ مگر ولیم
 بے بس تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ پارلیمنٹ حکومت
 ملک کے لئے سال بہ سال روپیہ منظور کرتی تھی
 اور اگر وہ اس طریق سے حکومت کرتا جو پارلیمنٹ

کو پسند نہیں تھا تو وہ روپیہ نامنظور کر کے اس کو بے بس کر دیتی۔ پارلیمنٹ کی بڑھتی ہوئی طاقت کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا۔ کہ ولیم آہستہ آہستہ اپنے وزرا کا انتخاب اس پارٹی سے کرنے لگا۔ جس کی اکثریت پارلیمنٹ میں ہوا کرتی تھی۔ پہلے پہل ولیم کچھ وگ اور کچھ ٹوری وزرا منتخب کرتا تھا۔ لیکن وگ پارلیمنٹ ولیم کے ٹوری وزرا کو اس قدر ناپسند کرتی تھی کہ اُس نے ولیم کو مجبور کر دیا۔ کہ ٹوری وزرا کو برطرف کر کے وگ وزرا مقرر کرے۔ چند سال کے بعد جب ٹوری پارٹی پارلیمنٹ میں زور پکڑ گئی۔ تو ولیم کو صرف ٹوری وزرا مقرر کرنے پڑے۔ اس طرح سے انگلستان میں پارٹی گورنمنٹ کا آغاز ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پارلیمنٹ کے ہاتھوں اس طاقت کا اکثر حصہ آ گیا۔ جو اس وقت تک بادشاہوں کے ہاتھوں میں تھا۔

انقلاب آئر لینڈ

ولیم کو آئر لینڈ اور اسکاٹ لینڈ کا بادشاہ ہونے سے قبل شدید لڑائیاں کرنی پڑیں۔ آئر لینڈ کے رومن کتھولک جیمس کے حامی تھے۔ اگرچہ مدت ہوئی۔ وہ انگلستان سے نکالا جا چکا تھا۔ آخر کار جیمس خود آئر لینڈ چلا گیا۔ اور وہاں کچھ مدت تک حکومت کی۔ لیکن

۱۶۹۵ء میں ولیم نے جیمس کو بائیں کی لڑائی میں شکست دے کر اس کو آئر لینڈ سے نکال دیا۔ اس طرح سے آئر لینڈ دوبارہ فتح ہوا۔ کیونکہ کتھولکوں نے جیمس کا ساتھ دیا تھا۔ اس لئے ان سے نہایت بُرا سلوک کیا گیا۔ اُن کو اُن کی تمام زمینوں سے تقریباً محروم کر دیا گیا۔ وہاں صرف پراسٹنٹوں کو حکومت کرنے کی اجازت تھی۔ یہ حالت ایک سو سال سے زیادہ تک رہی +

اسکاٹ لینڈ میں اہل اسکاٹ لینڈ نے بھی انگریزوں کی پیروی کر کے جیمس کو تخت و انقلاب +

تاج سے محروم کر دیا۔ انہوں نے ولیم اور میری کو بادشاہ اور ملکہ منتخب کیا۔ اور کلیسہ اسکاٹ لینڈ میں بشپوں کو اڑا دیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک اسکاٹ لینڈ کا کلیسہ پریسبی ٹرین رہا ہے۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا۔ کہ ہائی لینڈرون (پہاڑی اقوام) نے جو اسکاٹ لینڈ کے شمال کی طرف پہاڑوں میں رہتے تھے۔ جیمس دوم کے حق میں بغاوت کر دی۔ لیکن کئی کئی کی فتح حاصل کرنے کے بعد ہائی لینڈ اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ اس طرح ولیم کے حامیوں کا پلہ بھاری ہو گیا +

فرانس سے جنگ

جب جیمس ثانی کو انگلستان سے نکالا گیا۔ تو اس کو فرانس کے بادشاہ لوئی چہارم سے بہت امداد ملی۔ ولیم تقریباً بیس سال سے فرانس کے برخلاف لڑ رہا تھا۔ اب اُس نے انگریزوں کو اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ وہ لوئیس کے خلاف اعلان جنگ کریں۔ یہ معرکہ فرانس اور انگلستان کے درمیان آٹھ سال تک جاری رہا۔ انگریزوں کو بڑی کامیابیاں زیادہ نہ ہوئیں۔ لیکن اُنہوں نے لاہوگ کی بحری لڑائی میں فرانسیسوں کو شکست فاش دی۔ آخر کار صلح ہو گئی۔ اس لڑائی میں اس قدر روپیہ خرچ ہوا کہ ولیم سال بہ سال اس کو ادا نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے اس کو قرض لینا پڑا۔ وہ اس قرضے کا صرف سود ہی ادا کر سکتا تھا۔ اور یہی انگریزی قومی قرضہ کا آغاز تھا۔

ولیم سوم اور جیکو بائٹس (Jacobites)

ملکہ میری کا ۱۶۹۴ء میں انتقال ہو گیا۔ ملکہ میں زیادہ انگریزی خصائل موجود تھے۔ اور لوگ اس سے ولیم کی نسبت زیادہ محبت کرتے تھے۔ ولیم بہت لائق بادشاہ تھا۔ لیکن اُس نے انگریزی قوم کے طریقے سمجھنے میں ذرا بھی زحمت گوارا نہ کی۔ انگریز

اس سے متنفر تھے۔ وہ اس قدر غیر ہر دل عزیز ہو گیا کہ کئی ایک کوششیں اُس کے خسر جیمس کو دوبارہ تخت پر بٹھانے کی کی گئیں۔ جیمس کے حامیوں کو اب جیکو بائٹس کہتے تھے۔ یہ لفظ جیکوبس سے نکلا ہے۔ جو لاطینی زبان میں جیمس کا مترادف ہے۔ لوئیس چہاردہم ابھی تک جیمس کی حمایت کرتا تھا۔ جب جیمس کا انتقال ہوا۔ تو فرانس کے بادشاہ نے جیمس کے لڑکے کو بادشاہ انگلستان تسلیم کر لیا۔ اس سے ولیم اور انگریز اس قدر ناخوش ہوئے کہ وہ لوئیس سے پھر لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ لیکن ۱۷۰۲ء میں ولیم سوم کا انتقال ہو گیا۔

باب ۲۳

ملکہ این (Anne) ۱۷۰۲ء سے ۱۷۱۴ء

چمیدہ چمیدہ اشخاص :-

ڈیوک مارلبورو (Marlborough) اور اُس کی بیوی۔
جارج (George) شاہزادہ ڈنمارک۔ لوئیس چہاردہم
فلپ بادشاہ اسپین۔ سوفیا (Sophia) ملکہ ہانور Hanover

لارڈ بولنگ بروک (Bolingbroke) +

چیدہ چیدہ تارتخیں :-

۱۷۰۲ء - این کی تخت نشینی +

۱۷۰۴ء - بلن ہیمل (Blen Heim) کی لڑائی +

۱۷۰۷ء - اسکاٹ لینڈ سے اتحاد +

۱۷۱۳ء - یوٹرکٹ (Utrecht) کی صلح +

۱۷۱۴ء - این کی وفات +

این اور مارلبرو این نیک دل اور نیک طبیعت

تھی - لیکن وہ ہوشیار نہیں تھی - اگر اُس کو

خود ملک پر حکومت کرنی پڑتی - تو وہ اچھی طرح

سے حکمرانی نہ کر سکتی - مارلبرو کی بیوی کی ملکہ

سے از حد دوستی تھی - ملکہ اس کے صلاح مشورے

سے حکومت کرتی تھی - ڈچس کا خاوند ڈیوک

مارلبرو انگلستان کا نامی جنرل تھا - یہ خوش قسمتی

کی بات تھی - کیونکہ جنگِ فرانس کا آغاز تھا - اور

مارلبرو انگلستان کے معاملات کا انتظام کرنے کے

لئے سب سے افضل اور بہتر آدمی تھا - کئی

برس تک وہ فوج کا جنرل اور وزیر اعظم رہا +

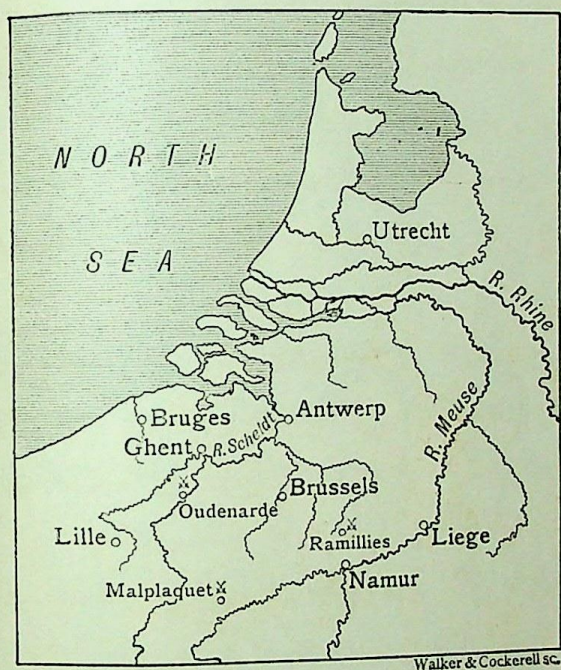
وراثت تخت ہسپانیہ اس لڑائی کو جنگِ وراثت

کی جنگ + تخت ہسپانیہ (Spanish Succession)

کہتے تھے - لوہیس چہار دہم کی یہ تمنا تھی - کہ اپنے



Queen Anne.



Map of the Netherlands to illustrate Malborough's Campaigns.

پوتے فلپ کو اسپین کا بادشاہ بنائے۔ اسکاٹ لینڈ
ہالینڈ۔ آسٹریا اور کئی ایک اور ملکوں نے متحد
ہو کر ایک عہد نامہ کیا۔ جو اتحاد عظیم (Grand Alliance)
کے نام سے مشہور ہے۔ اس عہد نامے کا مقصد
یہ تھا۔ کہ فلپ کے راستے میں روڑے اڑکائے
جائیں۔ اصلی غرض و غایت اس اتحاد کو وجود
میں لانے کی یہ تھی۔ کہ وہ فرانس کی طاقت سے
سخت ڈرتے تھے اور اسی لئے وہ فرانس اور اسپین
کا اتحاد نہیں چاہتے تھے۔

ماربرو کی فتوحات | اس جنگ میں ماربرو نے
فرانسیسوں پر کئی فتوحات حاصل کیں۔ ان میں
سے سب سے پہلی لٹائی بلن ہیم کی ^{۱۷۰۴}ء میں
ملک جرمنی میں ہوئی۔ یہ انگریزوں کی پہلی فتح
تھی۔ اور ماربرو کی یہ فتح اس لئے بھی شاندار
تھی کہ لوئیس چہاردہم کے عہد میں فرانسیسوں
نے ہر میدان جنگ میں فتح حاصل کی تھی۔ اس
کے بعد ماربرو نے نیدر لینڈ میں ریملیئر-اوڈے نارڈی
اور مل پلکیوٹ پر پے در پے فتوحات حاصل کیں۔
اسی جنگ میں جبرالٹر (جبل الطارق) کا قلعہ انگریزوں
کے ہاتھ آیا۔ جو اسپین کے جنوب میں واقع ہے۔
اس وقت سے لے کر آج تک جبرالٹر انگریزوں کے

قبضے میں ہے۔ اگرچہ انگریزوں نے نہایت شد و مد سے جنگ کی۔ لیکن وہ لوہیس کے پوتے فلپ کو سپین سے نہ نکال سکے۔ کیونکہ تقریباً تمام اہل سپین اُس کے حامی و مددگار تھے۔

یہ جنگ نہایت ہی خونریز تھی اور اس میں روپیہ بھی

ٹوری وزارت اور

یوٹریٹ کا عہد نامہ

پانی کی طرح بہایا گیا۔ اب لوگوں کو یہ خیال آنے لگا۔ کہ آخر صلح کیوں نہیں ہوتی۔ خصوصاً ٹوری تو اس جنگ کا خاتمہ کرنے کے اندھ متھی تھے۔ مارلبرو ہمیشہ سے ٹوری ہی تھا۔ لیکن وہ جنگ کا اس قدر شائق تھا۔ کہ وہ اپنے پُرانے دوستوں کی دوستی کو خیرباد کہہ کر وگ کے ساتھ مل گیا۔ اور اُس کی وزارت جو وگ تھی۔ وہ ٹوری ہو گئی۔ لیکن وگوں سے یہ غلطی سرزد ہوئی۔ کہ انہوں نے غیر ضروری طور سے طویل عرصے تک جنگ جاری رکھی۔ پھر صلح کے لئے سخت شورش برپا ہوئی۔ ٹوریوں کی پارلیمنٹ میں اکثریت ہو گئی۔ اور مارلبرو کو حکومت سے نکال دیا گیا۔ اور پھر ملکہ این بھی مارلبرو کو الگ کر دینے پر رضامند ہو گئی۔ کیونکہ وہ اُس کی بیوی سے لڑ چکی تھی۔ جس کے متکبرانہ طریقوں سے وہ

آخر کار اکتا گئی تھی۔ ٹوری ملکہ این کے باقی ماندہ
 عہد حکومت میں برسرِ اقتدار رہے۔ اور ان
 کا یہ نمایاں کام تھا۔ کہ انہوں نے فرانس سے
 صلح کر لی۔ یہ صلح عہد نامہ یوٹرکٹ کے ذریعے
 ہوئی۔ جس پر ۱۷۱۳ء میں دستخط ہوئے۔ اگرچہ
 ٹوریوں نے ایسی جلدی سے صلح کی۔ لیکن انہوں
 نے فرانس سے ایسی شرائط صلح نہ کیں۔ جن کی
 اُن سے توقع تھی۔ اس صلح سے انگلستان کو متعدد
 فائدے ہوئے۔ اس صلح نامے کے رو سے فلپ
 کو شاہ سپین تسلیم کر لیا گیا۔ اور جبرالٹر انگریزوں
 کے قبضے میں آ گیا۔

اسکاٹ لینڈ سے اتحاد
 ملکہ این کی حکومت کا ایک بڑا
 واقعہ انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کا اتحاد
 ہے۔ اگرچہ ۱۶۰۳ء سے انگلستان اور اسکاٹ لینڈ
 کا ایک ہی بادشاہ تھا۔ لیکن دونوں ملکوں میں
 اپنے ہی طریق کی حکومت تھی۔ ہر ایک ملک
 کی پارلیمنٹ بھی علیحدہ تھی۔ مگر کراموں کے عہد
 میں یہ پارلیمنٹ متحد ہو گئی تھی۔ لیکن یہ کام
 سرانجام نہ ہو سکا۔ انگریزوں اور اہل اسکاٹ لینڈ
 میں اس قدر نا اتفاقی تھی۔ کہ اتحاد تاج و تخت
 بھی معرض خطر میں تھا۔ ملکہ این کے وزرا نے

یہ تجویز کی۔ کہ دونو ملکوں کی پارلیمنٹ اور گورنمنٹ متحد ہو جائے۔ تاکہ انگریزوں اور اہل اسکاٹ لینڈ میں جھگڑے کی بنیاد کم ہو جائے۔ دونو ملکوں نے اس کو مان لیا۔ اور ۱۷۰۶ء میں ایکٹ اتحاد پاس ہو گیا۔ اس کے بعد انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کی علیحدہ علیحدہ پارلیمنٹیں نہ رہیں۔ برطانیہ کلاں کی اب ایک ہی پارلیمنٹ ویسٹ منسٹر میں اجلاس کرتی تھی۔ اسکاٹ لینڈ کے نمائندے دارالعوام اور دارالامرا میں بھی تھے۔ لیکن اس پر اتفاق ہو گیا۔ کہ کلیسہ اسکاٹ لینڈ پرسی بی ٹرین ہی رہیگا۔ یہ اتحاد اول اول تو دونو ملکوں میں ہرولڈز نہیں تھا۔ لیکن یہ ایک عقلمندانہ تدبیر تھی۔ اور آخر الامر نہایت کامیاب رہی :

ملکہ این کے آخری ایام +

ملکہ این نے شاہزادہ جارج والے ڈنمارک سے شادی کی تھی۔ اُس کے تمام بچے اُس کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے اور اب این کی صحت بہت خراب ہو رہی تھی۔ ہانور کی بوڑھی شاہزادی سوفیا بھی ان ہی ایام میں مر گئی۔ اس لئے از روئے قانون اُس کا لڑکا جارج والے ہانور ہی اس کی وفات کے بعد تخت انگلستان کا مالک ہوتا۔ لیکن جارج وگس

کا بہت دوست تھا۔ اور ملکہ کے ٹوری وزیر
 کو یقین کامل ہو گیا۔ کہ اگر وہ بادشاہ ہٹوا۔
 تو وہ اُن کو نکال باہر کریگا۔ ٹوری سیاست دانوں
 میں سے بولنگ بروک سب سے زیادہ روشن دماغ
 لیکن سب سے کم دیانتدار تھا۔ اب اُس نے
 این کے بھائی جیمس کے لڑکے کے لئے جس
 کو انگریز "جھوٹا دعویٰ دار کہتے تھے تاج و تخت
 حاصل کرنے کے لئے ایک مسودہ تیار کیا۔ لیکن
 ابھی اس کی تجویز مکمل بھی نہیں ہوئی تھی۔
 کہ این کا یکایک انتقال ہو گیا۔ لہذا بغیر کسی
 قسم کی مخالفت کے ہانور کا شاہزادہ جارج
 اول کے لقب سے بادشاہ انگلستان ہٹوا۔ بولنگ
 بروک کو انگلستان سے فرار ہونا پڑا۔ ملکہ این
 شاہان اسٹوارٹ میں سے آخری ملکہ تھی۔ اس
 کے بعد خاندان ہانور کی حکومت شروع ہوئی۔

خاندان ہانور کا شجرہ نسب -

جیمس اول

نانا

سوفیا ملکہ ہانور

جارج اول

جارج دوئم

دادا

جارج سوم

ڈیوک کنٹ

وکتوریا

ایڈورڈ ہفتم

جارج پنجم

ولیم چہارم

جارج چہارم

باب ۲۲

جارج اول ۱۷۱۴ء سے ۱۷۲۷ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

اولڈ پریٹنڈر (بوڑھا جھوٹا دعویدار) مار کا ایل

سر رابرٹ والپول (Sir Robert Walpole) *

چیدہ چیدہ تارنخیں :-

۱۷۱۴ء - جارج اول کی تخت نشینی *

۱۷۱۵ء - جیکو ہائٹ کی بغاوت (جیمس کے

حامیوں کی بغاوت) *

۱۷۲۰ء - سوٹھ سی ببل (South Sea Bubble)

(حباب سمندر جنوبی) *

۱۷۲۷ء - جارج اول کی موت *

دک پارٹی کی جارج اول کی عمر تخت نشینی کے

طویل حکومت کے وقت پچاس سال سے زیادہ تھی۔ وہ

انگلستان کے رسم و رواج سے بالکل نا آشنا تھا۔

اور انگریزی زبان سے محض نا بلکہ کسی آدمی کو

بھی اُس کی پرواہ نہیں تھی۔ لیکن انگریزوں نے

اس کو اپنا بادشاہ مقرر کیا۔ اور یہی ایک طریق

تھا۔ جس سے وہ بڑھے کاذب دعویدار (اولڈ پریٹنڈر) کو انگلستان آنے سے روک سکتے تھے۔ اس کے عہد حکومت میں وزرا من مانی باتیں کر سکتے تھے اس طرح سے پارٹی گورنمنٹ زیادہ مستحکم ہو گئی۔ جس کا آغاز ولیم سوم کے عہد سے شروع ہو گیا تھا۔ اب ٹوریوں کا وقار اور ہر دلعزیزی جاتی رہی۔ جارج اول اور اس کے بیٹے جارج دوم کے عہد حکومت میں وگ ہی وزیر سلطنت ہوتے رہے۔

جیمس کے حامیوں نے جب یہ دیکھا۔ کہ جارج اول نہایت امن و چین سے تخت نشین ہو گیا ہے۔ تو وہ بہت ہی مایوس ہوئے۔ ۱۷۱۵ء میں انہوں نے نئے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی آگ روشن کر دی۔ انگلستان میں تو اس کا اثر کم ہوا۔ لیکن اسکاٹلینڈ کے پہاڑی علاقہ میں ایک شدید بغاوت ہو گئی۔ ان ایام میں پہاڑی اقوام (ہائی لینڈرس) انگریزوں اور اسکاٹچ سے بالکل مختلف زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ بڑے بڑے گروہوں یا قبیلوں میں تقسیم تھے۔ اور ہر ایک کنبے کا ایک سردار ہوتا تھا۔ وہ قانون کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ او۔ ہمیشہ

جیکو ہائٹ بغاوت
۱۷۱۵ء

ایک دوسرے سے ہر سر پرکار رہتے - یا وہ متحد ہو کر میدانی علاقے کے لوگوں کو لوٹ لیا کرتے - جب اسکاٹ لینڈ اور انگلستان کے لوگوں کی اکثریت نے اسٹوارٹ کا خیال تک چھوڑ دیا - تو اُس وقت بھی ہائی لینڈرس (پہاڑی اقوام) اُس کے دوست رہے - وہ اعلیٰ درجے کے سپاہی تھے - اور ان کا حمد اس قدر تندر ہوتا تھا - کہ اُس زمانے کے سست رفتار سپاہیوں میں تلاطم برپا کر دیتا تھا - لیکن ۱۷۱۵ء میں ہائی لینڈرس کا سردار ایل ادوار ایک کمزور جرنیل تھا - تھوڑے ہی عرصے بعد پیرٹینڈر کا لڑکا اسکاٹ لینڈ چلا گیا - لیکن وہ اس قدر بیوقوف اور پشمرده تھا - کہ لوگوں کے دلوں میں اس کے متعلق تمام جوش و خروش سرد ہو گیا - ہائی لینڈر اس سے متنفر ہو کر گھر چل دئے - اور پیرٹینڈر جلدی ہنی فرانس چلا گیا +

سوئٹھی سی بیل (جنوبی سمندر کا حباب) +

یوٹریکٹ کی صلح سے لے کر اُس وقت تک ملک بہت خوشحال

تھا - لوگ تجارت سے مالا مال ہو رہے تھے اور اپنے روپیہ پر زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنے کے طریقے وضع کر رہے تھے - کئی لوگوں نے اپنا روپیہ جنوبی سمندر کی کمپنی کے حصوں میں لگا دیا -

یہ کمپنی جنوبی امریکہ سے تجارت کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ اس کمپنی کا کار بار چمک اٹھا۔ اس کی کامیابی دیکھ کر دوسری کمپنیاں بھی اپنے حصص دوسرے لوگوں میں فروخت کرنے لگ پڑیں ان میں سے کئی ایک کمپنیاں تو محض دھوکا ہی دھوکا تھیں۔ اور فوراً ہی ان کی پول کھل گئی۔ اس کے بعد ناگمانی خوف لوگوں کے دلوں پر طاری ہو گیا۔ اور ان تمام کمپنیوں کے حصص کی قیمت یک لخت گھٹ گئی۔ بہت سے لوگ تباہ و خستہ حال ہو گئے۔ اور تمام ملک ایک مصیبت عظمیٰ میں گرفتار ہو گیا۔ سوچتے ہی کمپنی کا حساب بھی اس قدر پھول گیا تھا۔ کہ وہ بھی پھٹ گیا۔ یہ واقعہ ۱۸۷۳ء میں ہوا۔

والپول کی وزارت

ان تباہ شدہ لوگوں میں سے جو جنوبی کمپنی نے برباد کر دئے تھے۔ کئی ایک کو یہ معلوم ہوا۔ کہ بادشاہ کے وزیروں نے جنوبی کمپنی سے رشوت لی ہے۔ اس لئے ان کے برخلاف سخت شورش برپا ہوئی۔ اور وہ وزارت سے معزل کر دئے گئے۔ اب سر رابرٹ والپول کو وزیر اعظم بنایا گیا۔ رابرٹ والپول ماہر مالیات تھا۔ اُس نے ایسے ایسے عقلمندانہ طریق اختیار کئے۔ کہ لوگوں

کے دلوں سے اس ناگمانی خوف کا اثر جاتا رہا۔
 وہ بیس سال تک اپنے عہدے پر قائم رہا۔ اس
 کی حکومت کے زمانے سے قبل ہی جارج اول کا
 انتقال ۱۷۲۷ء میں ہو گیا۔

باب ۲۵

جارج ثانی ۱۷۲۷ء سے ۱۷۶۰ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

سر رابرٹ والپول - میریا تھرسکیا Maria Theresa
 اولڈ پریٹنڈر (Old Pretender) یونگ پریٹنڈر (Young Pretender)
 کیمبرلینڈ کا ڈیوک Duke of Cumberland نیوکیسل کا
 ڈیوک (New Castle) ولیم پٹ (William Pitt) جان
 ویسلے (John Wesley) جنرل دلف (Wolfe)
 رابرٹ کلاؤ (Robert Clive) +

چیدہ چیدہ تاریخیں :-

۱۷۲۷ء - جارج دوم کی تخت نشینی +
 ۱۷۴۲ء - والپول کا زوال +
 ۱۷۴۵ء - جیکو بائٹ کی بغاوت +

۱۷۵۶ء - پلاسی (Plassev) کی لڑائی +

۱۷۵۹ء - کیوبک (Quebeck) کی تسخیر +

۱۷۶۵ء - جارج دوم کی وفات +

وزیر اعظم والپول جارج دوم ایک خاص جرمن تھا۔ لیکن وہ انگلستان کو اپنے باپ کی نسبت زیادہ اچھی طرح سے جانتا تھا۔ بادشاہ ہونے سے قبل وہ والپول سے حسد کرتا تھا۔ لیکن اب اس کو یہی معلوم ہوا کہ والپول ہی اس کا وزیر اعظم ہونے کے لائق ہے۔ اس نے اس کو اس عہدے پر برقرار رہنے دیا۔ والپول نے اپنے عہدے کو اس قدر مستحکم کر لیا۔ کہ دوسرے وزرا کو مجبوراً اُس کی اطاعت کرنی پڑی۔ وہ پہلا وزیر تھا جس کو وزیر اعظم کہنے لگے۔ جب تک والپول بر سر اقتدار رہا۔ اس وقت تک انگلستان میں امن رہا۔ والپول نہایت ہی زیرک مدبر تھا۔ اس کے عہد میں لوگ اس طرح خاندان ہانور سے مطمئن ہو گئے۔ کہ اب جیکوبائٹ کے لئے پریٹنڈر کو دوبارہ تخت نشین کرنے کا کوئی موقع نہ رہا۔ جب والپول بوڑھا ہو گیا۔ تو اُس وقت سپین کے برخلاف جنگ کرنے کے لئے بہت زبردست مطالبہ ہونے لگا۔ سوداگروں کو یہ شکایت تھی۔ کہ اہل سپین جنوبی امریکہ کی نو آبادیوں



Sir Robert, Walpole.

1
2
3
4
5
6
7
8
9
10
11
12
13
14
15
16
17
18
19
20
21
22
23
24
25
26
27
28
29
30
31
32
33
34
35
36
37
38
39
40
41
42
43
44
45
46
47
48
49
50
51
52
53
54
55
56
57
58
59
60
61
62
63
64
65
66
67
68
69
70
71
72
73
74
75
76
77
78
79
80
81
82
83
84
85
86
87
88
89
90
91
92
93
94
95
96
97
98
99
100



کے ساتھ تجارت کرنے میں انگریزوں کے محل ہوتے ہیں۔ والپول نے باؤل ناخواستہ اس شورش کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ اور ۱۷۳۹ء میں اعلان جنگ کر دیا۔ لیکن اس نے اس جنگ میں کچھ زور نہ دکھایا۔ اب اس کے خلاف شورش از نو بہا ہوئی۔ ۱۷۴۲ء میں وہ اپنے عہدے پر طرف کر دیا گیا۔

آسٹریا کی تخت نشینی کے لئے جنگ۔ والپول کے زوال سے پہلے جنگ سپین نے فرانس

کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اس جنگ کو آسٹریا کی تخت نشینی کی جنگ کہتے ہیں۔ آسٹریا کے تخت و تاج کے لئے انگلستان تو عمر میریا تھرسیا کے دعوے کا حامی تھا۔ لیکن فرانس اور دوسری طاقتیں میریا تھرسیا کے ملک کے حصے بخرے کرنے کی متمنی تھیں۔

۱۷۴۵ء کی جیکو بائٹ سائش۔ اس جنگ کا ایک نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خاندان ہانور کے خلاف جیکو بائٹ

نے پھر علم بغاوت بلند کیا۔ جیمس اولڈ پریٹنڈر ابھی تک زندہ تھا۔ لیکن اب جیکو بائٹ کا حقیقی سردار اس کا لڑکا چارلس ایڈورڈ تھا۔ جس کو ہنگ پریٹنڈر کہتے تھے۔ چارلس خوبصورت۔ روشن

دماغ اور جوشیلا تھا۔ اور وہ اپنے غم زدہ باپ سے لوگوں کی قیادت کرنے کا زیادہ اہل تھا۔ ۱۷۵۵ء میں ہائی لینڈرس میں آؤتھا۔ ہائی لینڈرس نے اس کا پرجوش استقبال کیا۔ اور وہ جلدی ہی تمام اسکاٹ لینڈ کا مالک و مختار ہو گیا۔ اس کی رفتار ترقی بہت تیز تھی۔ کیونکہ انگریزی فوج فرانس کے برخلاف جنگ کرنے کے لئے یورپ میں گئی ہوئی تھی۔ اور جو فوجیں اس کے برخلاف لڑنے کے لئے روانہ کی گئیں۔ انہوں نے نہایت بُرے طریق سے لڑائی کی۔ ایڈن برگ کے قریب پرسٹن پین کی لڑائی میں شاہ جارج کی فوج ہائی لینڈروں کے پرجوش حملہ کی تاب مقاومت نہ لاکر نہایت ذلت سے میدان جنگ سے فرار ہو گئی۔

ڈربی کی طرف کوچ اور	نوجوان پریٹنڈر کو معلوم
کلڈن کی لڑائی۔	ہو گیا۔ کہ اس کی کامیابی کا

راز صرف جرأت اور بہادری میں ہی مضمر ہے اب اُس نے انگلستان پر حملہ کر دیا۔ اس کو امید غالب تھی کہ وہ لنڈن جا کر شاہ جارج کو نکال دیگا۔ وہ کیمبر لینڈ۔ انکاشائر اور ڈربی شائر سے گزر کر ڈربی تک جا پہنچا۔ لیکن بہت کم

انگریز اس کے جھنڈے تلے جمع ہوئے۔ اس لئے
 اس کو زیادہ دور جنوب کی طرف بڑھنے کی جرات
 نہ ہوئی۔ آخر کار ۱۷۶۵ء میں بادشاہ کے دوسرے
 لڑکے ڈیوک کیمبرلینڈ نے اس کو کلڈن مور پر شکست
 دی۔ اور اب ہائی لینڈروں کی بغاوت کو کیمبرلینڈ
 نے نہایت بے رحمی سے کچل ڈالا۔ اس کا طرز عمل
 اس قدر ظالمانہ تھا کہ اُس کو قصائی کہتے تھے۔
 چارلس ایڈورڈ بھاگ کر یورپ چلا گیا۔ وہ کئی سال
 تک زندہ رہا۔ لیکن اس کا تمام اثر زائل ہو گیا۔
 اس کی اور اُس کے بھائی کی وفات کے بعد
 بدقسمت خاندان اسٹوارٹ کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے
 بعد خاندان ہانور انگریزی تخت پر زیادہ مضبوطی
 سے قابض ہو گیا۔

نیوکسل اور
 وگ شرفا *
 واپوں کے زوال کے بعد کا
 زمانہ کچھ زیادہ پر لطف نہیں تھا۔
 وگ ملک پر حکومت کرتے رہے۔ اکثر وگ سردار
 بڑے امیر یا بڑے زمیندار تھے۔ وہ عوام الناس
 کا کچھ بھی تحیاں نہیں کرتے تھے۔ اور بہت کم
 تبدیلیاں کرنی چاہتے تھے۔ وہ رشوت ستانی سے
 برسرِ اقتدار رہے۔ باوجود ان نقائص کے انہوں
 نے ملک پر برے طور سے حکومت نہ کی۔ وہ

روشن دماغ اور کار و بار کو خوب سمجھتے تھے۔
 لیکن اُن میں کوئی شریفانہ بات نہیں تھی۔ ان
 مدیروں کا ایک اچھا نمونہ نیوکیسل کا ڈیوک تھا۔
 وہ شورہ پشت دحل در معقولات کرنے والا اور
 نالائق آدمی تھا۔ اگر وہ ڈیوک نہ ہوتا۔ تو وہ کبھی
 کوئی عہدہ حاصل نہ کر سکتا۔ ایسا شخص امن
 چین کے زمانے میں اچھی طرح سے انتظام حکومت
 کر سکتا تھا۔ لیکن جلدی ہی ایک جنگ عظیم
 کے شعلے بھڑکنے والے تھے۔ نیوکیسل نے یہ صاف
 ظاہر کر دیا۔ کہ وہ پر آشوب زمانے میں ملک کا
 نظم و نسق کرنے کے ناقابل ہے۔

ولیم پٹ خوبی قسمت سے انگلستان میں نیوکیسل
 سے کہیں بڑھ چڑھ کر ایک مدیر ولیم پٹ تھا۔
 پٹ کا کسی بڑے وگ خاندان سے تعلق نہ تھا۔
 اور وہ کار و بار میں بھی یدِ طولیٰ نہیں رکھتا
 تھا۔ لیکن اس کی فصاحت و بلاغت حیرت انگیز
 تھی۔ علاوہ انہیں وہ عالی دماغ اور محب وطن تھا۔
 وہ روپے پیسے اور ذاتی معاملات میں بالکل بے پرواہ
 تھا۔ وہ رشوت دینے والوں اور فتنہ برپا کرنیوالوں
 کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ وہ عوام الناس
 میں از حد ہر دلچزینہ تھا۔ جو اس کو گریٹ کامنز

کہتے تھے۔ اس بے کار اور خود غرض زمانے میں
 اُس نے انگریزی سیاست کے لئے وہ کچھ کر دکھایا
 جو اس وقت انگلستان میں مذہب کی خاطر جان
 ویلی کر رہا تھا۔ اور وہ متضاد سٹ تحریک کا
 مشہور بانی تھا۔ بد قسمتی سے پیٹ کا اس قدر اثر
 دار العوام میں نہیں تھا۔ جس قدر اہل انگلستان
 پر تھا۔ ان ایام میں دار العوام کے ممبروں کا
 انتخاب چند رائے دہندگان کے ہاتھوں میں تھا۔
 بہت سے لوگوں کو پارلیمنٹ کے ممبروں کے لئے
 ووٹ دینے کا حق تک حاصل نہیں تھا۔ کئی ایک
 ممبروں کی نشستیں نیوکاسل جیسے بڑے وگ شرفا
 کے قبضہ تصرف میں تھیں۔ یہ زمیندار اپنے جاگیروں
 کے مزارعوں کو جس شخص کے حق میں چاہتے۔
 ووٹ دینے کے لئے مجبور کر سکتے تھے۔ اس کا
 نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اگرچہ پیٹ کا عوام الناس پر زیادہ
 اثر تھا۔ لیکن نیوکسیس کا پارلیمنٹ میں بہت اقتدار
 تھا۔

اب جنگ ہفت سالہ شروع
 ہوئی۔ اس کا آغاز یوں ہوا۔
 کہ فرانس اور انگلستان کے درمیان امریکہ اور
 ہندوستان کے دور دراز ممالک میں قبضہ اقتدار

امریکہ میں فرانس اور
 انگلستان کی جنگ +

کے لئے چپقلش شروع ہوئی۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ جیمس اول کی وفات کے بعد انگریزوں نے شمالی امریکہ کے مشرقی ساحل پر آبادیاں قائم کی تھیں۔ ان کی تعداد تیرہ تک پہنچ چکی تھی۔ وہ نہایت مرفح الحال تھیں۔ لیکن شمالی امریکہ میں فرانسیسیوں کی آبادیاں تھیں۔ ان سب میں مشہور کنیڈا تھا۔ جو دریائے سینٹ لارنس کے دونوں جانب واقع تھا۔ اور دوسری مشہور آبادی لوسی آنا کی تھی۔ جو لوئر مس سس پی پر واقع تھی۔ فرانسیسیوں نے اب کنیڈا اور لوسی آنا کو متحد کرنے کا خاکہ تیار کیا۔ اور اس طرح سے انگریزوں کو مشرقی ساحل کے اندر محدود کر دیا۔ اب امریکہ کے جنگلوں میں جنگ شروع ہوئی۔ اوائل جنگ میں فرانسیسیوں کا پتہ بھاری رہا۔

جنگ ہفت سالہ
ہندوستان میں انگریزوں اور
فرانسیسیوں کے درمیان اسی طرح
کی لڑائی ہو رہی تھی۔ اب تک ہندوستان میں
ہندوستانی راجے مہاراجے اور نوابوں کی حکومت تھی۔
انگریز اور فرانسیسی وہاں تاجرانہ حیثیت سے آئے
تھے۔ لیکن فرانسیسیوں نے ہندوستان والیان
ملک سے انگریزوں کے خلاف ساز باز کیا۔ اور

جلدی ہی اُن کو سخت تنگ کر دیا۔ اُن کے حلیف بنگال کے نواب نے کلکتہ کی انگریزی بستی پر قبضہ کر لیا۔ اور تمام انگریز قیدیوں کو کلکتہ کی کال کوٹھری میں قید کر دیا۔ موسم گرما کی ایک رات کو تقریباً تمام قیدی گرمی کی شدت سے مر گئے +

جنگ ہفت سالہ ان مشکلات کا یہ نتیجہ ہوا۔
 کہ ۱۷۵۶ء میں انگریزوں اور فرانسیسیوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ اس وقت نیوکیسل وزیر اعظم تھا۔ لیکن وہ جنگ کے بالکل ناقابل تھا۔ اس وجہ سے دنیا کے ہر حصے میں انگریز ناکام رہے۔ نیوکیسل نے اب پٹ سے اتحاد کر لیا۔ اور ۱۷۵۷ء میں پٹ وزارت میں شامل ہو گیا۔ اس کی نیک نیتی۔ بہادری اور جوش نے تمام حالات کا نقشہ تبدیل کر دیا۔ اس میں انگریزی بیڑے اور انگریزی فوجوں کے لئے قابل افسروں کے انتخاب کرنے کی حیرت انگیز طاقت تھی۔ اس نے انگلستان کی عظمت کی روح اُن میں پھونک دی۔ اُس نے اپنے منظور نظر جرنیل ولف کو فرانسیسیوں سے کنیڈا فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ۱۷۵۹ء میں کنیڈا کے دار الخلافہ کیکوپک کے محاذ میں لڑائی ہوئی۔ اگرچہ اس لڑائی میں

ولف مارا گیا۔ لیکن فرانسیسوں کو سخت شکست
 ہوئی۔ اور تمام کنیڈا جلدی ہی فتح ہو گیا۔ اسی
 شان کی فتوحات انگریزی فوج نے ہندوستان
 میں حاصل کیں۔ ۱۷۵۷ء میں رابرٹ کلاؤ نے
 جو ان ممتاز آدمیوں میں سے سب سے پہلا
 شخص تھا۔ جنہوں نے ہندوستان کو برطانیہ کے
 لئے فتح کیا تھا۔ پلاسی کی لڑائی میں بنگال کے
 نواب کو شکست دی۔ اس کے بعد تمام بنگال جلد
 ہی فتح ہو گیا۔ اور اس طرح سے ہندوستان میں
 سلطنت برطانیہ کا آغاز ہوا۔ ولیم پیٹا کی عالی دماغی
 کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جنگ ہفت سالہ جس کا آغاز
 ایسا الم ناک ہوا تھا۔ اس کا خاتمہ ایسا شاندار اور
 کامیاب ہوا۔ کہ مارلبورو کے وقت سے لے کر اب
 تک کسی جنگ کا ایسا پرشکوہ انجام نہیں ہوا تھا
 جنگ ابھی جاری تھی کہ جارج دوم ۱۷۶۰ء
 میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا پوتا جارج
 سوم تخت نشین ہوا۔

باب ۲۴

جارج سوم ۱۷۶۵ء سے ۱۸۲۰ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

ولیم پٹ William Pitt, اول چیمفم Earl of Chatham

ڈیوک نیوکیسل - لارڈ نارٹھ (Lord North) امیر البحر

راڈنے (Rodney) ولیم پٹ خورد - چارلس

جیمس فاکس Charles James Fox امیر البحر نیلسن -

(Nelson) پیولین بونا پارٹ Napoleon Bonaparte

جوزف بونا پارٹ (Joseph Bonapart) آرٹھر ویلزلی

(Arthur Wellesley) ڈیوک ونگٹن Duke of Wellington

جارج پرنس ریجنٹ (George Prince Regent.)

چیدہ چیدہ تاریخیں

۱۷۶۵ء - جارج سوم کی تخت نشینی *

۱۷۷۰ء - لارڈ نارٹھ وزیر اعظم *

۱۷۸۳ء - آزادی امریکہ *

۱۷۸۳ء - پٹ وزیر اعظم *

۱۷۸۹ء - انقلاب فرانس کا آغاز *

۱۸۰۰ء - انگلستان اور آئر لینڈ کا اتحاد *

۱۸۰۵ء۔ ٹریفالگر (Trafalgar) کی لڑائی *

۱۸۱۵ء۔ واٹرلو (Waterloo) کی لڑائی *

۱۸۲۵ء۔ جارج سوم کی وفات *

جارج سوم اور

وگ

تھا۔ کہ وہ انگلستان میں پیدا ہوئے۔
وہ کچھ زیادہ تیز فہم نہیں تھا۔ لیکن مستقل مزاج
ضرور تھا۔ وہ قانون کی حدود میں اپنے اختیارات
کا پورا پورا استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اس کو یہ
بخوشی معلوم تھا۔ کہ جارج اول اور جارج
دوم کے عہد میں وگوں نے شاہی اختیارات کو
یکے بعد دیگرے سلب کر لیا ہے۔ اسی وجہ
سے وہ وگ ہارٹی سے سخت نفرت کرتا تھا۔
اور جہاں تک جلدی ہو سکا۔ ان کو حکومت سے
الگ کر دیا۔ وہ وگوں سے اس طرح کورانہ طور
سے نفرت کرتا تھا۔ کہ اس کو نیوکیسل اور پٹ
کے درمیان کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا تھا۔
درحقیقت وہ نیوکیسل سے بڑھ کر پٹ سے خائف
نہا۔ کیونکہ پٹ کو لوگ زیادہ پسند کرتے تھے۔
اُس نے ۱۷۶۳ء میں جنگ فرانس کا خاتمہ کر
دیا۔ اس کو صلح کرنے کی ایسی جلدی تھی۔
کہ اُس نے برطانیہ کے لئے وہ فوائد بھی

حاصل نہ کر سکا۔ جو حاصل ہو سکتے تھے۔ لیکن
 پھر بھی یہ صلح انگلستان کے لئے نہایت فائدہ
 مند ثابت ہوئی۔ کیونکہ اس کی رو سے کنیڈا
 انگریزوں کے قبضے میں رہا۔ اور ہندوستان میں
 بھی ان ہی کا بول بالا رہا۔

جارج اور انتخاب
 دزرا + جارج کی یہ عین تمنا تھی۔
 کہ وہ آزادانہ طور سے اپنے

وزرا کا انتخاب کرے۔ ۱۶۸۸ء کے انقلاب کے
 بعد شاہان انگلستان رفتہ رفتہ اس بات پر
 مجبور ہو گئے تھے۔ کہ وہ اپنے وزیروں کا انتخاب
 اس پارٹی میں سے کریں۔ جس کی پارلیمنٹ میں
 اکثریت ہوتی تھی۔ جارج پہلے دستور پر عمل
 پیرا ہونا چاہتا تھا۔ اور جن وزیروں کو وہ پسند
 کرتا۔ ان کو منتخب کرنا چاہتا تھا۔ اس نے
 اس خیال کو پورا کرنے کے لئے نہایت ناپسندیدہ
 طریق اختیار کئے۔ وہ دو گون کوختے المقدرہ عہدوں
 سے علیحدہ ہی رکھنا چاہتا تھا۔ آخر کار جارج کو
 اپنی مرضی کے مطابق ایک وزیر ہاتھ آ گیا۔ جس
 کا نام لارڈ نارتھ تھا۔ یہ ملکہ این کے عہد حکومت
 کے بعد پہلا ٹوری وزیر اعظم تھا۔ لارڈ نارتھ
 ۱۷۶۵ء سے لے کر ۱۷۸۲ء تک برسرِ اقتدار رہا۔

امریکن آبادیوں

کی بغاوت

لارڈ نارٹھ کی عہد وزارت کا
 کا اہم واقعہ امریکہ کی آبادیوں
 کی بغاوت ہے۔ ہفت سالہ جنگ نے انگلستان
 کو بہت مقروض کر دیا۔ جارج کا یہ خیال تھا۔
 کہ امریکہ والوں کو بھی اس بارگراں میں حصہ
 لینا چاہئے۔ اس لئے اس نے انگریزی پارلیمنٹ
 میں سٹیپ ایکٹ پاس کرا دیا۔ جس کے رو سے
 امریکہ والوں کو قانونی دستاویزوں پر اہل انگلستان
 کو ٹیکس ادا کرنے پر پڑتے تھے۔ اس پر اہل
 امریکہ چراغ پا ہو گئے۔ انہوں نے یہ صراہ
 احتجاج بلند کی۔ کہ انگریزی پارلیمنٹ کو ان
 پر کوئی ٹیکس لگانے کا حق حاصل نہیں۔ کیونکہ
 ان کا کوئی نمائندہ انگریزی پارلیمنٹ میں نہیں۔
 امریکہ میں اتنی شورش برپا ہوئی کہ مجبوراً امریکہ
 پر ٹیکس عاید کرنے والے قانون کو منسوخ کرنا
 پڑا۔ لیکن اس منسوخی سے قبل سخت مشکلات
 پیش آئیں۔ امریکہ والوں نے فوجیں جمع کر کے
 شاہ جارج کے برخلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔
 ۱۷۷۵ء میں جنگ شروع ہوئی۔ اور اُس کے فوراً
 بعد اہل امریکہ نے اعلان خود مختاری شائع کر دیا۔
 اس میں انہوں نے یہ اعلان کیا۔ کہ وہ شاہ

جارج کی رعایا نہیں رہیں گے۔ کل کی کل تیرہ
آبادیاں اکٹھی ہو گئیں۔ اور انہوں نے ممالک متحدہ
امریکہ کا نام اختیار کیا۔

چیتھم اور امریکہ انگلستان کے کئی لوگ امریکہ
والوں کی اس صداے احتجاج سے ہمدردی
کرتے تھے۔ جو انہوں نے نئے محصولات کے
ادا کرنے کے خلاف بلند کی تھی۔ ان میں ایک
ولیم پٹ بھی تھا۔ جو اب ارل چیتھم ہو گیا تھا۔
وہ اس پر خوش تھا۔ کہ امریکہ نے جارج سوم
کی اس طرح سے مخالفت کی ہے جس طرح جان
ہیڈن نے چارلس اول کی مخالفت کی تھی۔
لیکن جنگ کا سبب الزام جارج کے سر پر نہیں
امریکہ کے کئی ایک لیڈر شروع ہی سے برطانیہ
سے آزاد ہونا چاہتے تھے۔ چیتھم کو اس وقت
بہت رنج ہوا۔ جب اُس نے یہ دیکھ لیا۔ کہ
اس کا نتیجہ سلطنت برطانیہ کی تباہی ہوگا۔
خصوصاً جس وقت فرانس۔ سپین اور انگلستان کے
دیرینہ دشمنوں نے اہل امریکہ کی حمایت میں
اعلان جنگ کر دیا۔ تو چیتھم کے غصہ کا پارہ
سو درجے تک پہنچ گیا۔ اس نے اپنے دم واپسین
میں یہ کہا۔ کہ جس سلطنت برطانیہ کی عظمت

میں اُس نے نمایاں حصہ لیا تھا۔ اُس کو
 ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچایا جائے۔ لیکن وہ
 جلدی فوت ہو گیا۔ اور اُس کی وفات کے ساتھ
 ہی امریکہ اور انگلستان کے اتحاد کی امید بھی
 جاتی رہی۔ لیکن جب تیرہ آبادیوں کے برطانوی
 آبادکاروں نے اپنے پرانے ملک کی اطاعت کا
 جُؤا اپنے کندھوں سے اُتار پھینکا۔ اس وقت
 بھی کنیڈا کے فرانسیسی جارج کے نمک حلال
 رہے۔ اس طرح سے کنیڈا انگریزی قبضہ اقتدار
 میں رہا۔

امریکہ کو آزادی عطا کی گئی +	برطانیہ کو اب امریکہ اور نصف یورپ کا مقابلہ کرنا پڑا۔
---------------------------------	--

جارج سوم اور لارڈ نارٹھ نے اپنے دشمنوں کے
 خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ لیکن جو روح
 اور جوش چیتھم نے جنگ ہفت سالہ کے دوران
 میں لوگوں کے دلوں میں پھونک دی تھی۔ جارج
 اور ناتھ اُس جوش کو جاری نہ رکھ سکے۔ لیکن
 ایک بڑے امیر البحر راڈنی نے فرانسیسیوں پر
 فتوحات حاصل کر کے انگلستان کو دوبارہ سمندروں
 کی ملکہ بنا دیا۔ امریکہ میں لڑائی کا حال ابتر تھا۔
 دو انگریزی فوجوں نے امریکہ والوں کے سامنے

ہتھیار ڈال دئے۔ جب ۱۷۸۳ء میں صلح ہوئی۔
تو برطانیہ نے ممالک متحدہ کی آزادی کو
تسلیم کر لیا۔

خورد پیٹ کی وزارت *
جنگ کے خاتمہ سے قبل لارڈ
نارٹھ نے استعفا دے دیا۔ بڑی
تکلیف کے بعد بادشاہ کو ایک ایسا وزیر مل گیا۔
جس پر وہ اعتماد کر سکتا تھا۔ یہ ولیم پیٹ تھا۔
جو لارڈ چیٹھم اعظم کا دوسرا لڑکا تھا۔ پیٹ کی
عمر اس وقت چوبیس سال تھی۔ جب جارج
نے اُس کو وزیر اعظم مقرر کیا۔ وہ اپنے باپ
کی طرح ذکی نہیں تھا۔ لیکن نصیح۔ روشن دماغ۔
اور کار و بار میں یدِ طولی رکھتا تھا۔ وہ اپنے
باپ سے زیادہ عمدہ طور سے دوسروں سے مل کر
کام کر سکتا تھا۔ اس پر بادشاہ اور لوگوں کا
اعتبار تھا۔ اب جبکہ جارج نے ولیم پیٹ کو اپنا
وزیر مقرر کر لیا۔ تو وہ وگ امرا کو ناک چنے
چھو سکتا تھا۔ پیٹ ۱۷۸۳ء سے لے کر ۱۸۰۱ء
تک برسرِ اقتدار رہا۔ اور پھر وہ مستعفی ہو
گیا۔ کیونکہ وہ بادشاہ سے متفق رائے نہیں
تھا۔ پیٹ کو عموماً ٹوری کہتے تھے۔ اگرچہ اس
کے خیالات بھی اپنے باپ کی طرح تھے۔

جس کو لوگ ہمیشہ ہی دگ کہتے تھے۔ نارنگ اور
 پٹ کے وقت سے ٹوٹیوں کی حکومت کا طویل زمانہ
 شروع ہوا۔ جو جارج سوم کے عہد حکومت سے
 بعد تک جاری رہا۔ پٹ کا بڑا مد مقابل چارلس
 جیمس فاکس تھا۔ جو دگوں کا لیڈر تھا۔ فاکس
 اعلیٰ درجے کا مقرر تھا۔ وہ نیک طینت اور فیاض
 تھا۔ لیکن اس میں نقص یہ تھا۔ کہ وہ اپنی پارٹی
 کا از حد مشتاق تھا۔ اور اُس نے اپنی ہردلعزیزی
 کو امریکہ والوں کی حمایت کر کے کھو دیا تھا۔ اس
 کے حامیوں کی تعداد پارلیمنٹ میں ہمیشہ پٹ سے
 کم رہی۔ علاوہ انہیں جارج کو اس سے نفرت تھی
 اس لئے اس کے لئے کسی عہدے پر مقرر ہونے
 کا امکان نہیں تھا۔

انگلستان صنعتی ملک
 ہو جاتا ہے۔
 پٹ کی وزارت میں انگلستان
 میں بہت جلد تبدیلیاں ہونے
 لگیں۔ اور اب وہ پہلی مرتبہ ایک بڑا صنعتی ملک
 ہونے لگا۔ اب تک تو برطانیہ کسانوں اور سوداگروں
 کا ملک تھا۔ لیکن انہیں دنوں میں کئی ایک عجیب
 و غریب مشینیں ایجاد ہو گئیں۔ جس کی مدد سے کپڑا
 پہنے کی نسبت جبکہ تانا کاتا جاتا تھا اور کپڑا ہاتھ
 سے بُنا جاتا تھا جلدی اور سستے داموں تیار ہونے

لگا۔ علاوہ انہیں ہر ایک قسم کی مشین کو چلانے
 کے لئے اب سیٹیم انجن (بھاپ سے چلنے والا انجن)
 پہلی دفعہ استعمال ہونے لگا۔ اچھی اور مضبوط
 سڑکیں ہر جگہ بننے لگیں۔ اور گہری نہریں بنائی
 جانے لگیں۔ ان وسائل سے تیار شدہ مال
 کارخانوں سے بڑی آسانی اور سستے داموں سے
 منڈیوں میں فروخت کے لئے لے جایا جاسکتا
 تھا۔ بڑے بڑے شہر کوئلے اور لوہے کی کانوں
 کے قریب آباد ہو گئے۔ اب انگلستان میں روپیہ
 کی ریل پیل تھی۔ اور اس کی آبادی بڑھ رہی
 تھی۔ لیکن ان تبدیلیوں سے کئی قسم کی تکالیف
 کا سامنا ہوا۔ ملک میں غربا کی تعداد زیادہ تھی۔
 اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں تھا۔ تنخواہیں
 کم تھیں۔ اور بہت لوگ بے روزگار تھے۔ صنعتی
 اضلاع میں نہ تو مالکوں اور نہ ہی مزدوروں کا
 پارلیمنٹ کے ممبروں کے انتخاب میں کوئی حصہ تھا۔
 کارخانوں میں مزدوروں کا حال اس قدر زبون تھا۔
 کہ وہ انگلستان کے مصائب کے وقت اس کی
 حمایت میں اٹھ کھڑے ہونے کے لئے تیار نہیں
 تھے۔ لیکن ساہما سہل تک حالات اچھے رہے۔
 پٹ دوسرے مدبہوں سے بڑھ کر تجارت اور مالیات

کو سمجھتا تھا۔ اور ان تبدیلیوں کی کامیابی میں اس نے بہت مدد کی +

انقلاب فرانس ۱۷۸۹ء میں رودبار انگلستان سے

پار یعنی فرانس میں انقلاب ہو گیا۔ اب تک تو فرانس میں مطلق العنان بادشاہوں کی حکومت تھی۔ اور وہ لوگوں سے بہت بُرا سلوک کرتے تھے۔ لیکن اب حالات ایسے خراب ہو گئے۔ کہ لوگوں کو کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑا۔ فرانس کے بادشاہ کو ایک قسم کی پارلیمنٹ طلب کرنی پڑی۔ اس جماعت نے انگریزوں کی طویل پارلیمنٹ کی طرح سب کچھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اُس نے انگلستان کی طرح تقریباً ایک آئینی حکومت قائم کی۔ لیکن نیا نظام ناکام رہا۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ کہ انتہا پسندوں کا طوطی بونے لگا۔ انہوں نے بادشاہ اور ملکہ کو قتل کر کے ایک جمہوری سلطنت قائم کی۔ ہزار ہا فرانسیسی تلوار کے گھاٹ اتارے گئے۔ ایک زمانہ تو ایسا پُرخطر تھا کہ اس کو دو خطرہ کی حکومت کہتے ہیں۔ فرانس کے خونخوار حاکموں نے تمام اقوام کو اپنی امداد کا وعدہ دیا۔ جو فرانس کی سیردی کرنا چاہیں اور اپنے بادشاہوں کا تختہ الٹ دی +

فرانس کے برخلاف
جنگ عظیم

۱۷۹۳ء میں برطانیہ نے
انقلاب فرانس کے برخلاف جنگ
کر دی۔ یہ جنگ انگلستان اور فرانس کے درمیان
بیس سال تک رہی۔ اور اس طولانی عرصہ میں
صرف چند ماہ صلح رہی۔ یہ جان جوگھوں کی لڑائی
تھی۔ پٹ اپنے باپ کی طرح کامیاب و نہیر جنگ
نہیں تھا۔ اس لئے فرانسیسیوں نے انگلستان اور
اس کے حلیفوں پر کئی ایک فتوحات حاصل کیں۔
خوش قسمتی سے انگلستان سمندر پر بخشی سے
زیادہ کامیاب رہا۔ اس کی بحری کامیابیوں کی وجہ
سے فرانسیسی رودبار انگلستان کو عبور کر کے انگلستان
پر حملہ نہ کر سکے۔ آخر کار فرانسیسی جرنیلوں میں
سب سے شاندار جرنیل نپولین بونا پارٹ
انقلاب فرانس کا خاتمہ کر کے فرانس کا شاہنشاہ ہو
گیا۔ اس نے نہ صرف فرانس بلکہ تقریباً تمام
یورپ کو اطاعت پر مجبور کر لیا۔ بعد ازاں
اس نے فرانس کے شمالی ساحل کے ساتھ ساتھ
ایک عظیم الشان فوج جمع کی اور انگریزی بحری
بیڑہ کو دھوکا دے کر رودبار انگلستان سے دور
لے جانے کی کوشش کی۔ انگریزی بحری بیڑے
کا افسر ارڈ نیلسن تھا۔ جو انگریزی امیر البحر

کا سہنناج تھا۔ نیلسن نیپولین کی تمام چالاکیوں کا سدباب کرنے کی قابلیت رکھتا تھا۔ آخر کار ۱۸۰۵ء میں اُس نے فرانسیسی بحری بیڑے پر حملہ کر کے اس کو ٹریفالگر کی لڑائی میں جو سپین کے جنوب مغربی ساحل پر واقع ہے۔ تباہ کر دیا۔ اس لڑائی کے دوران میں نیلسن کام آیا۔ لیکن وہ فتح حاصل کر چکا تھا۔ اس وقت سے لے کر انگلستان کی حکومت سمندروں پر بلا شرکت غیرے رہی۔ اور حملے کا خطرہ بھی دور ہو گیا۔

نیپولین کی کامیابیاں

پہلے پٹ نے آسٹریا اور روس کو نیپولین کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا تھا۔ لیکن نیپولین نے اُن کو شکست فاش دی۔ اب نیپولین اور زار روس کے درمیان یہ سمجھوتہ ہوا۔ کہ زار روس مشرق کی جانب جو چاہے سو کرے۔ اور نیپولین مغرب میں جو کچھ چاہے کرے۔ اس اتحاد سے کچھ مدت پہلے ۱۸۰۶ء میں تشویش سے نڈھال ہو کر پٹ کا انتقال ہو گیا۔ اگرچہ اُس نے کئی ایک غلطیاں کیں۔ لیکن اُس نے کبھی ہمت نہ ہاری۔ انگلستان اس ثابت قدمی اور استقلال کے لئے پٹ کا مہدون منت ہے۔ جس کا اظہار اُس نے محاربہ

عظیم میں پولین کے برخلاف کیا *

پٹ برطانیہ میں تبدیلیوں کو روک دیتا ہے *
پٹ کو غیر ممالک میں ہی فرانسیسوں کے برخلاف

نہیں لڑنا پڑا تھا۔ انگلستان میں کئی آدمی پولین اور انقلاب فرانس کے دوست تھے۔ شمالی انگلستان کے نئے صنعتی شہروں میں جاہل اور مصیبت زدہ آدمی آباد تھے۔ جو فرانسیسوں کے نقش قدم پر چلنا چاہتے تھے۔ پٹ نے ان لوگوں کو نہایت سختی سے دبا دیا۔ جو فرانسیسوں کے طریقے اختیار کر رہے تھے۔ لوگ پٹ کو ناخدا کہتے تھے۔ جو طوفان فرانس پر غالب آیا تھا۔ بد قسمتی سے لوگ انقلاب فرانس کی وجہ سے انگلستان میں تباہیلیاں کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ پٹ اپنے باپ کی طرح پارلیمنٹ کے انتخاب کے طریق میں اصلاحات کرنے کا حامی تھا۔ لیکن اب ان اصلاحات کی کامیابی کا کوئی امکان نہیں تھا۔ کیونکہ کئی آدمیوں کا یہ خیال تھا۔ کہ ان اصلاحات سے آخر کار انقلاب ہو جائیگا۔ پولین کو انقلاب فرانس کا خاتمہ کیے ہوئے عرصہ گزر چکا تھا۔ لیکن پھر بھی انگریز فرانسیسی انقلاب کے اثرات سے ہراساں تھے *

۱۷۹۸ء کی بغاوت

آئر لینڈ

پٹ کو آئر لینڈ میں بے شمار مشکلات پیش آئیں۔ جب سے ولیم سوم نے آئر لینڈ کو فتح کیا تھا۔ اس وقت سے انگریز اس پر نہایت سختی سے حکومت کرتے آئے تھے۔ جارج سوم کی حکومت میں حالات رو بہ اصلاح ہو گئے تھے۔ رومن کتھولکوں کے برخلاف کئی ظالمانہ قوانین منسوخ ہو چکے تھے اور آئر لینڈ کی پارلیمنٹ کو اوائل زمانہ سے زیادہ اختیارات حاصل تھے۔ لیکن پارلیمنٹ ڈبلن میں سوائے پراسٹنٹوں کے کوئی بھی ممبر نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہی آئر لینڈ کی حکومت میں پراسٹنٹوں کے بغیر کسی کو کوئی عہدہ مل سکتا تھا۔ ان وجوہات سے کتھولک بہت ہی بے چین تھے۔ آخر کار ۱۷۹۸ء میں انہوں نے بغاوت کر دی۔ یہ بغاوت بہت خطرناک تھی۔ کیونکہ اس وقت انگلستان فرانس سے ہم سر پیکار تھا۔ لیکن اس بغاوت کو نہایت کامیابی سے فرو کر دیا گیا۔ اور آئر لینڈ میں دوبارہ امن قائم ہو گیا۔

برطانیہ اور آئر لینڈ

کا اتحاد ۱۸۰۰ء

پٹ کو معلوم ہو گیا۔ کہ یہ ممکن نہیں۔ کہ آئر لینڈ کے پراسٹنٹ آئر لینڈ پر من مانے طریق سے حکومت

کرتے رہیں۔ اُس نے آئر لینڈ اور برطانیہ کے اتحاد کا ایک خاکہ تیار کیا۔ جس طرح سے ہنگرینڈ اور انگلستان کا اتحاد ہوا تھا۔ آئر لینڈ کے پارلیمنٹ اس پر چراغ پا ہو گئے۔ کیونکہ ڈبلن کی پارلیمنٹ اُن کے ہاتھ میں تھی۔ لیکن آئر لینڈ کے کتھولک کچھ تو اس تجویز سے لاپرواہ تھے اور کچھ اس کی حمایت میں تھے۔ پٹ نے کتھولکوں کو یہ وعدے دے کر اپنے ہاتھ میں لینا چاہا کہ جب اتحاد ہو جائیگا۔ تو کتھولک بھی پارلیمنٹ کے ممبر اور وزیر ہو سکیں گے۔ اس نے ۱۸۰۰ء میں قانون اتحاد پاس کیا۔ آئر لینڈ کی پارلیمنٹ کو اس تجویز سے نفرت تھی۔ لیکن رشوت لے کر وہ اس تجویز کو مان گئے۔ آئر لینڈ کی پارلیمنٹ کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن آئر لینڈ کے طبقہ اُمرا اور دارالعوام کے آئر لینڈ کے ممبروں کو تینوں ملکوں کی متحدہ پارلیمنٹ میں جس کا اجلاس ویسٹ منسٹر میں ہوتا تھا بیٹھنے کی اجازت مل گئی۔

پٹ کا استعفا بدقسمتی سے جارج سوم پٹ کی اس تجویز میں جو رومن کتھولکوں کی آزادی کے لئے کی گئی تھی مزاحم ہوا۔ اس کو کتھولک ایبسی پیش (Emancipation) کہتے تھے۔ بادشاہ نے اعلان

کیا۔ کہ اُس نے تخت نشینی کے وقت پرائسٹنٹ کلیسہ کا حامی ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ اس وجہ سے اُس کو یہ یقین تھا۔ کہ اگر اُس نے رومن کتھولکوں کو آزادی عطا کی۔ تو اس سے اس کی تخت نشینی کی قسم ٹوٹ جائیگی۔ پٹ کو یہ امر از حد ناگوار گذرا۔ اس نے اپنے عہدے سے ۱۸۵۱ء میں استعفا دے دیا۔ کتھولکوں کو یہ محسوس ہوا۔ کہ اُن کے ساتھ فریب کیا گیا ہے۔ لہذا انہوں نے اس اتحاد کو اُسی وقت سے ناپسند کرنا شروع کر دیا۔ لیکن اس الزام کا سزاوار بادشاہ ہے۔ پٹ نہیں ہے۔ پٹ اُس وقت تک اپنے عہدے سے الگ رہا۔ جب تک اُس کو نپولین کے خلاف جنگ کرنے کے لئے دوبارہ برسرِ اقتدار نہیں کیا گیا۔ ہم نے دیکھ لیا ہے۔ کہ اُس نے کس طرح سے اپنا تمام زور اس جنگ میں صرف کیا اور کس جوانمردی سے وہ اپنے عہدے پر لڑتا ہوا مر گیا۔

ٹوڑ پوں کی طویل حکومت *	پٹ کی وفات پر اس کا پڑانا
	حریف فاکس وزیر اعظم ہوا۔ بادشاہ کو اُس سے نفرت تھی۔ اس نے نہایت بیوقوفانہ طور سے نپولین کے برخلاف جنگ پر اعتراض کیا

تھا۔ لیکن جب فاکس وزیر اعظم ہوا۔ تو اُس کو معلوم ہوا۔ کہ جنگ کے سوا چارہ ہی نہیں۔ اس لئے اُس نے جنگ کو نہایت زور شور سے جاری رکھا۔ لیکن چند ہی مہینوں میں فاکس بھی پٹ کی طرح جان بحق ہوا۔ جارج نے جلدی ہی فاکس کے وگ حامیوں سے مخلصی حاصل کر لی۔ اور یورپوں کو پھر وزیر بنالیا۔ اور جارج کی باقی ماندہ حکومت میں ٹوری ہی برسرِ اقتدار رہے۔ ان میں سے کوئی بھی پٹ کی طرح زیرک اور عالی دماغ نہ تھا۔ لیکن انہوں نے فرانس کے شاہنشاہ کے برخلاف متواتر لڑائی جاری رکھ کر کارہائے نمایاں کئے۔ نپولین تمام یورپ کا حکمران تھا۔ اور اس کی عین تمنا تھی۔ کہ انگلستان کو بھی فتح کر لے۔ لیکن انگلستان یکہ و تنہا اس بڑے مطلق العنان بادشاہ کے برخلاف لڑتا رہا۔ بحرِ پر انگلستان کا ہی قبضہ تھا۔ اس لئے وہ اپنی جگہ پر مستحکم تھا۔

۱۸۰۵ء کے بعد انگریزوں نے نپولین کے خلاف بڑی اور بحری جنگ کامیابی سے کی۔ اس سال نپولین نے اپنے بھائی جوزف بونا پارٹ کو شاہ سپین مقرر

پنسلوہ دار (جزیرہ نما کی جنگ)۔

کیا۔ اور اس طرح سے مغرور اہل سپین نپولین
 سے از حد ناراض ہو گئے۔ اہل سپین جوزف کو
 بادشاہ نہیں تسلیم کرتے تھے۔ اور انگلستان نے
 اس کی امداد کی۔ انگریزوں کا جرنیل آر تھر ویلزی
 تھا۔ اس نے فرانسیسوں پر فتوحات عظیم حاصل
 کیں۔ ان فتوحات کے صلہ میں اس کو ڈیوک
 ولنکٹن کا خطاب دیا گیا تھا۔ ۱۸۰۸ء سے لے کر
 ۱۸۱۴ء تک اُس نے فرانس کے شاہنشاہ کے
 برخلاف پینسولر (جزیرہ نما) جنگ کی۔ اس کو جزیرہ
 نما جنگ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ یہ جنگ اس جزیرہ
 نما پر ہوئی۔ جس میں سپین اور پرتگال کی
 سلطنتیں واقع ہیں۔ اس جنگ میں اگرچہ ڈیوک
 ولنکٹن نے ہر لڑائی میں فتح حاصل کی۔ لیکن
 فرانسیسوں نے بھی اکثر اوقات اس کو نہایت تنگ
 کیا۔ ہر ایک فتح کے بعد اس کو عموماً پس پا
 ہونا پڑتا تھا۔ لیکن اس نے اپنی سپاہ کی جرأت
 کو برقرار رکھا۔ وہ ہمیشہ لڑائی کے لئے تیار ہوتا
 تھا۔ وہ مارلبورو کے بعد سب سے بڑا جرنیل تھا۔
 ۱۸۱۲ء میں نپولین نے روس پر
 حملہ کر دیا۔ لیکن جب موسم سرما کا آغاز ہوا۔
 تو وہ پس پائی پر مجبور ہو گیا۔ اور اس کی تمام

نپولین کا زوال

فوج تقریباً تباہ ہو گئی۔ یہی روسی تباہی نپولین کے زوال کا آغاز تھی۔ وہ اقوام جن کو اس نے اب تک غلام بنا رکھا تھا۔ اس کے برخلاف اٹھ کھڑی ہوئیں ^{۱۸۱۴ء} میں اس کو اپنی حکومت سے مستعفی ہونا پڑا۔ اور اس کو ٹسکنی کے پاس ایک چھوٹے سے جزیرے البا میں جلا وطن کیا گیا۔ لیکن اس کو وہاں کہاں قرار تھا۔ ^{۱۸۱۵ء} میں اُس نے فرانس کی طرف مراجعت کی۔ اور پھر وہ مالک تخت و تاج ہو گیا۔ لیکن اب تمام یورپ اس عظیم الشان مطلق العنان بادشاہ کو تباہ کرنے کے لئے متحد ہو گیا۔ فرانس کے ارد گرد فوجیں جمع ہو رہی تھیں۔ نپولین نے یک لخت اس فوج پر حملہ کر دیا۔ جو نیدرلینڈس میں جمع تھی۔ اور جس میں انگریزی سپاہ کی کثرت تھی جس کا جرنیل ڈیوک آف ولنگٹن تھا۔ ایک نہایت خونریز لڑائی کے بعد ڈیوک آف ولنگٹن نے نپولین کو واٹر لو کی لڑائی میں شکست دی۔ فرانسیسی شاہنشاہ پھر تاج و تخت سے محروم ہوا۔ اس کی باقی ماندہ زندگی جنوبی بحر اوقیانوس کے ایک انگریزی جزیرہ سینٹ ہلینا میں بطور قیدی کے گزری *

جارج سوم کی وفات جارج سوم کا انتقال ساٹھ

سال کی حکومت کے بعد ۱۸۲۰ء میں ہوا۔ ۱۸۱۵ء
 میں وہ فاتر العزل ہو گیا تھا۔ اور اس کا سب سے
 بڑا لڑکا جارج انگلستان کا ناظم مقرر ہوا۔ اس کو
 پرنس رےجنٹ کہتے تھے۔ بوڑھے بادشاہ کی وفات
 پر یہی رےجنٹ انگلستان کا بادشاہ جارج چہارم
 ہو گیا *

باب ۲

جارج چہارم George IV ۱۸۲۰ء سے ۱۸۳۰ء

ولیم چہارم (William IV) ۱۸۳۰ء سے ۱۸۳۷ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

جارج کیننگ (George Canning) ڈپوک ونگٹن

(Duke of Wellington) ڈنیل اوکانل (Daniel O Connell)

سر رابرٹ پیل (Sir Robert Peel) *

چیدہ چیدہ تارتیشیں :-

۱۸۲۰ء - جارج چہارم کی تخت نشینی *

۱۸۲۹ء - کھوک کی آزادی کا قانون *

۱۸۳۰ء - جارج چہارم کی وفات اور ولیم چہارم کی تخت نشینی +

۱۸۳۲ء - ریفارم بل (Reform Bill) کا اجرا +

۱۸۳۷ء - ولیم چہارم کی وفات +

جارج چہارم کا چال چلن + جارج چہارم ایک بُرا اور کمزور بادشاہ تھا - لیکن اس کی کمزوری

سے ایک فائدہ ضرور ہوٹا - اس میں اس قدر استقلال نہیں تھا - کہ وہ اس طاقت کو اپنے ہاتھوں میں رکھ سکے - جو جارج سوم نے ملکیت کے لئے حاصل کی تھی - اس کا نتیجہ یہ ہوٹا - کہ وزرا کا تقرر پھر بادشاہ کے ہاتھوں سے نکل کر پارلیمنٹ کے ہاتھوں میں آ گیا +

جارج کیننگ جارج چہارم کے تمام عمر سلطنت میں ٹوری ہی بر سر اقتدار رہے - لیکن یہ ٹوری متفق خیال نہیں تھے - ان کے سرکردہ وزرا اصلاحات کے خلاف تھے - لیکن ان میں سے چند ٹوریوں کے دل پٹ کی روشن خیال تعلیم سے منور ہو چکے تھے - ان کا لیڈر روشن خیال جارج کیننگ تھا - جس نے آہستہ آہستہ کافی طاقت حاصل کر لی تھی - اُس نے اور اس کے احباب نے کئی مفید اور عقلمندانہ تبدیلیاں کیں لیکن کیننگ جلدی

ہی فوت ہو گیا۔ اور پھر ڈیوک ولنگٹن برسرِ اقتدار
ہوا جو کہ مارلبرو کی طرح چوٹی کا مدبر اور نہایت
مشہور جرینل تھا۔

کتھولک کی آزادی
کا قانون۔

ولنگٹن قدامت پرست تھا۔
اور وہ لبرل ٹوریوں اور کیننگ
کا دوست نہیں تھا۔ اُس نے ہمیشہ ہی کتھولک
حقوق کی مخالفت کی تھی۔ اور کیننگ نے پٹ
کی طرح ہمیشہ ہی ان کی حمایت کی تھی۔ لیکن
اب آئر لینڈ میں ایک ہیجانِ عظیم برپا ہوا۔ کہ
کتھولکوں کو پرائسٹنٹوں کی طرح مساوی حقوق ملنے
چاہئیں۔ آئر لینڈ کا ایک زبردست اور قابل
کتھولک وکیل ڈنیل او کائل اس شورش کا لیڈر
تھا۔ آخر کار ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اگر کتھولکوں
کو حقوق عطا نہ ہوئے۔ تو وہ علم بغاوت کھڑا
کر دیں گے۔ ولنگٹن کو خوب معلوم تھا۔ کہ جنگ
کس قدر خطرناک ہوتی ہے۔ اس لئے اس نے
یہی مناسب خیال کیا۔ کہ کتھولکوں کو حقوق عطا
کر دے۔ جس کے لئے وہ جد و جہد کر رہے
تھے۔ اور اس طرح سے وہ بغاوت کا سدِ باب
کر دے۔ ۱۸۸۹ء میں اُس نے پارلیمنٹ سے
ایک قانون پاس کرایا۔ جس کے رو سے رومن

کھٹولک بھی پارلیمنٹ کے ممبر ہو سکتے تھے۔
اور بادشاہ کے وزیر بھی مقرر ہو سکتے تھے۔

دخانی جہازوں اور ریلوے کا آغاز۔
جارج چہارم ۱۸۳۰ء میں فوت ہو گیا۔ اور چونکہ وہ لاؤڈ

تھا۔ اس لئے اس کا بھائی ولیم چہارم کے لقب سے بادشاہ ہوا۔ جارج کی وفات سے قبل سب سے پہلی ریلوے جو بھاپ کے انجنوں سے چلتی تھی۔ مال اور مسافروں کی آمد و رفت کے لئے کھولی گئی۔ دخانی انجن مدت سے مشینوں اور پیمپوں کے لئے استعمال ہو رہے تھے۔ بیس سال کے عرصے سے وہ جہازوں کے چلانے کے کام آ رہے تھے۔ اور اب جہاز ہوا کے محتاج نہ رہے جب متحرک دخانی انجن کی ایجاد ہوئی۔ تو وہ بھی بھاپ سے چلنے والے جہاز کی طرح مشہور ہو گیا۔ حقیقی طور سے سب سے مشہور ریلوے وہ تھی۔ جو ۱۸۳۵ء میں کھولی گئی۔ اور یہ ریلوے لورپول اور مانچسٹر کے درمیان جاری ہوئی۔ ریل اور دخانی جہاز بہت ہی جلد عام ہو گئے۔ اس طرح سے مسافروں اور اسباب کی آمد و رفت زیادہ آسان۔ تیز اور سستی ہو گئی۔ برطانیہ میں پہلے پہل سب سے زیادہ ان کا استعمال ہوا۔ اور اس طرح برطانیہ

نے دنیا کی تجارت کا بہت حصہ حاصل کر لیا۔
اور یہ تجارت پٹ خورد کے ایام حکومت کی تجارت
سے بھی بڑھ گئی۔

اصلاح پارلیمنٹ

کی ضرورت

ولیم چارم ایک نیک طبیعت
اور نیک سرشت بادشاہ تھا۔ وہ
بہت عقلمند نہیں تھا۔ اور بالکل بے رعب تھا۔
اس کی ہفت سالہ حکومت کا سب سے اہم کارنامہ
پارلیمنٹ کی اصلاح تھی۔ اگرچہ حالات انگلستان
میں تبدیل ہو چکے تھے۔ لیکن دار العوام کا طریق
انتخاب وہی رہا۔ جو صدیوں سے چلا آتا تھا۔
ہر انگریزی کونٹی سے دو ممبر منتخب ہوتے تھے۔
خواہ وہ یارک شائر کی طرح بڑی اور مال دار ہو۔
یا ویسٹ مور لینڈ کی طرح چھوٹی اور غریب ہو۔
کئی بڑے بڑے شہروں مثلاً مان چسٹر اور برمنگھم
کا کوئی بھی نمائندہ پارلیمنٹ میں نہیں تھا۔ حالانکہ
کئی ایک چھوٹی چھوٹی جگہوں سے دو دو ممبر
انتخاب ہوتے تھے۔ ان میں سے سب سے بڑے
خراب اور خستہ حال شہروں کو راتن برو یعنی برباد
شدہ شہر کہتے تھے۔ ان میں سے کئی تو موضع بھی
نہیں تھے۔ اسکاٹ لینڈ میں مخصوصاً معدودے چند
لوگوں کے ووٹ تھے۔ اور صنعتی اضلاع کا تو شاید

ہی کوئی نمائندہ پارلیمنٹ میں تھا۔ جارج سوم کے عہد حکومت کے آغاز سے لے کر اصلاح پارلیمنٹ کا شور ملک بھر میں برپا تھا۔ پٹ کبیر اور پٹ صنیر نے اُس کی حمایت کی تھی۔ لیکن مدت دراز سے لوگ انقلاب فرانس کے اثرات سے اتنے خوف زدہ تھے۔ کہ وہ کسی قسم کی تبدیلی کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ مبادا کہ معتدل اصلاحات ہی ”انگریزی حکومت کے خطرہ“ کا پیش خیمہ ہو جائیں۔

ریفارم بل کا پاس ہونا۔ جارج چہارم کے عہد میں وگوں نے اصلاح پارلیمنٹ کا شور برپا کیا۔ اس وقت ولنگٹن وزیر اعظم تھا۔ اس نے یہ کہا۔ کہ حالت موجودہ ہی نہایت اچھی ہے۔ لیکن ملک کی حالت مدت سے بُری ہو رہی تھی۔ اور کئی ایک آدمیوں کا یقین تھا۔ کہ پارلیمنٹ کی اصلاح ہی سے حالات سنور جائیں گے۔ جب ولیم بادشاہ ہوا۔ تو وگ پارٹی کی پھر دار العوام میں اکثریت ہو گئی۔ اس نے ولنگٹن کو حکومت سے الگ کر دیا۔ اس طرح سے ٹوریوں کے پنجابہ سالہ اقتدار کا خاتمہ ہوا۔ اب پھر وگ وزیر ہوئے۔ ۱۸۳۲ء میں انہوں نے پہلا ریفارم ایکٹ

پاس کرایا۔ اسی مشہور بل سے بریاد شدہ شہروں کے نمائندے آنے موقوف ہو گئے۔ اور تمام بڑے بڑے شہروں کو حق نمائندگی عطا ہوا اور بڑی بڑی کونٹیوں میں مجبوروں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ رائے دہندگان کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔ اگرچہ اصلاح کرنے والے مزدور پیشہ لوگوں کو حق رائے دہندگی عطا کرنے کے برخلاف تھے۔ اس بل سے زمینداروں کا اقتدار کم ہو گیا اور طاقت متوسط درجے کے لوگوں کے ہاتھوں میں آ گئی ۔

حبشیوں کی غلامی

کا انسداد ۔

ولیم چھارم کے باقی ماندہ عہد حکومت میں وگ ہی برسرِ اقتدار رہے۔ ریفارم بل کے علاوہ انہوں نے کئی ایک مفید اصلاحات جاری کیں۔ ان نئے قوانین میں سے ایک کے رو سے سلطنت برطانیہ کے تمام غلام آزاد کر دئے گئے۔ اب تک مغربی انڈیز کے برطانوی نوآبادیوں کے نیشکر کے ذخائر کو حبشی غلام ہی کاشت کرتے تھے۔ ان غلاموں کو ان کے گھروں سے جو افریقہ میں تھے چرا کر مالکوں کے ہاتھ بیچ دیا جاتا تھا۔ جو ان سے جبراً کام لیتے تھے۔ اس سے تیس سال قبل غلاموں کی تجارت کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔ اور جو شخص نئے حبشیوں کو افریقہ سے لاتا تھا۔ اس کو قرار واقعی سزا دی

جاتی تھی۔ اور اب حبشیوں کو بھی آزادی عطا کر دی گئی*۔

پیل اور قدامت
پرست*۔

ولیم چہارم کی وفات سے قبل
وگ تبریلیاں کرتے کرتے اُکتا گئے
تھے۔ اور لوگوں کا ان پر سے اعتماد اٹھنا شروع ہو
گیا تھا۔ ٹوری پارلیمنٹ کی اصلاح کی مخالفت کر کے
نہایت غیر ہر دلخیز ہو چکے تھے۔ اب اُن کا لیڈر
سر رابرٹ پیل ہوا جو لنکا شائر کے ایک دستکار کا بیٹا تھا۔
اور سیاست دان اور دیانت دار اور عقلمند تھا۔
اُس نے وگ کی غلطیوں کا نہایت ہوشیاری سے
فائدہ اٹھایا۔ آہستہ آہستہ نئے رائے دہندگان
اُس کے حامی ہو گئے۔ کیونکہ ”ٹوری کا نام“ ابھی تک
کانوں کو غیر مانوس معلوم ہوتا تھا۔ اس کی وجہ یہ
تھی۔ کہ ۱۸۳۲ء سے پہلے اس کا مفہم کچھ اور
تھا۔ اس لئے پیل نے اپنے آپ کو اور اپنے حامیوں
کو قدامت پسند (Conservatives) کہنا شروع کر دیا۔ وگ نے
اپنا پرانا نام ترک کر کے اپنے آپ کو لبرل (Liberals)
کہنا پسند کیا۔ وہ اس وقت بھی برسرِ اقتدار تھے
جب ولیم کا انتقال ۱۸۳۷ء میں ہو گیا۔ اور اس
کی جانشین اس کی بھتیجی ملکہ وکٹوریا ہوئی جو اس
کے بھائی ڈیوک کنٹ کی لڑکی تھی*۔

باب ۲۸

ملکہ وکٹوریا (Victoria) ۱۸۳۷ء سے ۱۹۰۱ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

سر رابرٹ پیل - ڈیئل او کائل - لارڈ پامرستون
 Lord Palmerston بنجمن ڈسراہلی Benjamin Disraeli
 ولیم ایورٹ گلڈسٹن (Gladstone) مارکس
 سلسبری (the Marquis of Salisbury) نیولین ٹالٹ
 Napoleon III - جنرل گارڈن (General Gordon)
 جوسف چیمبرلین Chamberlain - لارڈ کچنر
 Kitchener

چیدہ چیدہ تاراتخیں :-

۱۸۳۷ء - ملکہ وکٹوریا کی تخت نشینی +
 ۱۸۴۱ء - پیل کا تقرر بطور وزیر اعظم +
 ۱۸۴۶ء - قوانین غلہ کی منسوخی +
 ۱۸۵۴ء - ۱۸۵۶ء - جنگ کریمیا +
 ۱۸۵۷ء - غدر ہندوستان +
 ۱۸۶۵ء - پامرستون کی وفات +
 ۱۸۶۷ء - دوسرا ریفارم ایکٹ +



Queen Victoria.

۱۸۸۴ء - تیسرا ریفارم ایکٹ ۔

۱۸۸۵ء - جنرل گارڈن کی وفات ۔

۱۸۸۶ء - گلیڈسٹن اور حامیان ہوم رول ۔

۱۸۹۹ء - بوئر وول (Boers) کے جنگ کا آغاز ۔

۱۹۰۱ء - وکٹوریا کی وفات ۔

ملکہ اور شاہزادہ البرٹ ۔
ملکہ وکٹوریا کی عمر صرف اٹھارہ سال کی تھی ۔ اُس کی عین تمنا

تھی ۔ کہ عدل و انصاف سے حکومت کرے ۔
اس نے اپنے آپ کو اس جلیل القدر عہرے کے لائق بنانے کے لئے محنت شاقہ کی ۔ اُس کو اپنے دادا جارج سوم کے استقلال کا کچھ حصہ وراثت میں ملا تھا ۔ وہ اس بات کی متمنی تھی ۔ کہ لوگ اُس کا اثر بحیثیت ملکہ محسوس کریں ۔ اُس نے اپنے رشتہ دار شاہزادہ البرٹ سے شادی کی ۔ جو ایک نیک اور محبت کرنے والا خاوند اور زیرک ناصح ثابت ہوا ۔ ملکہ مناسب احتیاط سے مختلف پارٹیوں سے الگ رہی ۔ اس کی طاقت کا یہ راز تھا کہ وہ اپنے ذاتی اغراض کو اپنی رعایا کے فلاح کے لئے ہمیشہ نظر انداز کرتی تھی ۔ اس کے عہر حکومت میں اُس کی رعایا آہستہ آہستہ حکومت ملک میں طاقت پکڑتی

گئی۔ لوگوں کو ملکہ کی نیکی پر اس قدر اعتماد تھا۔ کہ وہ اس سے بہت محبت کرتے تھے۔ اور اس بات سے فرحان اور شاداں تھے۔ کہ ایسی ملکہ سریر آراے سلطنت ہے۔

ملکہ وکٹوریا کے اوائل عہد

ریپیلرس (Repealers)

اور چارٹسٹ (Chartists)

سلطنت میں ملک میں ایک ہڑبونگ مچ رہا تھا۔ آئر لینڈ میں اتحاد انگلستان کے خلاف ایک شورش عظیم برپا تھی۔ اوکا نل ابھی تک پارلیمنٹ میں ایک آئر لینڈ کی پارٹی کا سردار تھا۔ جس کو ریپیلرس (حامیان منسوخ) کہتے تھے۔ اُن کا مطالبہ یہ تھا۔ کہ اتحاد منسوخ ہو۔ انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کے باہمی تعلقات بھی اچھے نہیں تھے۔ تنخواہیں کم اور خوراک گراں تھی۔ یہ حالت زیادہ مایوس کن تھی۔ کیونکہ خیال یہ تھا۔ کہ ریفارم ایکٹ کے بعد حالات اچھے ہو جائیں گے۔ اب ایک اور پارٹی کا ظہور ہوا۔ جس کو چارٹسٹ کہتے تھے۔ ان کا اثر شہروں کے مزدور پیشہ لوگوں پر بہت تھا۔ انہوں نے پارلیمنٹ کی مکمل اصلاح کا ایک مسودہ تیار کیا جس کو وہ رعایا کا چارٹر (قانون آزادی عوام الناس) کہتے تھے۔ اس چارٹر کے مطالبات کی وجہ سے

اُن کو چارٹسٹ بھی کہتے ہیں۔ آخر کار نہی ریپبلکس اور نہ چارٹسٹ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے۔

قوانین غلہ کے برصاوت اتحاد (لیگ) عوام الناس کے مصائب کے سب سے بڑے اسباب ہیں ایک

سبب یہ بھی تھا۔ کہ روٹی کی قیمت گراں تھی۔ اس گرانی کی وجہ زیادہ تر قوانین غلہ تھے۔ غیر ملک سے آمد غلہ کی اجازت صرف اس حالت میں تھی۔ جب ان پر بہت بھاری ٹیکس ادا کئے جائیں۔ قوانین غلہ انگلہ بڑی کسانوں کی امداد کے لئے پاس کئے گئے تھے۔ لیکن اب کچھ آدمیوں نے یہ کہنا شروع کیا۔ کہ ان قوانین سے غلہ کی قیمت اس قدر گراں ہو گئی ہے۔ کہ اب وہ فائدہ مند نہیں رہے۔ بلکہ ضرر رساں ثابت ہو رہے ہیں۔ اور پھر ایک سوسائٹی ظہور میں آئی۔ جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ روٹی پر عائد کردہ محصول کی منسوخی کی کوشش کی جائے۔ اس کو قوانین غلہ کی مخالفت کی لیگ کہتے تھے۔

پیل کی وزارت وگوں کی حکومت ان تمام تحریکات

سے خوف زدہ تھی۔ وگ وزیر اعظم ایک سست اور بے پرواہ آدمی تھا۔ جس کا مقولہ یہ تھا۔ کہ تم ان باتوں میں کیوں پڑتے ہو۔

اس کی اخلاقی کمزوری کی وجہ سے اس کی طاقت
 آہستہ آہستہ سلب ہو گئی۔ آخر کار ۱۸۴۶ء میں
 وگ پارٹی کو ایک نئے انتخاب میں شکست ہوئی۔
 قدامت پرستوں نے اب ان کو حکومت سے الگ
 کر دیا۔ اور سر رابرٹ پیل کی قیادت میں ایک
 مضبوط وزارت قائم ہوئی۔

پیل اور قوانین غلہ ۱۸۴۶ء سے لے کر ۱۸۴۶ء

نیک وزیر رہا۔ اس نے ملک پر نہایت عقلمندانہ
 طور سے حکومت کی۔ اور ملک کے مالیات کی
 اصلاح کی۔ وہ قدرے ضدی اور مست تھا۔
 لیکن بے حد دیانت دار تھا۔ اس کو اگر واقعات
 سے یہ ظاہر ہو جاتا کہ اس کے خیالات غلط ہیں
 تو اس کو اپنی رائے کو تبدیل کرتے ہوئے ذرا
 بھی عار نہیں تھی۔ اس نے ہمیشہ سے قوانین
 غلہ کی حمایت کی تھی۔ لیکن اب تجربہ نے یہ
 ثابت کر دیا۔ کہ خوراک کی گران قیمت کن مصائب
 کا سرچشمہ تھی۔ آئر لینڈ میں ایک خطرناک حادثہ
 نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ روٹی پر اب بھاری
 محصول قائم نہیں رہ سکتا۔ اگرچہ آئر لینڈ کے
 لوگ اتحاد انگلستان کے برخلاف شور مچا رہے
 تھے۔ لیکن آئر لینڈ کی بدامنی کا اصلی سبب لوگوں

کا افلاس تھا۔ زراعت چھوٹے چھوٹے کسانوں کے ہاتھوں میں تھی۔ وہ اس قدر بھاری زر مالیہ ادا کرتے تھے۔ کہ ان کے پاس قوت لایموت ہی باقی رہتا تھا۔ اُن کی خوراک آلو تھے۔ کیونکہ آلو ہی سب سے سستے تھے۔ لیکن قسمت کے کھیل کہ آلوؤں کی فصل وبا سے خراب ہو گئی۔ آلو کھانے کے قابل نہ رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس قحط سے آئر لینڈ کے لوگوں کی حالت بہت ہی خراب و خستہ ہو گئی۔

توانین غلہ کی منسوخی »

پیل کو اب معلوم ہو گیا کہ خوراک پر اس وقت محصول عاید کرنا محض حماقت ہے۔ جب لاکھوں آدمی بھوک کا شکار ہو رہے ہیں۔ 1846ء میں اس نے قوانین غلہ منسوخ کر دئے۔ اور روٹی کے معاملے میں آزاد تجارت جاری کر دی۔ اب تک تو زمینداروں اور کسانوں نے پیل کی حمایت کی تھی۔ کیونکہ اُن کا یقین تھا۔ کہ وہ قوانین غلہ کو قائم رکھیں گے۔ اب انہوں نے شور برپا کر دیا۔ کہ ان سے دعا کی گئی ہے۔ پیل اپنے قانون کو یا تو وگ کی امداد سے یا بل کی امداد سے ہی پاس کر سکتا تھا۔ اس کے کئی ایک پرانے حامیوں نے اُس کی شد و مد سے

مخالفت کی۔ ان کو پروٹیکشنسٹ Protectionist تجارت محفوظ کے حامی) کہتے تھے کیونکہ ان کا یقین تھا۔ کہ انگریزی زراعت کی حفاظت صرف محصولات کے عاید کرنے سے ہی ہو سکتی تھی۔ اُن کے لیڈر کا نام بھجن ڈسرائیلی تھا۔ جو یہودی الاصل تھا۔ لیکن وہ نہایت چالاک اور روشن خیال تھا۔ اس کے اوضاع و اطوار اور ملبوسات نہایت عجیب و غریب تھے۔ قوانین غلہ کی منسوخی کے تھوڑے عرصے بعد ڈسرائیلی نے دگوں سے ساز باز کر کے پیل کو حکومت سے نکال دیا۔

پیلاٹس Peelites حامیان پیل

پروٹیکشنسٹ (حامیان تجارت

محفوظ) اور دگس ۔

تقریباً تیس سال کے بعد کانسرویٹیو (قدامت پرست) کی دار العوام میں پھر اکثریت ہو گئی۔ اس تمام عرصے میں لبرل ہی برسرِ اقتدار رہے۔ اور اب اُن کے ساتھ پرانے وگ اور پیل کے وہ حامی بھی آ شریک ہوئے۔ جو پیل کے اس وقت مددگار تھے۔ جب پروٹیکشنسٹ نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ ان کو پیلاٹس (حامیان پیل) کہتے تھے۔ ان سب میں سے مشہور ولیم پورٹ گلیڈسٹن تھا۔ جو لورپول کے ایک سوداگر کا بیٹا تھا۔ پیل اپنے زوال کے بعد جلد ہی فوت ہو گیا

گلیڈسٹن بھی مالیات ملک میں پیل کی طرح ہی
 ماہر تھا۔ اُس نے پیل سے آزاد تجارت کی
 اہمیت کا سبق حاصل کیا تھا۔ اُس نے متعدد
 قوانین پاس کئے۔ اور وہ محصولات منسوخ کر دئے۔
 جو ابھی تجارت محفوظ کے نام و معاون تھے۔ اور
 اب ہر ایک شخص آزاد تجارت کا حامی و مددگار
 ہو گیا۔ کچھ سالوں کے بعد برل کے تفرقات کی
 وجہ سے کچھ عرصے کے لئے ڈسراٹیلی وزیر ہو گیا۔
 جس وقت وہ برسرِ اقتدار ہوئے۔ تو اس نے
 بھی تجارت محفوظ کا خیال چھوڑ دیا۔ اب تو وہ
 اور اس کے حامی ہی قدامت پرست پارٹی
 تھے۔ پیلاٹ اور وگوں نے متحد ہو کر برل پارٹی
 بنالی۔ وگوں میں سب سے زیادہ ہر دل عزیز لارڈ
 پامرسٹن تھا۔ وہ کئی بار وزیر خارجہ ہوئے۔ اور
 اس کے وزارت کے عہد میں انگلستان کی عزت
 ہونے لگی۔ اور ممالک غیر اس سے ڈرتے تھے۔
 وہ اپنے ملک میں بہت سی تبدیلیاں نہیں کرنی
 چاہتا تھا۔ وہ خوش باش اور چرب زبان تھا۔
 اور اس کا نقطہ خیال مدبر اور سرگرم گلیڈسٹن سے
 بہت کم سنجیدہ ہوتا تھا۔ اگرچہ وہ ایک ہی وزارت
 کے ممبر تھے۔ لیکن ان میں باہمی افس نہیں تھا۔

جنگ کریمیا

۱۸۵۶ء سے لے کر ۱۸۵۶ء تک

برطانیہ روس سے جنگ میں مشغول رہا۔ برطانیہ کا پُرانا دشمن فرانس اب اس کا حامی نکلا۔ فرانس میں نپولین اعظم کے بھتیجے نپولین سوم کی حکومت تھی۔ انگلستان اور فرانس مشرق میں روس کی پیش قدمی سے ہراساں ہو رہے تھے۔ خصوصاً وہ اس وجہ سے ڈر رہے تھے۔ کہ مبادا روس ٹرکی اور اُس کے دار الخلافہ قسطنطنیہ کو فتح کر لے۔ ترکی یورپ کے دوسرے ممالک کی طرح نہیں تھا۔ اُس کے باشندوں کی زیادہ تعداد عیسائیوں کی تھی۔ لیکن عنانِ حکومت ترکوں کے ہاتھوں میں تھی۔ جو اہل اسلام تھے۔ ترک نہایت شاندار سپاہی تھے۔ لیکن وہ ظالم اور بے پرواہ حکمران تھے۔ اُن کا اپنی عیسائی رعایا سے بُرا سلوک تھا۔ روس مدتِ مدید سے مشرق کے عیسائیوں کی ترک حکمرانوں کے خلاف مدد کر رہا تھا۔ اب انگلستان اور فرانس نے متحد ہو کر روس کے خلاف ترکوں کی امداد کی۔ انہوں نے اپنی فوجیں جزیرہ نما کریمیا روانہ کیں۔ جو روس کے قبضے میں تھا۔ یہ جزیرہ نما بحیرہ اسود کے شمالی حصہ میں دور تک چلا گیا تھا۔ وہاں روسیوں نے ایک مضبوط قلعہ سیاسٹاپول

میں تعمیر کیا تھا۔ جس کو اتحادیوں نے محصور کر لیا۔ اس کے بعد جو جنگ ہوئی۔ اس کو جنگ کریمیا کہتے ہیں۔ برطانوی اور فرانسیسی فوجیں اتنی مضبوط نہیں تھیں۔ کہ آسانی سے سباٹاپول کو فتح کر لیتیں۔ یہ محاصرہ تمام موسم سرما میں جاری رہا۔ جو خلاف معمول طور سے شدید تھا۔ جنرل نہایت نکتے نئے۔ اس لئے فوجیں شرمناک طور سے عدم توجہی کا شکار ہوئیں۔ اور جو تکالیف سردی۔ بھوک اور بیماری کی وجہ سے ہوئیں۔ ۱۸۵۵ء اس سے کہیں بڑھ کر تھیں۔ جو روسی گولہ باری سے فوجوں کو برداشت کنی پڑیں۔ آخر کار سباٹاپول فتح ہو گیا۔ اور ۱۸۵۶ء میں صلح ہو گئی۔

۱۸۵۷ء میں ملک پر جنگ غدر ہندوستان کریمیا سے بڑھ کر مصیبت نازل ہوئی۔ کلائیو کے زمانہ سے لے کر انگریزوں نے ہندوستان کا بہت سا حصہ فتح کر لیا تھا۔ لیکن وہ افواج جن پر انگریزی طاقت کا دار و مدار تھا۔ ان کا اکثر حصہ ”سپاہیوں“ یا ہندوستانی فوج پر مشتمل تھا۔ ۱۸۵۷ء میں ان سپاہیوں میں سے کئی ایک نے غدر مچا دیا۔ اور نہایت ہی خطرناک مظالم کے مرتکب ہوئے

خوش قسمتی سے کئی ایک سپاہی اور بڑے بڑے
ہندوستانی حکمران وفادار رہے۔ مٹھی بھر انگریزوں
نے جو ہندوستان پر حکومت کر رہے تھے۔ حیرت
انگیز دلیری اور ہوشیاری کا اظہار کیا۔ آخر کار غدر
کا انسداد ہو گیا۔

پامرسٹن کی وفات جنگ کریمیا میں انگریزی فوج

نے جو تکالیف اٹھائیں ان کا الزام وزرا سلطنت
پر عائد ہوتا تھا۔ وہ حکومت سے برطرف کئے گئے۔
اور اُن کی شہرت پر بدنامی کا ٹیکہ لگ گیا۔ صرف
پامرسٹن ہی اس جنگ میں نیک نام نکلا۔ وہ
وزیر اعظم ہو گیا۔ اور اپنی موت کے وقت تک
برسر حکومت رہا۔ اور بوڑھا ہو کر ۱۸۶۵ء میں
فوت ہوا۔

گلیڈسٹن اور
ڈسراہیلی جب تک پامرسٹن زندہ رہا۔
اس نے گلیڈسٹن کو روکے رکھا۔

اب گلیڈسٹن لبرلوں کا حقیقی لیڈر ہو گیا۔ اور اُس
نے کئی ایک اہم تبدیلیوں کے لئے راستہ صاف
کر دیا۔ ڈسراہیلی جو قدامت پرست پارٹی کا لیڈر
تھا۔ اس نے گلیڈسٹن کی جتنے الامکان مخالفت
کی۔ لیکن گلیڈسٹن ہمیشہ ہی سوائے ۱۸۶۷ء کے
برسر حکومت رہا۔ جبکہ تنازعہ کی وجہ سے تھوڑے

عرصے کے لئے عنان حکومت قدامت پرستوں کے ہاتھوں میں آ گئی۔ ڈسٹریکٹ اس بات کو ظاہر کرنے کا متمنی تھا۔ کہ وہ لوگوں سے نہیں ڈرتا۔ اس نے ۱۸۶۷ء میں دوسرا ریفارم ایکٹ پاس کیا۔ اس ایکٹ کے رو سے تمام کاریگروں کو جو شہر میں رہتے تھے۔ رائے دینے کا حق حاصل ہو گیا۔ لیکن ڈسٹریکٹ نئے انتخاب کے بعد برسرِ اقتدار نہ رہا۔

۱۸۶۸ء میں گلیڈسٹن وزیر اعظم پہلی وزارت کی ہوا۔ اُس نے کئی ایک انقلاب انگیز اصلاحات جاری کر دیں۔ اُس نے آئر لینڈ کو دو نئے قوانین سے مطمئن کرنا چاہا۔ پہلے قانون کے رو سے اُس نے پراٹسٹنٹ کلیسہ سے اس کے املاک کا اکثر حصہ لے لیا۔ اس کو ہی کلیسہ آئر لینڈ کے قیام و اوقات کی موقوفی یا منسوخی

Disestablishment, and disendowment of the Irish Church

کہتے ہیں۔

گلیڈسٹن کا دوسرا نیا قانون آئر لینڈ کی زمین کے متعلق تھا۔ جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ آئر لینڈ کے کسانوں کی حالت بہتر ہو۔ اور وہ زمینداروں کے پنجے سے کچھ مخلصی حاصل کریں۔ گلیڈسٹن نے پے درپے اتنی تبدیلیاں کر دیں کہ لوگ اب ذرا آرام

لینے کے خواہشمند نظر آنے لگے +

ڈسراییلی کی وزارت +

اب ڈسراییلی کو موقعہ ہاتھ آیا۔ ۱۸۷۴ء میں جو انتخابات ہوئے۔ ان میں اس کی اکثریت ہو گئی۔ اور وہ وزیر اعظم ہو گیا۔ ۱۸۸۰ء تک وہ برسرِ اقتدار رہا۔ اور اُس نے انگلستان کی عظمت ممالک غیر میں قائم کرنے کے لئے از حد کوشش کی۔ ان ایام میں روسی ترکوں سے بھر برسرِ پیکار تھے۔ ڈسراییلی پر یہ الزام تھا۔ کہ وہ روسیوں کے خلاف ترکوں کا مدد و معاون ہے اُس نے ترکوں اور روسیوں میں صلح تو کرا دی۔ لیکن اس سے ترکوں کے ہاتھوں سے بہت سا علاقہ نکل گیا۔ لیکن یہ علاقہ روسیوں کے ہاتھ بھی نہ آیا۔ بلکہ اس علاقے کے عیسائیوں کو حکومت خود اختیاری مل گئی۔ لیکن پھر بھی ترکوں کے ہاتھوں میں قسطنطنیہ اور یورپ کا کچھ حصہ رہ گیا۔ اس جنگ سے لے کر اب تک متعدد جنگیں گاہے گاہے ہوتی رہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مشرق کے مسئلہ کا اس وقت تک حل نہیں ہو سکتا۔ جب تک ترک یورپ سے نہ نکال دئے جائیں۔ اس جنگ کے دوران میں گلیڈسٹن نے ترکوں کے برخلاف نہایت فصیح و بلیغ تقریریں کیں اور علی الاعلان کہہ دیا۔ کہ ڈسراییلی

نے ترکوں کی ظالمانہ حکومت کو قائم رکھنے میں اپنا زور ختم کر دیا ہے۔ ۱۸۸۵ء میں دوسرے انتخاب کے موقع پر رائے دہندگان ڈسٹریکٹ کے خلاف ہو گئے۔ اور لیبر پارٹی پھر برسرِ اقتدار آ گئی۔ گلیڈسٹن پھر وزیرِ اعظم ہوا۔ دوسرے سال ڈسٹریکٹ فٹ ہو گیا۔ اُس نے قدامت پسندوں کو یہ تعلیم دینے میں کہ وہ لوگوں پر اعتماد کریں۔ نہایت استقلال اور قابلیت کا اظہار کیا تھا۔ اُس نے سلطنتِ برطانیہ کی عظمت بڑھانے میں نمایاں حصہ لیا۔

انگلستان اور مصر گلیڈسٹن کی دوسری وزارت کا زمانہ نہایت پر آشوب تھا۔ مصر میں مشکلات کا سامنا تھا۔ وہاں کا خدیو اس قدر فضول خرچ تھا کہ اس کو حکومت سے الگ کرنا پڑا۔ مصر انگلستان کے لئے نہایت اہم تھا۔ کیونکہ وہاں نہر سوئز کو جہاز رانی کے لئے وسیع کر دیا گیا تھا۔ نہر سوئز کا راستہ ہندوستان پہنچنے کے لئے سب سے چھوٹا راستہ تھا۔ اور اس کا اغیار کے ہاتھوں میں چلا جانا برطانیہ کے لئے خطرناک تھا۔ اس لئے انگریزوں نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ لیکن اُن کو جلدی ہی معلوم ہو گیا۔ کہ اُن کو کئی ایک مشکلات

کا سامنا کرنا پڑیگا۔ ایک نئی تکلیف ظہور میں آئی جب بالائی نیل کے بڑے حصے میں جس کو سوڈان کہتے ہیں۔ بغاوت نمودار ہو گئی۔ یہ بغاوت اس قدر خطرناک ہو گئی۔ کہ گورنمنٹ نے اُس کے دبانے اور فرو کرنے کے لئے ایک عالی حوصلہ اور لائق جرنیل گارڈن کو روانہ کیا۔ لیکن باغیوں نے اُس کا خاتمہ کر دیا۔ گورنمنٹ نے باغیوں کی گوشمالی کے لئے کوئی بھی کوشش نہ کی۔ اور سوڈان کو چھوڑ کر چلے آئے۔ تیرہ سال بعد لارڈ پکنر نے دوبارہ سوڈان کو فتح کیا۔ اور اُس وقت سے لے کر آج تک سوڈان بھی باقی حصہ مصر کی طرح انگریزوں کے زیر اقتدار ہے +

ہوم رول اور تیسرا
ریفارم ایکٹ +

انگلستان میں گلیڈسٹن کی گورنمنٹ کو بہت سی مشکلات کا سامنا تھا۔ ان میں سے سب سے اہم مشکل وہ نئی تحریک تھی۔ جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ ڈبلن میں آئر لینڈ کی پارلیمنٹ کو دوبارہ قائم کیا جائے۔ اور اس طرح سے آئر لینڈ کو حکومت خود اختیاری حاصل ہو۔ پارلیمنٹ میں آئر لینڈ کے ہوم رول کے حامیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ وہ اس قدر لمبی لمبی تقریریں کرتے تھے۔ کہ کوئی دوسرا کام نہیں ہو سکتا

تھا۔ ایک مدت تک گلیڈسٹن نے ان کے مطالبات کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا۔ اس لئے حامیان ہوم رول نے قدامت پرستوں سے ساز باز کر کے اس کو حکومت سے ۱۸۸۵ء میں نکال دیا۔ اس نے اپنے حکومت کے آخری ایام میں ریفارم ایکٹ مجریہ ۱۸۸۴ء پاس کیا۔ جس کے ذریعے سے پارلیمنٹ کی تیسری بار اصلاح ہوئی۔ ہر اس آدمی کو جو علیحدہ گھر کا مالک تھا۔ شہروں اور اضلاع میں رائے دینے کا حق عطا کیا گیا۔ ملک تقریباً مساوی آبادی کے اضلاع میں تقسیم کیا گیا۔ ہر ضلع کو پارلیمنٹ کے لئے ایک ممبر انتخاب کرنے کا حق حاصل ہوا۔ اس طرح سے گورنمنٹ اہل ملک کے ہاتھوں میں آ گئی۔ اور جزائر برطانیہ کی حکومت جمہوری ہو گئی +

ہوم رول کے حامی اور یونینسٹس Unionists. اب قدامت پرستوں کا سوار لارڈ سالسبری تھا۔ نہ وہ اور نہ ہی لبرل اس قدر طاقتور تھے۔ کہ مستقل وزارت قائم کر سکیں۔ اس طرح سے طاقت جلد جلد ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہوتی رہی۔ آخر کار ۱۸۸۶ء میں گلیڈسٹن نے اپنے پرانے دشمنوں سے عہد و پیمان کیا۔ اور آئرن لینڈ کو ہوم رول عطا

کرنے کی تجویز کی۔ کئی ایک لبرل تو اس بات پر اس قدر ہرافروختہ ہوئے۔ کہ وہ گلیڈسٹن کا ساتھ چھوڑ کر قدامت پرستوں سے مل لئے۔ ان کو لبرل یونینسٹس کہتے تھے۔ ان سب کا لیڈر جوزف چمبرلین تھا۔ جو برمنگھم کے ایک کارخانہ کا مالک تھا۔ اس پارٹی کو جس میں کانسرویٹو (قدامت پسند) اور لبرل شامل تھے۔ یونینسٹس، پارٹی کہتے تھے۔ اور جو گلیڈسٹن کے مدد و معاون تھے۔ ان کو حامیان گلیڈسٹن یا ہوم رولر کہتے تھے۔

یونینسٹس وزارتیں اہل ملک ہوم رول کے حق میں نہیں تھے۔ اس لئے گلیڈسٹن کے طرفداروں کو انتخابات میں نہایت بُری شکست ہوئی۔ یونینسٹوں نے اب پھر ایک وزارت زیر قیادت لارڈ سالسبری قائم کی۔ اور یہی پارٹی ملکہ وکٹوریا کے باقی ماندہ عہد حکومت میں برسرِ اقتدار رہی۔ اس عرصے میں گلیڈسٹن نے وفات پائی۔ اگرچہ وہ انگریزوں کے دلوں پر ہوم رول کی برکات نقش کرنے میں ناکام رہا۔ لیکن اس کی فصاحت۔ بہادری۔ ایمان اور جوش کی وجہ سے اُس کے آخری دم تک اُس کے اہل وطن کے دلوں پر اس کا حیرت انگیز اثر رہا۔

بوئروں کی جنگ ملکہ وکٹوریا کے حکومت کے آخری

ایام میں بہ ملکی اور نو آبادیوں کے معاملات کا بہت چرچا رہا۔ برطانیہ کو دنیا کے مختلف حصوں میں جنگ کرنی پڑی۔ اور کئی ایک یورپین طاقتوں کی مخالفت کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ان جنگوں میں سے دو شدید جنگ تو افریقہ میں ہوئیں۔ ان میں سے ایک تو لارڈ کچنر کا سوڈان کو دوبارہ فتح کرنا تھا۔ جس کا ذکر ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔ اور دوسری جنگ ولندیزی کسانوں کے برخلاف تھی۔ جس کو بوئروں کی لڑائی کہتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو انگلستان کے برخلاف جنوبی افریقہ پر قابض ہونا چاہتے تھے۔ اس امید کے ارد گرد کی زمینوں پر ولندیزیوں نے دو صد سال سے نو آبادیاں قائم کر رکھی تھیں۔ لیکن نپولین کے خلاف جنگوں میں انگلستان نے ولندیزیں کی آبادیاں فتح کر کے ان کا نام کینپ کالونی رکھ دیا۔ پھر انے طریق کے دل دادہ بوئر انگریزی آبادکاروں سے کشیدہ خاطر رہتے تھے۔ ان میں سے کئی ایک نے کینپ کالونی کو ترک کر کے دو جمہوری حکومتیں قائم کی تھیں۔ جن کو ٹرنسوال اور اورنج دریا کی آزاد حکومتیں کہتے تھے۔ انگریزوں اور ولندیزیوں میں متواتر لڑائی رہتی تھی۔ اس وقت حالات اور زیادہ ابتر ہو گئے۔ جب بوئروں کی زمینوں میں سونے اور

جواہرات کی کانیں نکل آئیں۔ انگریزوں اور دوسرے
 مہاجرین کی ایک بہت بڑی تعداد کانوں کے کھودنے
 کے لئے آ گئی۔ اُن کے تعلقات بوئروں سے بہت
 بُرے تھے۔ آخر کار ۱۸۹۹ء میں ایک جنگ عظیم
 چھڑ گئی۔ بوئر شاندار سپاہی تھے۔ اور نہایت
 بے جگری سے لڑے۔ انگریزوں کے افسر اچھے نہیں
 تھے۔ اس لئے اُن کو سخت مصائب اٹھانے پڑے
 جب انگریزی فوجیں بہت بڑی تعداد میں جنوبی
 افریقہ میں پہنچ گئیں۔ تو بوئروں کو شکست ہوئی۔
 جنگ ابھی جاری ہی تھی۔ کہ ملکہ وکٹوریا کا انتقال
 ہو گیا۔ لیکن اب بوئروں کے دل سے فتح کا خواب
 و خیال بھی جاتا رہا +

وکٹوریا کے عہد حکومت میں

انگریزی حکومت نہ صرف افریقہ

کنیڈا کی سلطنت اور

آسٹریلیا کی جمہوریت +

میں ہی پھیلی۔ بلکہ تمام دنیا میں انگریزی آبادیاں
 اقتدار اور تعداد میں بڑھ گئیں۔ کنیڈا جو خارج
 دوم کے عہد حکومت تک فرانسیسیوں کا مسکن تھا۔
 اب کچھ انگریزوں کے قبضے میں بھی آ گیا۔ کیونکہ اپر
 کنیڈا میں انگریزی آبادکار بھی آ کر آباد ہو گئے۔ لیکن بوئر کنیڈا
 کے لوگ فرانسیسی ہی بولتے رہے۔ پرانے فرانسیسیوں
 اور نئے انگریز آبادکاروں کے درمیان کئی تنازعات

ویسے ہی تھے۔ جس طرح سے جنوبی افریقہ میں
 انگریزوں اور ولنڈیزوں کے درمیان تھے۔ تاہم ان
 تفرقات کا کچھ نہ کچھ تصفیہ ہو گیا۔ اور ۱۸۶۷ء میں
 تمام امریکہ کی انگریزی آبادیاں متحد ہو گئیں۔ اور
 اُن کا نام سلطنت کنیڈا رکھا گیا۔ علاوہ ازیں
 آسٹریلیا کی آبادی پہلے پہل پٹ خورد کے عہد
 میں آباد ہوئی تھی۔ وہ سونے کی کانوں کی دریافت
 کی وجہ سے مالا مال ہو گئی۔ اور وہاں کئی انگریز
 جا کر آباد ہوئے۔ اول اول تو کئی خود مختار
 آسٹریلیا کی آبادیاں تھیں۔ لیکن ۱۹۰۹ء میں
 وہ ایک ہی حکومت میں متحد ہو گئے۔ جس کو
 آسٹریلیا کی جمہوریت کہتے ہیں۔ جنگ سے قبل
 جنوبی افریقہ کے مختلف حصوں کو متحد کرنے کی
 تجاویز تھیں۔ بعض لوگ نوآبادیوں اور آبادکاروں کے
 وطن مالوت یعنی انگلستان کو زیادہ مضبوط رشتہ میں
 منسلک کرنا چاہتے تھے۔ اس تجویز کا مستقبل میں
 کچھ ہی انجام ہو۔ لیکن موجودہ تاریخ سے یہ ظاہر
 ہو گیا کہ سمندر پار کی سلطنتوں اور جزائر برطانیہ
 میں زیادہ اتحاد ہے۔ اور وہ ایک دوسرے کی امداد
 کے لئے زمانہ سابق کی نسبت زیادہ رضامند ہیں۔
 جب برطانیہ کو جنوبی افریقہ اور سوڈان میں مشکلات

کا سامنا ہو رہا تھا۔ تو اس ضرورت کے وقت میں ان نوآبادیوں (Dominions) نے فوج در فوج برطانیہ کی امداد کے لئے روانہ کر دیں +

ملکہ وکٹوریہ کی وفات + تاریخ انگلستان میں ملکہ وکٹوریہ کا عہد حکومت سب سے طویل ہے۔

اس کا انتقال ۱۹۰۱ء میں ہوا۔ اور اس کے بعد اُس کا سب سے بڑا لڑکا ایڈورڈ ہفتم سربراہ آراء سلطنت ہوا +

باب ۲۸

ایڈورڈ ہفتم Edward VII ۱۹۰۱ء سے ۱۹۱۰ء

چیدہ چیدہ اشخاص :-

لارڈ کچنر Lord Kitchener - اے - جے بالفور

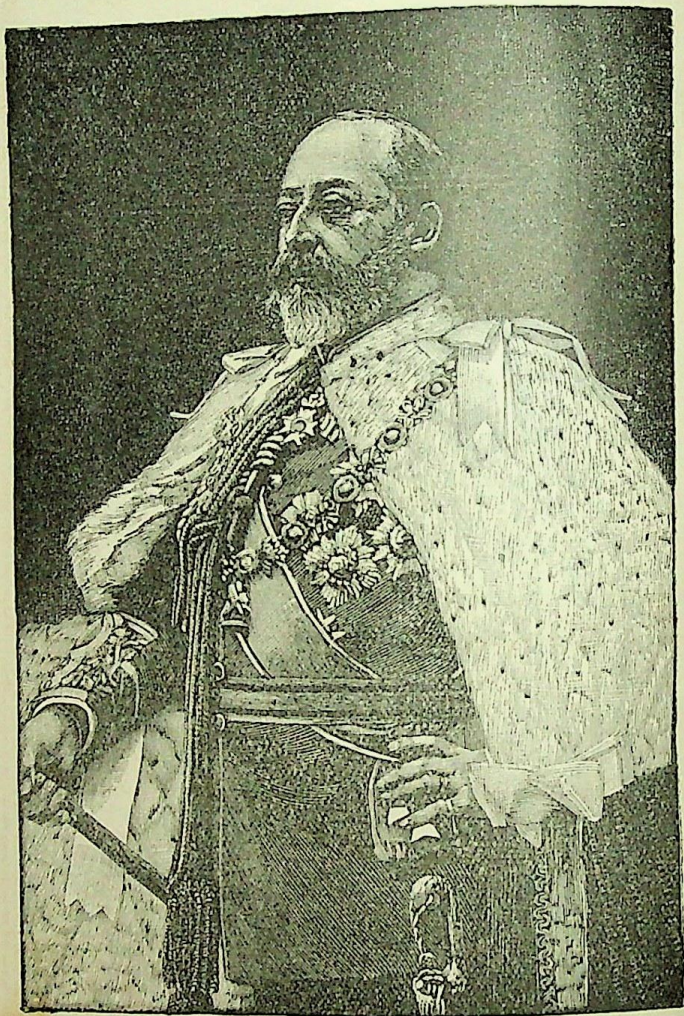
A. J. Balfour جوزف چیمبرلین Joseph Chamberlain

ایچ - ایچ اسکوتھ (H. H. Asquith)

چیدہ چیدہ تارخیں :-

۱۹۰۱ء - ایڈورڈ ہفتم کی تخت نشینی +

۱۹۰۲ء - بوئروں کی جنگ کا اختتام +



King Edward VII.

ا
ب
ج
د
ه
و
ز
ح
ط
ي
ك
ل
م
ن
س
ع
ف
ق
ج
ا

۱۹۰۶ء - قدامت پرستوں کو انتخاب عام میں شکست

۱۹۱۰ء - جنوبی افریقہ کا اتحاد +

ایڈورڈ ہفتم کی وفات +

ایڈورڈ ہفتم کا چال چلن + جب ایڈورڈ ہفتم تخت نشین ہوا۔

تو اس کی عمر تقریباً ساٹھ سال کی تھی۔ ابھی ایڈورڈ نوجوان ہی تھا۔ کہ اُس کے باپ شاہزادہ البرٹ کا انتقال ہو گیا۔ اُس وقت سے لے کر وہ اپنی والدہ کا دست راست تھا۔ اور تمام ملک میں اہم موقعوں پر اپنی والدہ کا نمائندہ ہوتا تھا۔ اُس نے تمام دنیا کی سیر و سیاحت کی اور سلطنت کے ہر حصے کو جانتا تھا۔ وہ زیرک۔ نرم دل۔ خوش خو اور جفاکش تھا۔ وہ اپنی والدہ ملکہ وکٹوریا سے بڑھ کر پارٹیوں کی سیاست کے متعلق اپنی رائے محفوظ رکھتا تھا۔ اُس نے کئی مختلف طریقوں سے اپنا اثر محسوس کرایا۔ سفیر یورپ کیا۔ بادشاہوں اور پریسیڈنٹوں سے ملاقاتیں کیں۔ اور اُن کو انگلستان آنے کی دعوتیں دیں۔ اُس نے دنیا میں امن قائم کرنے کی اس قدر کوشش کی۔ کہ اس کی وفات سے قبل لوگ اُس کو صلح کن ایڈورڈ کہتے تھے +

اس نئی حکومت کا سب سے

انگریزی جنوبی افریقہ

اہم واقعہ جنگ بوئر کا اختتام تھا۔ وکٹوریا کی وفات سے قبل بوئروں کی بڑی بڑی فوجوں کو شکست مل چکی تھی۔ اور انگریزوں نے بوئروں کی دونو ریاستوں کے دار الخلافوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن پھر بھی بوئر لیڈروں نے جنگ جاری رکھی۔ وہ اپنی نقل و حرکت میں اس قدر چابک دست تھے۔ اور ملک اس قدر وسیع تھا۔ کہ ان کو اطاعت پر مجبور کرنے میں کافی عرصہ لگ گیا فلٹخ سوڈان لارڈ کچنر اب انگریزوں کا کمانڈر ان چیف تھا۔ اس کے حکم سے انگریزی افواج نے آہستہ آہستہ ملک کو زیر و زبر کر دیا۔ آخر الامر بوئروں کو یہ معلوم ہو گیا۔ کہ اب مزاحمت فضول ہے۔ ۱۹۰۲ء میں انہوں نے ایڈورڈ ہفتم کو بادشاہ تسلیم کر لیا۔ بد قسمتی سے صلح ہو جانے کے بعد بھی جنوبی افریقہ کی تکالیف کا خاتمہ نہ ہوا۔ تجارت تو جنگ نے تباہ کر دی تھی۔ اور وہاں کے باشندوں کے لئے قوت لایموت حاصل کرنا بھی مشکل تھا۔ بوئروں اور انگریزوں کا امن چین سے رہنا بھی محال تھا۔ کیونکہ حال میں ہی وہ ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ آہستہ آہستہ حالات بہتر ہوتے گئے۔ صلح کے چار سال بعد بوئروں کو بھی

انگریزی آبادیوں کی طرز کی حکومت مل گئی۔ ۱۹۰۹ء میں بوئروں کی ریاستیں جنوبی افریقہ میں پُرانی انگریزی آبادیوں سے متحد ہو گئیں۔ جس طرح ملکہ وکٹوریا کے عہد میں کنیڈا اور آسٹریلیا متحد ہو گئے تھے۔ متحدہ جنوبی افریقہ کا پہلا وزیر اعظم وہ شخص مقرر ہوا جو دوران جنگ میں بوئروں کے لشکر کا سب سے بڑا جرنیل تھا +

یونین اسٹیس اور
ٹاریف ریفرم
Tariff Reform.

ایڈورڈ ہفتم کی حکومت کے پہلے حصہ میں یونین سٹ پارٹی کی پارلیمنٹ میں اکثریت تھی۔ اور وہی اب تک ملک پر حکومت کرتے تھے۔ ملکہ وکٹوریا کا آخری وزیر اعظم لارڈ سالسبری اب کم سن سال تھا۔ اس نے جلدی ہی وزارت کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ہی وہ فوت ہو گیا۔ زان بعد اس کا بھتیجا اے۔ جے بالفور وزیر اعظم ہوا۔ اُس نے ۱۹۰۵ء تک حکومت کی۔ اس کے زمانہ وزارت میں وزرا کو کئی ایک مشکلات کا سامنا ہوا۔ اس طرح سے آہستہ آہستہ لوگ ان سے متنفر ہو گئے۔ ان میں آپس میں تفرقہ بھی بڑھتا چلا گیا۔ ان میں سب سے زیادہ بااقتدار جوزف چیمبرلین تھا۔ اس نے شد و مد سے اس امر پر زور دیا۔ کہ آزاد تجارت کا انتظام

جو تقریباً گزشتہ پچاس سال سے جاری تھا۔ اس کے نتائج اچھے نہیں تھے۔ چیمبرلین اس لئے اصلاح ٹیریف (نرخ مقرر کرنے) کا ممد و معاون ہوا۔ اُس نے یہ زور دیا۔ کہ جو غیر ملکی لوگ اپنے تجارتی اسباب کو انگلستان روانہ کریں۔ وہ ان پر محصول ادا کریں۔ اُس کا مقصد یہ تھا۔ کہ انگریز کاربگروں کی امداد ہو۔ جن کو غیر ملکی لوگ بُری طرح سے رگید رہے تھے۔ چیمبرلین کی یہ بھی خواہش تھی۔ کہ نئی آبادیوں کا مال و اسباب غیر ملکوں کے مال اسباب سے انگلستان میں زیادہ سستا آئے۔

اس کو وہ آبادیوں کے مال کی ترجیح (Colonial preference) کہتا تھا۔ وہ اس نئے ٹیریف ریفارم اور کالونیل پریفرنس کو وضاحت سے بیان کرنے کا اس قدر شائق تھا۔ کہ وہ وزارت سے مستعفی ہو گیا۔ اس کے بعد اُس نے ملک بھر میں دورے کرنے شروع کر دیئے۔ اور اپنی جدید تجویزوں کی حمایت میں دھواں دھار تقریریں کرنی شروع کر دیں۔ آہستہ آہستہ بہت سے یونین سٹس اُس کے نقطہ خیال سے متفق ہو گئے۔ لیکن لبرلوں نے اُس کی نہایت شدید مخالفت کی۔

۱۹۰۵ء میں بالفور مستعفی ہو گیا۔ اور پھر لبرل

لبروں کی وزارت اور ایڈورڈ ہفتم کی وفات *
 شروع میں ایک نیا انتخاب عامہ ہوا۔ جو لبروں کے حق میں آئیہ رحمت ثابت ہوا۔
 نئے دار العوام میں 500 ممبر تو ان کے تھے۔
 اور باقی ڈیڑھ سو یونین سنس تھے۔ اس طرح
 سے لبرل پارٹی بادشاہ کی باقی ماندہ حکومت
 کے ایام میں ہر سر اقتدار تھی۔ اس کے
 تھوڑے عرصے بعد مسٹر اسکونڈ ان کا وزیر
 اعظم ہوا۔ لبروں نے کئی ایک نئی
 تجاویز کیں۔ لیکن ان میں سے کئی ایک مشہور
 تجاویز کو دار الامرا نے مسترد کر دیا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ
 سے لبرل پارٹی کے خلاف تھے۔ آخر کار ۱۹۰۹ء میں
 دار الامرا نے بجٹ کو مسترد کر دیا۔ جس میں لبروں
 نے یہ تجاویز کی تھی۔ کہ اہل ثروت لوگوں سے
 پہلے کی نسبت زیادہ ٹیکس وصول کئے جائیں *

لبرل اور امرا
 لبروں نے یہ صدائے احتجاج بلند
 کی۔ کہ اگر دار الامرا اس طرح سے ان کی تجاویز
 میں روڑے اٹکاتا رہا۔ تو پھر ان کے لئے حکومت
 کرنا محال ہوگا۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی۔
 کہ وہ فیصلہ کریں۔ کہ آیا لبرل راستی پر تھے۔
 یا امرا۔ اس قضیہ کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک

دوسرا انتخاب عامہ ۱۹۱۵ء میں ہوا۔ مشکل یہ آپڑی۔
 کہ دار الامرا کے علاوہ کئی ایک مسئلے حل طلب تھے
 اصلاح ٹیریف کا ابھی تک چرچا تھا۔ جمہوریت کی
 صحت جواب دے چکی تھی۔ اور وہ اب ٹیریف
 ریفارم کے حامیوں کا سردار بننے کے ناقابل تھا۔
 آخر کار انتخاب عامہ کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لبرلوں کی
 تعداد یونین اسٹس سے بڑھ کر رہی۔ اگرچہ ان
 میں اور مخالف پارٹی کی تعداد میں اس قدر
 فرق نہیں تھا۔ جس قدر ۱۹۰۶ء کے انتخاب کے
 وقت تھا۔ جب نئی پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا۔ تو
 لبرلوں نے دار الامرا کو اپنے تجویز کردہ بجٹ کو
 منظور کرنے پر مجبور کیا۔ اور اس کے علاوہ انہوں
 نے دار العوام میں ویٹو (Veto) حاکمانہ امتناع کے
 ریزولوشن پاس کرا دیے۔ ان ریزولوشنوں میں
 دار العوام نے یہ اعلان کر دیا۔ کہ دار الامرا کو ملک
 کے مالی معاملات میں مداخلت کرنے کا کوئی اختیار
 نہیں۔ نیز دار الامرا کے قوانین کو روکنے کے
 اختیارات کو اس طرح سے محدود کیا جائے۔ کہ
 جس بل کو دار العوام پاس کرنا چاہے۔ وہی بل
 اُس دار العوام کے اختتام سے پہلے قانون ہو جائے
 جس نے اُس کو پاس کیا تھا۔ خواہ دار الامرا

اُس کے موافق ہو یا اُس کا مخالف۔ ان تجاویز سے پھر وہی سوال پیدا ہوا۔ کہ آیا پارلیمنٹ میں دارالعوام اور دارالامرا دونو قائم رہیں یا صرف ایک ہی۔ لیکن ابھی اس تنازعہ نے نازک صورت اختیار نہیں کی تھی۔ کہ بادشاہ کی ناگہانی موت نے پارٹیوں کی شدید جد و جہد کا خاتمہ کر دیا۔ ایڈورڈ ہفتم کے بعد جارج پنجم سریر آرائے سلطنت ہوا۔

باب ۲۹

جارج پنجم

جارج پنجم کی عمر اُس وقت پینتالیس سال تھی۔ جب وہ سریر آرائے سلطنت ہوا۔ اُس کی تربیت بطور ایک ملاح کے ہوئی تھی۔ ۱۹۱۷ء میں اُس نے تمام غیر ملکی خطابات کو ترک کر کے اپنے خاندان کا نام خاندان ونڈسور Windsor رکھ لیا۔ اس نئی حکومت کے اوّل حصے میں اُمرا اور عوام میں سخت نزاع ہو۔ مسٹر اسکوٹھ کی حکومت

نے ۱۹۱۷ء میں پارلیمنٹ ایکٹ پاس کر دیا۔ اس
 ایکٹ کے رو سے دار الامرا کے اختیارات نہایت
 سختی سے کم کر دئے گئے۔ امرا کو یہ اختیار نہ
 رہا۔ کہ منی بل (Money Bill) (ریل زر) کو ترمیم
 کر سکیں یا مسترد کر دیں۔ منی بل کا مفہوم یہ
 تھا۔ کہ وہ بل جس کے رو سے گورنمنٹ حکومت
 کرنے کے لئے روپیہ جمع کرتی ہے۔ باقی ماندہ بلوں
 کے لئے امرا کو قوانین کے نفاذ کے لئے تین سال
 تک التوا کرنے کے اختیار حاصل تھے۔ اگر کسی
 بل کو دار العوام تیسری دفعہ دار الامرا میں پیش
 کرے۔ تو وہی بل قانون ہو جائیگا۔ خواہ دار الامرا
 اُس کو منظور کرے یا نہ منظور کرے۔ یہ پارلیمنٹ
 ایکٹ جلد ہی قانون ہو گیا۔ کیونکہ امرا اس کو
 مسترد کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ اس کا نتیجہ بھی
 جلد ہی ظاہر ہو گیا۔ پارلیمنٹ نے کلیسہ ویلز کو
 اسی طرح بند کر دیا۔ جس طرح سے گلیڈسٹن نے
 کلیسہ آئر لینڈ کو بند کیا تھا۔ انہوں نے آئر لینڈ
 کے لئے ہوم رول بل بھی پاس کر دیا۔ دار الامرا
 نے ان ہر دو تجاویز کو دو مختلف موقعوں پر
 مسترد کر دیا۔ لیکن ۱۹۱۷ء میں دار العوام نے
 تیسری بار پھر اس کو دار الامرا کے سامنے پیش



King George v.

کیا۔ قانون پارلیمنٹ کی رو سے اس سال کے اختتام کے قبل وہ قانون ہو گئے۔ لیکن ہوم رول کی تجویز نے اسٹر (Ulster) میں ایک شورش بپا کر دی۔ جہاں پرائسٹنٹوں نے حلف اٹھایا کہ وہ بزورِ قوت بازو اس کی مخالفت کریں گے۔ وہ نیشنلسٹ (محب قوم) جو ہوم رول کے خواہشمند تھے۔ وہ بھی رٹنے مرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس طرح سے آئر لینڈ دو پارٹیوں میں منقسم ہو گیا۔ جو ایک دوسرے کے برخلاف جنگ کے لئے آمادہ تھے۔ لیکن ابھی کچھ اس سے زیادہ نہیں ہوا تھا کہ جنگ یورپ چھڑ گئی۔ جس نے مسئلہ آئر لینڈ کو طاق نسیان پر رکھ دیا۔

محاربہ عظیم کے اسباب	اگست ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم کا آغاز ہوا۔ اس جنگ کی وجہ یہ تھی۔ کہ جرمنی تمام روٹے زمین پر اپنا قبضہ اقتدار کرنا چاہتا تھا۔ اور قدرتی بات تھی۔ کہ اقوامِ عالم اس کی ہوس کی تکمیل میں حائل ہوں۔ ۱۸۷۰ء میں جرمنی نے فرانس کو ایک مختصر لیکن سخت خونریز جنگ میں شکست دی تھی اور اس سے الساس (Alsace) اور لورین (Lorraine) کا ایک حصہ چھین کر اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ اسی وقت وہ ایک واحد سلطنت بھی
----------------------	--

بھی ہو گئی۔ جس پر پرشیا کے بادشاہ حکمران تھے
 اور جن کو اب شاہنشاہان جرمنی کہتے تھے۔ اس
 کی عظیم الشان فتوحات نے جرمنوں کے سر پھیر
 دئے۔ اور اب جرمنی دنیا کی سب سے بڑی
 جنگی طاقت ہو گئی۔ اُس نے اٹلی اور آسٹریا سے
 مل کر اتحاد ثلاثہ (Triple Alliance) قائم کیا اور اُس کو یہ یقین
 کامل تھا۔ کہ وہ اُن کی امداد سے تمام یورپ کی
 ملکہ ہو جائیگی۔ اس کے دعاوی اس قدر بلند بانگ
 تھے۔ کہ فرانس اور روس نے اُس کے خلاف اتحاد ثنائیہ
 Dual Alliance قائم کیا۔ اس طرح سے تمام یورپ
 دو مخالف لیگوں (مواثیق) میں تقسیم ہو گیا۔ جن
 سے انگلستان حتیٰ الامکان الگ تھلگ رہا۔ اور
 اس کو امید تھی۔ کہ وہ اتحاد ثلاثہ و اتحاد ثنائیہ
 دونوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھ سکیگا۔
 جرمنی میں صنعت و حرفت اور تجارت سے
 دولت کی ریل پیل ہو گئی۔ اُس نے بحر الکاہل
 اور افریقہ میں نوآبادیاں قائم کیں۔ اور ایک بڑا
 بھاری بحری بیڑا تیار کرنا شروع کیا۔ ان تمام
 تجاویز میں اُس نے ارادنا اپنے آپ کو برطانیہ کا
 مد مقابل بنا لیا۔ جس کو وہ اپنا سب سے بڑا
 اور نہایت خطرناک دشمن خیال کرتا تھا۔ لیکن

انگلستان میں محدودے چند لوگ ہی جرمن کے
افعال کو اہمیت دیتے تھے۔ اس کی یورپ کی
پالیسی کے متعلق اس قدر شکایات نہیں تھیں۔
جس قدر اس کی بحری اور تجارتی حکمت عملی کے
برخلاف ہو رہی تھیں۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا۔
انگلستان بھی چوکنا ہوتا گیا۔ اس نے فرانس سے
امن قائم رکھنے کے لئے معاہدہ کر لیا۔ گزشتہ
چالیس سال سے اس بات کا امکان ہو رہا تھا۔
کہ جنگ عظیم کے شعلے کسی نہ کسی دن بھڑک
اُٹھیں گے۔ آخر کار نئے تنازعات معرض ظہور میں
آئے۔ جن سے صاف ظاہر ہو گیا کہ امن اب
زیادہ عرصے تک قائم نہیں رہ سکتا۔

علاقہ بلقان کی مشکلات
اور مصائب + جنوب مشرقی یورپ میں
مدت سے مصائب کے بادل

اُمنڈ رہے تھے۔ آہستہ آہستہ علاقہ بلقان کے
عیسائیوں نے ترکوں کی اطاعت کا جوا اتار ڈالا تھا۔
اور خود مختار حکومتیں قائم کر لی تھیں۔ بلقان کے
لوگ خونخوار اور شوروہ پشت تھے۔ اور ایک دوسرے
کے حاسد۔ جرمنی نے اس سے استفادہ اٹھا کر
علاقہ بلقان میں مشکلات پیدا کر دیں۔ اور اس کو
یہ امید تھی۔ کہ آخر کار علاقہ بلقان آسٹریا کی مدد

سے اُس کے زیر نگین ہو جائیگا۔ اُس نے ترکوں سے بھی دوستانہ تعلقات قائم کئے۔ اور اُس کو یہ امید تھی۔ کہ وہ ایشیائی ترکی کے راستے ہندوستان میں برطانوی طاقت پر حملہ کر دیگا۔

جنگ عظیم

کا آغاز

۱۹۱۴ء کے موسم گرما میں آسٹریا کا ولی عہد سلطنت قتل کر دیا گیا۔ قاتل سربیا کا باشندہ تھا۔ آسٹریا نے یہ الزام لگایا۔ کہ سربیا بھی اس سازش قتل میں شریک ہے۔ سربیا بھی بلقان کی ریاستوں میں سے ایک عیسائی ریاست تھی۔ جو جرمنی اور آسٹریا کے راستے میں حائل تھی۔ اور روس کی دوست تھی۔ ولیم ثانی شاہنشاہ جرمنی نے یہ خیال کیا۔ کہ جنگ کے لئے یہی موزوں موقع ہے۔ اُس نے آسٹریا کی حمایت کی۔ اور شاہزادہ کے قتل کو سربیا کے ذلیل کرنے کا ایک ذریعہ قرار دیا۔ اب روس سربیا کی مدد کے لئے تیار ہو گیا۔ جرمنی نے فوری طور پر روس سے یہ کہہ دیا۔ کہ وہ اپنی جتنی تیاریاں بند کر دے۔ ورنہ اُس کو جرمنی کے خلاف لڑنا پڑیگا۔ روس نے انکار کر دیا۔ آسٹریا اور جرمنی نے اس کے برخلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اب فرانس نے اپنے حلیف روس کی مدد کی۔ اس طرح سے

چند ہی دنوں میں ایک عالمگیر جنگ یورپ چھڑ گئی۔

بلجیم پر حملہ

سب ملکوں میں سے صرف جرمنی ہی جنگ کے لئے تیار تھا۔ اس کی تجویز یہ تھی۔ کہ پہلے تو فرانس کا کچھ مر نکال دے اور پھر روس سے سمجھ لے فرانس کی مشرقی سرحد جو جرمنی کے بالمقابل تھی نہایت اعلیٰ درجہ کی مستحکم تھی۔ لیکن اس کی شمالی سرحد جو بلجیم کے بالمقابل تھی۔ بالکل غیر محفوظ تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ فرانس کو اس طرف سے حملے کا خطرہ نہیں تھا۔ کیونکہ تمام برطانیہ بڑی طاقتوں نے جس میں جرمنی بھی شامل تھا۔ متفقہ طور سے بلجیم کو غیر جانبدار سلطنت قرار دیا تھا۔ اور اُس کو یورپ کے دائرہ جنگ سے باہر تسلیم کر لیا تھا۔ جرمنوں نے اس عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کر اپنی افواج کو بلجیم کے درمیان میں سے گزرتے کر دیا۔ کیونکہ بلجیم کا راستہ فرانس پہنچنے کے لئے نہایت ہی آسان تھا۔ فرانس پر جرمنوں کے بوجہ حملے نے برطانیہ میں اضطراب پیدا کر دیا۔ اس نے جرمنی کی وعدہ خلاتی اور بلجیم پر حملہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ جرمنوں کا یہ خیال تھا۔ کہ برطانیہ اس قدر امن پسند اور کمزور ہے۔ کہ وہ جنگ میں شریک نہ ہو سکیگا۔ اور انگریزی

سپاہ اس قدر کمزور ہے کہ وہ اگر فرانس سے مل بھی جائے۔ تو بھی پرواہ نہیں۔ اس لئے اس نے اپنی فوجوں کو بلجیم روانہ کر دیا۔ چنانچہ چار اگست کو برطانیہ نے اعلان جنگ کر دیا۔ اور اپنی تمام فوجوں کو جو اس وقت تیار تھیں۔ رودبار انگلستان سے دوسری طرف جنگ کے لئے روانہ کر دیا۔

مارنی (Marne) کی لڑائی اول اول تو دہی ہوٹا۔ جس کی جرمنوں کو توقع تھی۔ انہوں نے نہایت سرعت سے بلجیم کو تاخت و تاراج کر دیا۔ جرمنوں کی اخراج قاہرہ نے شمالی فرانس سے گزر کر پیرس کی طرف کوچ کر دیا۔ اور فرانسیسی اور اس کے حلیف انگریزوں کی فوجوں کو شکست پر شکست دی۔ لیکن جرمن ضرورت سے زیادہ جلدی سے کام لے رہے تھے۔ اور اپنے دشمنوں کی طاقت مدافعت کو خیال میں بھی نہیں لاتے تھے۔ جب ان کی فوجیں پیرس سے چالیس میل کے فاصلے پر رہ گئیں۔ تو ان کو روک دیا گیا۔ مارنی کی طویل اور خونریز لڑائی کے بعد جرمن پس پا ہونے پر مجبور ہو گئے۔ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا۔ کہ انہوں نے خندقیں کھود کر اپنی جگہوں کو مستحکم کر لیا۔ اور اپنے دشمنوں کی پیش قدمی کو روک دیا۔

خندقوں کی جنگ اس نہایت سرعت کے جنگ کے بعد خندقوں کی جنگ تقریباً تین سال تک رہی جس میں دونوں فریق مدافعانہ جنگ کر رہے تھے۔ شمالی سمندر سے سوئٹزر لینڈ کی سرحد تک افواج قاہرہ اپنے استحکامات سے ایک دوسرے کی حرکات و سکنات کو غور سے دیکھ رہی تھیں۔ اور اپنے دشمنوں کے کمزور مقامات کو معلوم کرنے کی کوشش میں مشغول تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ جنگ فیصلہ کن نہیں ہوگی۔

روس میں جنگ اس عرصے میں جنگ عالمگیر ہو گئی ایشیا اور مشرقی یورپ میں سخت محاربات ہوئے۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ محاذ فرانس کی لڑائیوں سے ان کے نتائج زیادہ فیصلہ کن ہونگے۔ روس نے آسٹریا اور جرمنی دونوں پر حملہ کر دیا۔ اگرچہ جرمنی میں اُس نے ہولناک نقصانات اٹھائے۔ لیکن آسٹریا کے ایک حصہ کو اُس نے تاخت و تاراج کر دیا۔ اب جرمنی نے اپنے حلیف کی مدد کی اور روس پر حملہ آور ہوا۔ روسی سپاہی بہت بے جگری سے لڑے۔ لیکن حکومت کی بے وقوفی اور افسروں کی غداری سے حملہ آوروں کی پیش قدمی کو روکنے کا بہت کم موقعہ روسیوں کے ہاتھ آیا۔ آخر کار

روس میں ۱۹۱۷ء میں انقلاب ہو گیا۔ حکومت روس پر ان دیوانوں کا قبضہ تھا۔ جن کو بولشویک (Bolsheviks) کہتے تھے۔ انہوں نے روس کے حلیفوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور جرمنی اور آسٹریا سے صلح کر لی۔ اس صلح کے بعد جرمنی اور آسٹریا نے اپنی مشرقی افواج کو فرانس کے برخلاف جنگ کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔

ترکوں کے برخلاف جنگ

ایشیا اور جنوب مشرقی یورپ میں جنگ ہو رہی تھی۔ آسٹریا اور جرمنی کی فوجوں نے سربیا کو زیر و زبر کر دیا۔ اور ترکوں کو اس بات پر آمادہ کر لیا۔ کہ وہ جنگ میں اُن کے حلیف ہو جائیں۔ اس پر برطانیہ نے درِ دانیال کو ایک مہم روانہ کی۔ لیکن سپاہیوں اور ملاحوں کی شاندار دلیری کے باوجود قسطنطنیہ کا راستہ نہ مل سکا۔ اُن کی تعداد کم تھی۔ اور اُن کے لیڈر اچھے نہیں تھے۔ نو ماہ کی سخت لڑائی کے بعد اس مہم کو واپس بلا لیا گیا۔ تقریباً اسی قسم کی ناکامیاں انگریزوں کو بیسوپوٹیا (عراق) میں ہوئیں۔ اتحادیوں نے مقدونیہ کو بھی ایک مہم روانہ کی۔ تاکہ کل ملک جرمنوں کے زیرِ اقتدار نہ آجائے۔ اس فوج نے

سلونیکا پر قبضہ کر لیا۔ لیکن وہاں وہ کوئی کاروائی نہ کر سکی۔ اس وقت اٹلی نے اتحاد ثلاثہ چھوڑ کر آسٹریا کے برخلاف اعلان جنگ کر دیا۔ یہ اتحادیوں کے لئے نہایت کارآمد ثابت ہوا۔

بحری جنگ سمندروں پر برطانوی فوقیت مشکل سے قائم رہی۔ اول اول تو جرمنی کے جنگی جہازوں نے غیر متوقع کامیابیاں حاصل کیں۔ خصوصاً اس وقت جب انہوں نے بحر الکاہل میں چلی کے ساحل کے نزدیک ایک کمزور انگریزی بحری بیڑہ کو تباہ کر دیا۔ لیکن ۱۹۱۶ء میں امیر البحر بیٹی Beatty نے جرمن بیڑے کو جٹ لینڈ Jutland کے نزدیک شکست دی۔ اس کے بعد جرمن کا بحری بیڑہ اپنی بندرگاہوں سے نکلتا ہوا بھی ڈرتا تھا۔ اس طرح دونو قوموں کے عظیم الشان بحری بیڑوں میں جنگ ختم ہو گئی۔ لیکن جرمن اب بھی برطانوی بحری فوقیت کو اپنی مکارانہ جنگی چالوں سے تباہ کرنا چاہتے تھے۔ جرمنوں نے اپنی آب ووز کشتیوں سے تارپیڈو پھینکے۔ جس سے اتحادیوں اور غیر جانبدار ملکوں کے ہزار ہا سوداگری جہازوں کو ڈبو دیا۔ جرمنی نے مہنگیں سمندر میں پھھوڑ دیں۔ اور وہ جس جہاز سے ٹکرا جاتی تھیں۔ اُس کو ہی ڈبو دیتی

تھیں۔ جرمنوں نے بڑے بڑے ہوائی جہاز اور
ایروپلین روانہ کئے۔ جو انگریزی اور فرانسیسی شہروں
پر بمب بازی کرتے تھے۔ وہ فخریہ یہ کہتے تھے۔
کہ اُن کی سنگ دلی اور بے رحمی کی پالیسی جلد
ہی اُن کے دشمنوں کو اطاعت پر مجبور کرے گی۔
اگرچہ اُنہوں نے برطانوی سردرسانی کو

معرض خطر میں ڈال دیا۔ اور ہزار ہا جانیں
اور بے انتہا مال ضائع کیا۔ لیکن نہ تو وہ برطانیہ
کو بھوک سے مار سکے۔ اور نہ ہی وہ اُن کے
اُن جہازوں کو ہی روک سکے۔ جو اتحادیوں کی
فوجوں کو تمام روئے زمین پر لے جا رہے تھے
اُن کے اس طریق عمل سے کئی ایک غیر جانبدار
بھی اُن کے برخلاف ہو گئے۔ ان سب میں سے
سرکردہ ممالک متحدہ امریکہ تھا۔ آخر کار امریکہ کے
پریسیڈنٹ وُڈرو وِلسن (Woodrow Wilson) نے

جرمنی کے برخلاف اعلان جنگ کر دیا۔

اتحادیوں کی الوافزمانہ
کوششیں۔ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا۔
برطانیہ اور اس کے خلیفوں

نے بڑی بڑی فوجیں تیار کیں۔ اور ان کو جنگ
کے لئے مسلح کر دیا۔ تین سال کی جنگ کے
بعد برطانیہ نے جس نے اوّل اوّل ۱,۵۰,۰۰۰

سپاہی روانہ کئے تھے۔ ساٹھ لاکھ آدمی میدان جنگ میں روانہ کر دئے۔ سمندر پار کی ریاستوں خصوصاً کنیڈا۔ آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ نے بھی پورا پورا حصہ لیا۔ ہندوستان میں بڑی بڑی فوجیں تیار کی گئیں۔ جنہوں نے ترکوں کے خلاف کارہائے نمایاں سرانجام دئے۔ امریکہ نے بھی جس کے پاس جنگ سے قبل کوئی فوج نہیں تھی۔ بیس لاکھ فوج فرانس میں روانہ کر دی۔ آہستہ آہستہ جب یہ فوجیں اتحادیوں کے جنگ آزمودہ سپاہیوں کے ساتھ آکر شامل ہو گئیں۔ تو اب یہ ظاہر ہونے لگا کہ جرمنی کو اُس کے دشمنوں کی اعلیٰ طاقت سے ہی شکست ہو جائیگی۔ اب تو اتحادیوں نے جرمنی کی بحری تجارت کو بھی روک دیا۔ یہاں تک کہ اب جرمنی کو اپنی ہی پیدا کردہ خوراک اور سامان حرب پر گزارہ کرنا پڑا۔

لائڈ جارج کی
Lloyd George
وزارت
اتحادیوں کی عظیم الشان فوجیں تو آہستہ آہستہ ہی تیار ہو کر کام میں آ سکتی تھیں۔ لیکن بعض اوقات ان کوششوں کا غلط استعمال بھی ہوتا تھا۔ اسکو تھ کی وزارت نے جسے الامکان حد و جد کی۔ اُس نے لارڈ سچنر وزیر جنگ مقرر کیا۔ لیکن یہ انتظام کثرتِ کار

کی وجہ سے ناکام ہی رہا۔ جب وہ جہاز جس میں لارڈ کچنر سوار تھا۔ ایک سرنگ سے ٹکرا ہوا۔ تو لارڈ کچنر غرق ہو گیا۔ اس وقت لائٹ جارج وزیر جنگ مقرر ہوا۔ اس میں پیش بینی اور تفکر کی نادر الوجود خوبیاں نمایاں تھیں۔ اُس نے مدافعت میں نئی روح پھونک دی۔ ۱۹۱۶ء میں وہ کوالیشن Coalition وزارت کا وزیر اعظم ہو گیا۔ جس میں کئی ایک پارٹیوں کے ارکان متحدہ طور سے کام کر رہے تھے۔ اور اب حکومت نے سب کام اپنے ہاتھوں میں لے لئے۔ اس نے جنگی ضروریات کو مہیا کیا۔ سلسلہ خوراک رسانی کا انتظام کیا۔ بحری اور بری کمان میں اہم تبدیلیاں کیں۔ ان سے عظیم الشان غلطیاں بھی سرزد ہوئیں۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود قوم نے اپنی تمام طاقت جنگ کو فتح کرنے میں صرف کر دی۔

اتحادیوں کی ناکامیاں لیکن اس روز افزوں طاقت کے باوجود اتحادیوں کے لئے جرمنوں کو پس پا کرنا مدت تک ایک امر محال ثابت ہوا۔ فرانس میں جو فوجیں تھیں۔ وہاں انگریزی فوجیں جنرل ڈگلس ہیگ Douglas Haig کے زیر کمان تھیں۔ اس نے کئی

جانوں کو ضائع کر کے نمایاں پیش قدمی کی۔ لیکن
 اٹلی کی فوجوں کو آسٹریا نے شکست دی۔ اور
 اٹلی کے شمالی مشرقی صوبے فتح کر لئے۔ صرف
 ایشیا میں برطانیہ نے حقیقی فتوحات حاصل کیں۔
 عراق میں ترکوں کے خلاف جنگ پہلے پہل
 تو نہایت بُری طرح سے شروع ہوئی تھی۔ لیکن
 اب وہاں شاندار کامیابی ہو رہی تھی۔ انگریزوں
 نے عراق کے دارالخلافہ بغداد پر قبضہ کر لیا
 تھا۔ دوسری انگریزی فوج نے فلسطین پر حملہ
 کیا۔ اور جلدی ہی اُس نے خاصى کامیابی
 حاصل کی +

۱۹۱۸ء کے شروع میں جرمنوں نے مقصد کمان
 اپنی حالت سنوارنے کے لئے از حد جد و جہد کی
 موسم بہار میں انہوں نے فرانس میں برطانوی
 اور فرانسیسی فوج کو شکست دی۔ اس طرح ایک
 بار پھر پیرس اور رودبار انگلستان کے بندرگاہ
 معرض خطر میں ہو گئے۔ ان فتوحات کی نیک وجہ
 یہ بھی تھی۔ کہ اتحادیوں کی ہر ایک فوج علیحدہ
 علیحدہ لڑ رہی تھی۔ اور تمام جنگ کا انتظام ایک
 ہاتھ میں نہ تھا۔ لائیڈ جارج نے اب اصرار کیا
 کہ ایک ہی جرمنی اعلیٰ مقرر کیا جائے۔

اگرچہ شروع شروع میں اس کی سخت مخالفت ہوئی۔ لیکن بالآخر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا مارشل فوش (Foch) جو فرانسیسی جرنیلوں میں سب سے لائق فائق اور اختراعی دماغ کا آدمی تھا۔ وہ اعلیٰ جرنیل مقرر ہوا۔ اور برطانوی جرنیل ہیگ نے نہایت وفا شکاری سے اُس کی اطاعت کی +

جرمنوں نے امریکہ کی عظیم الشان فوجوں کے آنے سے قبل فتح حاصل کرنے کے لئے بے حد جد و جہد کی۔ اور اپنے تمام ذرائع پورے طور سے استعمال کئے۔ بلکہ اُنہوں نے وہاں تک پیش قدمی کر لی تھی۔ جہاں تک پیش قدمی کرنا خلاف مصلحت تھا۔ فوش نے اپنی عقل و دانش سے اُن کی اس غلطی کو معلوم کر لیا۔ اور اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ اُس نے اُس وقت تک انتظار کیا۔ جب تک اُس کی تجاویز مکمل نہ ہو گئیں۔ لیکن آخر کار وہ تھکے ماندہ اور حوصلہ ہارے ہوئے جرمنوں پر ناقابل تسخیر فوجوں سے حملہ آور ہوا۔ اس طرح جولائی ۱۹۱۸ء کو مغربی محاذ میں جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ جولائی اور اکتوبر کے درمیان فیصلہ کن لڑائیاں ہوئیں جس

میں فرانس میں اتحادیوں کو فتوحات حاصل ہوئیں۔
 جرمن اب بھی بہت بہادری سے لڑ رہے تھے۔
 لیکن آہستہ آہستہ ان کو معلوم ہو گیا کہ اب
 ان کا ان سے کہیں بڑھ چڑھ مد مقابل سے وہڑ
 پڑ گیا ہے ۛ

مشرق میں فتوحات اب تو اتحادیوں کا ستارہ اقبال
 مشرق و مغرب میں ایک جیسا درخشاں تھا۔
 عراق کی انگریزی فوجوں کے مقابلے میں کوئی
 بھی زبردست دشمن نہیں تھا۔ فلسطین میں
 انگریزوں نے بیت المقدس کو فتح کر لیا۔ اور شمالی
 جانب نہایت سرعت سے شام کے عین وسط تک
 بڑھتے چلے گئے۔ آخر ایک طویل سکون کے بعد
 وہ اتحادی جو سالونیکا میں مقیم تھے۔ انہوں نے
 سردیا کو دوبارہ فتح کرنا شروع کیا۔ جب ترکوں
 نے یہ دیکھا۔ کہ اب کھیل تمام ہو چکا۔ تو انہوں
 نے ہتھیار ڈال دئے۔ اٹلی والوں نے آسٹریا کی
 فوجوں کو مار کر اُن کی سرحد تک دھکیل دیا۔
 اوائل نومبر میں آسٹریا بھی ترکی کی طرح صلح
 کرنے پر مجبور ہو گیا ۛ

آسٹریا اور ترکوں کی تباہی کے
 بعد اب صرف جرمنوں کو ہی یکہ و

۱۱۔ نومبر ۱۹۱۸ء
 کی صلح ۛ

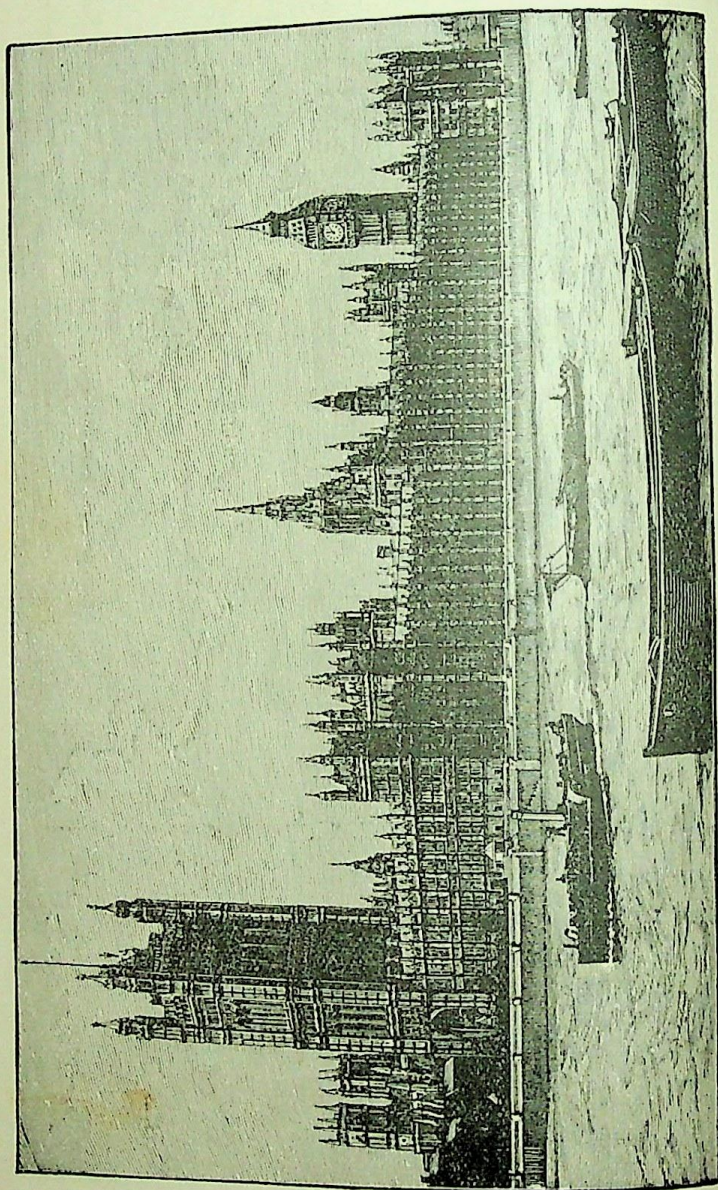
تنہا تمام مسلح دنیا سے مقابلہ کرنا پڑا - لیکن وہ اس عظیم الشان کام کے لئے بہت کمزور ثابت ہوئے - جب وہ فوش کی مستقل پیش قدمی سے پس پا ہوئے - تو انہوں نے پریسیڈنٹ ولسن سے صلح کرانے کی استدعا کی - لیکن اُس نے جواب دیا کہ وہ اپنی فتوحات سے دست بردار ہو جائیں - اور اس بات کا ثبوت دیں کہ اُن کے وعدے وعید پر اعتماد ہو سکتا ہے - کچھ بے اثر لڑائیوں کے بعد انہوں نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا - اور جنرل فوش کی شرائط کو مان لیا - آخر کار ۱۱ - نومبر ۱۹۱۸ء کو صلح نامہ پر دستخط ہو گئے - اس کی رو سے اتحادیوں نے ان مقامات پر قبضہ کر لیا - جن کو وہ فرانس اور بلجیم میں اس سے قبل فتح کر چکے تھے - اور جرمنی کے علاقے پر دریائے رائن تک قابض ہو گئے - علاوہ انہیں جرمنوں نے اپنے جنگی جہازوں - ایروپلینوں - آبدوز کشتیوں - توپوں اور قیدیوں کو اتحادیوں کے حوالے کر دیا - جرمنی اور آسٹریا میں انقلابات ہو گئے - اور وہ شاہنشاہ جو جنگ کے بانی مبنی تھے - معزول کر دئے گئے - اس طرح سے صلح کا کام آسان ہو گیا ۔

ورسلیز Versailles صلح • پیرس میں اتحادیوں کی ایک
 کانفرنس ہوئی۔ تاکہ شرائط صلح کا فیصلہ کرے
 جو مدبر وہاں جمع تھے۔ ان کے سامنے ایک اہم
 کام درپیش تھا۔ کئی مہینے کے بعد اُس کے ٹھیک
 نتائج ظور میں آئے۔ ۱۹۱۴ء میں آسٹریا کے
 دلی عہد کے قتل کی وجہ سے جنگ عظیم چھڑ گئی
 تھی۔ اس کو پانچ سال کا عرصہ ہو چکا تھا۔
 جرمنی نے اتحادیوں کی شرائط کو نہایت بد دلی سے
 مان لیا۔ یہ ان امیدوں کے لئے سم قاتل تھا۔
 جس سے جرمنی نے جنگ شروع کی تھی۔ اب تو
 جرمنی کو مختصر فوج پر قانع ہونا پڑا۔ بحری فوج
 کے رکھنے کی اس کو اجازت تک نہیں تھی۔
 حتی الامکان اس کو اتحادیوں کو ان کے نقصانات
 عظیم کے مکافات کے لئے زر تعاون ادا کرنا پڑا۔
 اس کو الساس اور لورین کو فرانس کے حوالہ کرنا
 پڑا۔ اپنی نوآبادیاں اپنے دشمنوں کے حوالے کرنی
 پڑیں۔ اس کو اپنے پولینڈ کے صوبوں سے
 دست بردار ہونا پڑا۔ تاکہ وہ نورمانیہ سلطنت
 پولینڈ کا حصہ ہوں۔ اسی صلح میں ایک اور
 League of Nations (اقوام عالم کی مجلس) کو قائم کرنے کی تجویز
 تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ آئندہ جنگ یا تو بالکل

ہی ناپید ہو جائیں۔ یا کم از کم نہایت ہی محال
ہو جائیں۔

مستقبل کا منظر

ترکی۔ آسٹریا اور مشرق میں
شرائط صلح ابھی طے ہونی تھیں۔ کئی ملکوں میں
انقلابات شروع ہو گئے۔ اور خطرناک بے چینی اور
اقتصادی پستی نمودار ہو گئی جو کہ طولانی جنگ کا
لازمی نتیجہ تھا۔ اس نے مستقبل کے منظر کو
مشتتبہ کر دیا۔ تاہم اس ہولناک جنگ نے مغرب
کو جنگ کی تباہی اور ہولناکی کا کافی سبق دے دیا۔
لیکن بد قسمتی سے کوئی ایسے آثار نہیں ہیں۔
جن سے معلوم ہو۔ کہ تنازعہ اور بے نظم اقوام
مشرق نے بھی یہی سبق حاصل کیا ہے۔
جنگ مشرقی یورپ میں ابھی تک جاری رہی۔ ایسی
حالت میں بین الاقوامی لیگ کا کامیاب آغاز زیادہ
مشکل امر تھا۔ جس کی بعض لوگوں کو امید بندھ
رہی تھی۔ لیکن ہم کو آسانی سے مستقبل سے
مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اگرچہ ہم کو اس بات
کا رنج ہی ہو کہ حالات اس طرح آہستہ آہستہ
حرکت کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے کی جنگ اس قدر
خطرناک چیز ہے۔ اور وہ اس قدر وسیع پیمانے پر
ہوتی ہے۔ کہ سال ہا سال کے بعد ہی حالات



The New Houses of Parliament.

درست اور اپنی حالت پر آتے ہیں - یہ جنگ
بے فائدہ نہیں تھی - کیونکہ اس سے جرمنی کا
اقتدار بالکل تباہ ہو گیا - اور پُرانی سلطنتوں میں
سے سب سے خراب سلطنت جس کی وجہ سے
”جس کی لاٹھی اُسی کی بھینس“ کا مقولہ سچ ہو
رہا تھا - اس انقلاب میں تباہ ہو گئی - جو اس
جنگ کے بعد ظہور پذیر ہوا ۛ

برطانیہ نے جو عظیم الشان جد و
جہد کی - وہ نے الحقیقت حیرت انگیز

ریفارم ایکٹ
Reform Act.
۱۹۱۸ء

ہے - کیونکہ لائڈ جارج کی حکومت نے جنگ کرنے
کے علاوہ ملک کے اہم مسائل کو حل کرنے میں
سرٹو کوشش کی - اُس نے کئی ایک قوانین پاس
کئے - جس پر لوگ متفق تھے - ان میں ہی ریفارم
ایکٹ مہر یہ ۱۹۱۸ء ہے - اس سے رائے دہندگان
کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا - خصوصاً اس ایکٹ
کے رو سے تیس سال سے زیادہ عمر کی عورتوں
کو حقوق رائے دہندگی عطا ہوئے - جب اس
ریفارم ایکٹ کے بعد نیا انتخاب ہوا - تو لائڈ
جارج کی حکومت کے حامیوں کی تعداد میں معتد
اضافہ ہو گیا ۛ

سن فین | جنگ کی وجہ سے مسئلہ آئر لینڈ

Sinn Fein.

اور زیادہ پیچیدہ ہو گیا۔ جنگ کے دوران میں ہوم رول بل پاس کرنا امر محال تھا۔ اس سے آئر لینڈ کے لوگ کبیدہ خاطر ہو گئے۔ اس طرح انتہا پسند پارٹی جس کو سن فین کہتے تھے کو موقع مل گیا۔ ان لوگوں کی تعلیم یہ تھی کہ آئر لینڈ کے لوگوں کو صرف اپنے آپ پر ہی اعتماد کرنا چاہئے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ آئر لینڈ خود مختار جمہوری سلطنت بن جائے۔ وہ آئر لینڈ کی قومی پارٹی سے جو پارلیمنٹ میں تھی۔ اس کی کمزور پالیسی کی وجہ سے متنفر تھے۔ انہوں نے آئر لینڈ میں فوجی بھرتی کو بند کر دیا۔ وہ اس بات پر بھی رضامند تھی کہ جرمنوں سے امداد حاصل کی جائے۔ ۱۹۱۶ء کے ایسٹر کے موقع پر سن فینوں نے ڈبلن میں ایک بغاوت کر دی۔ جس کو برطانیہ خونریزی کے بعد فرو کیا گیا۔ لیکن اس کے بعد جو فوجی حکومت امن قائم کرنے کے لئے ضروری تھی۔ اُس نے سن فینوں کو زیادہ ہر دل عزیز کر دیا۔ گورنمنٹ کی کمزور پالیسی سے حالات ابتر ہو گئے۔ جس وقت انتخاب عامہ ہوا۔ تو اکثریت سن فینوں کی ہو گئی۔ لیکن سن فینوں نے اس پارلیمنٹ میں بیٹھنے سے انکار کر دیا۔

جس کو وہ غیر ملکی پارلیمنٹ کہتے تھے۔ ان
وجوہات سے آئر لینڈ کا معاملہ صلح کے اختتام
تک کھٹائی میں پڑا رہا۔

حزب العمال کا مسئلہ *
دوسری مشکل یہ تھی کہ مزدور
پیشہ لوگوں کے بڑے حصے میں اپنی
طرز معاشرت سے بیزاری بڑھ رہی تھی۔ اس گتھی
کو سلجھانے کے لئے حکومت نے کئی ایک تجاویز
ایزادی تنخواہ اور کام کرنے کے اوقات کو کم
کرنے کے لئے کیں۔ جب جنگ ختم ہوئی۔ تو
مزدور پیشہ لوگوں کے حالات سدھارنے کے لئے
شور زیادہ ہوتا گیا۔ آئر لینڈ کے مسئلہ سے بھی
اہم مزدوروں کا مسئلہ تھا۔ اور ان کے حالات
سدھارنے کے لئے سب لوگوں کو صبر و تحمل سے
کام لینا پڑا۔ لیکن امید کامل ہے کہ وہ قوم
جس نے جنگ کے نہایت تاریک زمانے میں
ایسی یک جہتی سے کام لیا۔ وہ مختلف جماعتوں
میں جنگ نہ ہونے دیگی۔ جو اسی طرح خطرناک
اور تباہ کن ثابت ہوگا۔ جس طرح سے جنگ
عظیم اقوام عالم کے لئے ثابت ہوئی تھی۔
اور جس سے دنیا خوش قسمتی سے بچ گئی
تھی *
*

مخارجہ عظیم کے متانچ
اور ہندوستان میں
آئینی اصلاحات :

مخارجہ عظیم جس کا خاتمہ
عہد نامہ ورسایز سے ہوا۔ صرف
یورپ کی ہی جنگ نہیں تھی۔

بلکہ اس کے شعلوں نے تمام دنیا کو لپیٹ لیا
تھا۔ جنگ عظیم کے نقصات کا اندازہ اس سے
ہو سکتا ہے۔ کہ اس میں پانچ کروڑ سے زائد
نفوس شریک ہوئے۔ جس میں ایک کروڑ سے
زیادہ کام آئے۔ اور قریباً دو کروڑ بالکل ناکارہ
ہو گئے۔ برطانیہ عظمیٰ نے اپنے دس لاکھ سپوت
جنگ کی نذر کئے۔ دوران جنگ میں برطانیہ کا
قوی قرضہ ۱۹۱۴ء کے قرضے سے دس گنا ہو گیا۔
۱۹۱۹ء میں یہ قرضہ سات ارب پونڈ تک پہنچ
گیا۔ برطانیہ نے امریکہ سے قرض لیا تھا۔ اور
اس کا سود ہی دس لاکھ پونڈ یومیہ تھا۔ اس
قرضے کو ادا کرنے کے لئے نئے نئے ٹیکس لگائے
گئے۔ جنہوں نے انگریزوں کا کچھوڑ نکال دیا۔
جنگ کی وجہ سے اشیاء کی قیمتیں گراں ہو گئی
تھیں۔ کارخانے والوں کے لئے تو یہ نیک فال
تھی۔ لیکن خریدار اس سے نالاں تھے۔ کارخانے
والے قیمتوں کی گرانی کی وجہ سے دھڑا دھڑ مال
تیار کر رہے تھے۔ لیکن مال کا نکاس نہیں ہوتا

تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چند ہی سالوں میں
 قیمتیں گر گئیں۔ مال کا کوئی خریدار نہیں تھا۔
 اور بیکاری اس قدر بڑھ گئی۔ کہ ۱۹۲۲ء میں
 تیس لاکھ آدمی برطانیہ میں مارے مارے پھر
 رہے تھے۔ اور ان کے لئے کوئی کام نہیں تھا۔
 ہر جگہ مزدوری کم ہو رہی تھی۔ مزدوروں کا وہ
 حربہ جس کو اسٹرائیک کہتے ہیں۔ اور جو جنگ
 سے قبل اکثر کامیاب ثابت ہوتا تھا۔ اب محض
 فضول اور بے اثر ثابت ہو گیا۔ ۱۹۲۶ء میں
 مزدوروں کی اتحادی انجمنوں نے اسٹرائیک عامہ کا
 اعلان کر دیا۔ لیکن ہفتہ عشرہ کے بعد یہ حربہ
 بالکل ناکام ثابت ہوا۔ اس لئے ملک میں بے چینی
 بڑھتی چلی گئی۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ جنگ عظیم کے
 نقصانات ناقابل تلافی تھے۔ لیکن "خدا شہید ہے۔ انگیزہ
 کہ خیرے و دریاں ہائے" کا مقولہ بھی اکثر اوقات
 درست ثابت ہوتا ہے۔ ترکی۔ جرمنی۔ آسٹریا اور
 یونان کے بادشاہان تخت سے دست بردار ہو گئے
 زار روس کو وہاں کے مزدوروں نے موت کے
 گھاٹ اُتار دیا۔ اس طرح سے ان ممالک میں
 ملوکیت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور جمہوریت کی بنیادیں

مستحکم ہو گئیں۔ شخصی آزادی اور جمہوریت کی روح تمام دنیا میں پھیل گئی۔ علاوہ انہیں قومیت کا خیال بھی ہر ملک اور فرقے کے لوگوں میں راسخ ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی قومیں حکمران اقوام کے پنجہ اقتدار سے نکل کر آزاد ہو گئیں اور انہوں نے قومیت کے لحاظ سے جداگانہ ہستیاں قائم کر لیں۔ ان میں سے فن لینڈ۔ پولینڈ۔ چیکو سلوکیا۔ زیمچوسلاویہ بہت مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ بین الاقوامی لیگ (لیگ او نیشن) بھی معرض وجود میں آئی۔ جس کا مقصد امن عامہ کا قیام تھا۔

لیکن اس نامہ ور سلیر میں ایسی ایسی خرابیاں مضمحل تھیں۔ جس سے یہ احتمال ہوتا تھا کہ پھر یورپ میں جنگ کے شعلے بھڑک اٹھیں گے۔ جرمنی کو لیگ او نیشن سے علیحدہ رکھا گیا تھا۔ اور جنگ کے الزامات جرمنی پر تھوپ دیئے گئے تھے اس کے افسروں پر مقدمات دائر کئے گئے۔ علاوہ انہیں جب جرمنی اور آسٹریا کے اضلاع بلجیم۔ فرانس اور پولینڈ کے حوالے کر دیئے گئے۔ تو اس وقت خواہشات عامہ کو بالکل نظر انداز کیا گیا۔ اگرچہ ان اضلاع کے باشندوں کی عین تمنا یہ تھی۔

کہ وہ جرمنی اور آسٹریا کے ہی زیر نگین رہیں۔
 لیکن پھر بھی اغیار کو ان پر مسلط کر دیا گیا۔
 فرانس کی یہ عین تمنا تھی۔ کہ جرمنی کو بالکل
 اپاہج کر دیا جائے۔ جب اٹلی۔ آسٹریا۔ ہنگری اور
 جرمنی کی سرحدوں کا فیصلہ کیا گیا۔ تو اس وقت
 قومیت کے اصولوں کا مطلق خیال نہ کیا گیا۔ علاوہ
 انہیں جرمنوں سے اُن کی نوآبادیاں پھینک لی
 گئیں۔ جس سے وہ دنیا کی اقتصادی ترقی میں
 حصہ لینے سے محروم ہو گئے۔ وہ تجارتی مراعات
 سے بھی محروم کر دیئے گئے اور اُن کے پادری
 بھی اپنی مذہبی سرگرمیاں جاری نہ رہ سکے۔
 جرمنی کو ایک کروڑ دس لاکھ پونڈ زر تادان ادا
 کرنا پڑا۔ جس سے اس کا کچھ مر نکل گیا۔ یورپ
 میں الساس و لوہین کا صوبہ اس سے لے کر
 فرانس کے حوالے کر دیا گیا۔ اور سار کا ملحقہ
 صوبہ جو لوہے اور کوئلے کی کانوں کی فراوانی کے
 باعث جرمنی کی اقتصادی دولت کا سب سے بڑا
 ذخیرہ تھا۔ پندرہ سال کے لئے اس شرط کے
 ساتھ بین الاقوامی کمیشن کی انتظامی نگرانی میں لے
 دیا گیا۔ کہ مدت معینہ کے خاتمہ پر اس علاقہ
 کی آٹھ لاکھ جرمن آبادی کو استصواب رائے عامہ

کے متابعت میں اختیار ہوگا۔ کہ اپنے مستقبل کو جس سانچے میں چاہے۔ ڈھال لے۔ بین الاقوامی انجمن (لیگ او نیشن) کو صلح و رسلیز کے نقائص دور کرنے کا مطلق اختیار نہیں تھا۔ کیونکہ جب اُس نے صلح نامے کو منظور کر لیا۔ تو وہ بھی ان غلطیوں کی ذمہ دار اور شریک ہو گئی۔ جو اس صلح میں موجود تھیں۔ صلح نامہ و رسلیز کا مقصد یہ تھا۔ کہ عام دنیا جمہوریت کے لئے تیار ہو۔ اُس کے بنیادی اصول چودہ دفعات تھیں۔ لیکن حالات نے یہ صورت اختیار کی۔ کہ نئی دنیا معرض وجود میں لانے کی جگہ پُرانی دنیا کی اہم غلطیاں ہی مستقل ہو گئیں۔ مسٹر جاردن نے لیگ او نیشن کے چودہ بنیادی اصولوں کو چودہ ناکامیاں تعبیر کیا ہے :

ہندوستان میں	لارڈ کرزن کے پر آشوب عہد۔
آئینی اصلاحات :	حکومت کے بعد ہندوستان میں
شاہنشاہی طرز حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور آئینی	
اصلاحات کا دور دورہ ہوا۔	لارڈ کرزن استبداد
پرست تھا۔ اور اس کی پالیسی کا بنیادی اصول	
یہ تھا کہ تمام اختیارات مرکزی حکومت کے ہاتھ	
میں ہوں۔	لارڈ کرزن کے مستعفی ہونے کے بعد

لارڈ مٹو وائسرائے ہند مقرر ہوئے۔ ان ایام میں انڈین نیشنل کانگریس کا زور شور تھا۔ انگریزی تعلیم ہندوستانیوں کو درس آزادی دے رہی تھی۔ اور اُن میں خودداری کی روح پھونک رہی تھی۔ بر اعظم یورپ کے لوگ سیاسی طور سے بیدار ہو رہے تھے۔ اور اسی سیاسی بیداری کی روح ہندوستان میں بھیجان پیدا کر رہی تھی۔ ملک میں بد امنی اور بے چینی کا دور دورہ تھا۔ تقسیم بنگال کی وجہ سے سودیشی تحریک زوروں پر تھی۔ لوگوں نے انگریزی مال سے مقاطعہ کر رکھا تھا۔ ہم ساز سوسائٹیاں قائم ہو گئیں۔ خفیہ انجمنیں ظہور میں آئیں۔ اخبارات میں اشتعال انگیز مضامین شائع ہونے شروع ہو گئے۔ جب ہندوستان کی یہ حالت تھی۔ اس وقت روس اور جاپان میں جنگ چھڑ گئی۔ جاپانیوں نے روس کو پے در پے شکستیں دیں۔ ان فتوحات سے اہل ہند کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ جاپان کی فتح ایشیا کی فتح ہے۔ اور روس کی شکست اقوام مغرب کی شکست ہے۔ لارڈ مٹو نے ان خفیہ سوسائٹیوں کے قلع قمع کرنے کے لئے نہایت سخت قوانین وضع کئے۔ سئی ایک شورش پسندوں

کو ان قوانین کے ماتحت ملک بدر کیا گیا۔ ان ایام میں لبرل حکومت بر سر اقتدار تھی۔ اور روشن خیال مسٹر مارلے وزیر ہند تھا۔ تعلیم یافتہ طبقے کی روز افزوں شورش کو کم کرنے کے لئے لارڈ منٹو نے مسٹر مارلے وزیر ہند کی منظوری سے وہ مشہور اصلاحات جاری کیں۔ جو منٹو مارلے ریفارم کے نام سے مشہور ہیں۔ ان اصلاحات کو پارلیمنٹ نے انڈیا کونسلز ایکٹ کے نام سے ۱۹۰۹ء میں منظور کیا۔ اس ایکٹ کی رو سے تمام صوبوں میں ایجسلیٹو کونسلیں قائم کی گئیں مرکزی اور صوبہ جاتی کونسلوں میں ممبروں کی تعداد بڑھا دی گئی۔ مرکزی کونسل میں وائسرائے ہند کی انتظامیہ کونسل کے علاوہ ساٹھ اور ممبر مقرر ہوئے جس میں سے ۲۶ منتخب ہو کر آتے تھے۔ صوبہ جاتی کونسلوں کے ممبروں کی تعداد بڑھا کر پچاس کر دی گئی۔ اور ان کونسلوں میں غیر سرکاری ممبروں کی تعداد زیادہ کر دی گئی۔ خاص خاص جماعتوں کے لئے جدا گانہ نیابت کا اصول تسلیم کیا گیا۔ وائسرائے کی انتظامی کونسل اور صوبوں کی انتظامی کونسل میں ایک ایک ہندوستانی مقرر ہوا۔ وزیر ہند کی کونسل میں دو ہندوستانی ممبر مقرر کئے گئے۔

ایک ہندو اور ایک مسلمان - بعد ازاں ایک اور ہندوستانی ممبر مقرر کیا گیا - جب لارڈ منٹو کے بعد لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند مقرر ہوئے - تو ان کے عہد میں شاہنشاہ ہند جارج پنجم ہندوستان میں رسم تاج پوشی ادا کرنے کے لئے تشریف لائے - انہوں نے دہلی کو پایہ تخت مقرر کیا - اور تقسیم بنگال کو منسوخ کر دیا - اس کے بعد خیال تھا - کہ بنگال کی شورش بند ہو جائیگی - لیکن جب اعلان شاہی کے مطابق وائسرائے ہند لارڈ ہارڈنگ دہلی میں شاہانہ شان و شوکت سے داخل ہوئے - تو ان پر بمب پھینکا گیا - اگرچہ وہ زخمی ہوئے - لیکن جان بچ گئی - ایسے نازک موقع پر لارڈ ہارڈنگ نے سختی اور تشدد کی پالیسی کی بجائے نرمی اختیار کی +

ان دنوں نیشنل کانگریس کا نصب العین یہ تھا - کہ ہندوستان کو سوراجیہ حاصل ہو - کیونکہ کانگریس تمام تر ہندوؤں کی نمائندہ تھی - اس لئے مسلمانوں نے اپنے سیاسی حقوق کی حفاظت کے لئے ایک علیحدہ سیاسی انجمن بنام مسلم لیگ قائم کی - اٹلی کی طرابلس پر دستبرد - انگریزوں کا ترک فوجوں کو مصر میں سے گزرنے پر انکار - تقسیم بنگال کی

تنسیخ اور انگریزی حکومت کی عیسائی باغیان
 ترکی سے ہمدردی کی وجہ سے ہندوستان میں ہیجان
 عظیم پیدا ہو گیا۔ اس لئے انہوں نے بھی انڈین
 کانگریس کی طرح اپنا نصب العین ہوم رول یعنی
 حکومت خود اختیاری قائم کیا۔ چن۔ ہی سالوں کے
 بعد یورپ میں جنگ عظیم چھڑ گئی۔ اس نے
 ایسے اہم سیاسی مسائل پیدا کر دیے۔ کہ کانگریس
 اور مسلم لیگ کا اتحاد ہو گیا۔ جنگ عظیم کے
 دوران میں ہندوستانیوں نے غیر متزلزل وفاداری کا
 اظہار کیا۔ والیان ریاست نے اپنا زر و مال شاہنشاہ
 معظم کے قدموں پر پھینکا کر دیا۔ ہندوستانیوں نے
 برطانوی انگریزی فوجوں کے دوش بدوش فرانس -
 مصر - ترکی - فلسطین اور عراق عرب میں بہادری
 کے وہ جوہر دکھائے۔ کہ دشمن بھی عیش عیش
 کر گئے۔ لارڈ ہارڈنگ کے الفاظ میں "ہندوستان نے
 اپنا اس قدر خون دیا۔ کہ وہ بالکل ہی سفید ہو گیا۔"
 اس حیرت انگیز امداد نے ثابت کر دیا۔ کہ ہندوستانیوں
 کی دلوں میں تاج برطانیہ کی وفاداری کامل کا
 جذبہ موجود ہے۔ اس شاندار امداد کا یہ نتیجہ ہوا
 کہ ہندوستانی نمائندوں کو پہلے تو امپیریل جنگی
 کانفرنس میں شریک کیا گیا۔ اور پھر مجلس

میں شامل کیا گیا۔ ہندوستان کی امداد سے اہل
 انگلستان اس قدر خوش ہوئے۔ کہ انہوں نے
 ہندوستان کو مزید مراعات دینے کا مصمم ارادہ
 کر لیا۔ لیکن ان ایام میں ہندوستان میں سیاسی
 بے چینی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ ہوم رول
 کی تحریک شروع ہوئی۔ مسلمانوں کی قومی مجلس
 مسلم لیگ نے بھی کانگریس سے متفق ہو کر ایک
 مشترکہ اصلاحی سکیم پیش کی۔ اس وقت مسٹر
 مائٹیکو وزیر ہند تھے۔ انہوں نے اعلان کیا۔ کہ
 ہم ہندوستان میں ذمہ دار حکومت قائم کرنا چاہتے
 ہیں۔ اور ہماری عین تمنا ہے۔ کہ آہستہ آہستہ
 ملک کا عام نظم و نسق ہندوستانیوں کے ماتحتوں
 میں دیا جائے۔ لیکن یہ ضروری ہے۔ کہ ہندوستان
 کا تعلق برطانیہ کلاں سے برقرار رہے۔ اس مقصد
 کی تکمیل کے لئے وزیر ہند خود ہندوستان میں
 تشریف لائے۔ انہوں نے والیان ریاست۔ تعلقہ
 داروں۔ سیاسی لیڈروں اور دیگر ہر طبقہ کے
 برگزیدہ اشخاص سے ملاقات کی۔ آخر کار لارڈ چیمسفورڈ
 کے مشورہ سے ایک رپورٹ مرتب کر کے پارلیمنٹ
 کے سامنے پیش کر دی۔ پارلیمنٹ نے اسی رپورٹ
 کو منظور کر کے گورنمنٹ انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء پاس

کر دیا ۔

گورنمنٹ ایکٹ

۱۹۱۹ء ۔

اس قانون کے رو سے صوبہ کا اندرونی انتظام مرکزی حکومت سے بالکل آزاد ہو گیا۔ کچھ محکمہ جات تو مرکزی حکومت کے ماتحت ہو گئے۔ اور کچھ محکمے صوبہ جاتی گورنمنٹ کے ماتحت ہو گئے۔ رعایا کے نمائندوں کو صوبے کی حکومت میں زیادہ حقوق عطا ہوئے۔ اس قانون کے رو سے صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ۔ پنجاب۔ بہار اڑیسہ۔ صوبجات متوسط اور آسام میں گورنر مقرر ہوئے۔ اور ہر ایک صوبہ میں گورنر کی امداد کے لئے دو کونسلیں مقرر ہوئیں ایک مجلس انتظامیہ (اگرنٹو کونسل)۔ دوسری مجلس واضع قوانین (ایجسلیٹو کونسل)۔ مجلس انتظامیہ کے ممبروں کی تعداد زیادہ سے زیادہ چار مقرر ہوئی۔ لیکن یہ ضروری تھا۔ کہ ان میں کم از کم نصف ہندوستانی ہوں۔ اور مجلس وضع قوانین میں رعایا کے منتخب کردہ ممبروں میں سے دو وزیر بنائے جائیں۔ صوبجاتی حکومتوں میں دو محکمے ہوں۔ ایک محکمہ مخصوصہ۔ اور دوسرا محکمہ منتقلہ۔ مخصوص محکموں میں آبپاشی۔ جنگلات اور پولیس شامل ہیں۔ جو گورنر اور اس کی انتظامی کونسل کے ماتحت ہیں۔ محکمہ منتقلہ

میں تعلیم - زراعت - حفظان صحت - میونسپل کمیٹی -
ڈسٹرکٹ بورڈ وغیرہ شامل ہیں - اور ہندوستانی وزرا
کے ماتحت ہیں - لیکن یہ وزیر مجلس واضح قوانین
کے ماتحت نہیں رکھے گئے - بلکہ گورنر کے ماتحت
کئے گئے ہیں *

اس ایکٹ سے یہ فیصلہ ہوا کہ صوبائی کونسل
میں منتخب شدہ ممبروں کی تعداد کم از کم ستر
فی صدی ہو - اور نامزد شدہ سرکاری ممبروں کی
تعداد بیس فی صدی ہو - انتخاب کونسل ہر تیسرے
سال ہوا کرے - پہلی دفعہ تو کونسل کا صدر نامزد
ہو - لیکن اس کے بغیر منتخب ہوا کرے *

مرکزی حکومت مرکزی حکومت میں دو کونسلیں مقرر
ہوئیں - ایک کونسل آف سٹیٹ اور دوسری لیجسلیٹو
اسمبلی - کونسل آف اسٹیٹ میں ساٹھ ممبر ہوتے
ہیں - 33 منتخب شدہ اور 27 نامزد شدہ - کونسل
آف اسٹیٹ ہندوستان کا دارالامرا ہے *

اسمبلی میں 144 ممبر ہوتے ہیں - ان میں
سے صرف اکتالیس کو گورنمنٹ نامزد کرتی ہے -
باقیوں کو لوگ انتخاب کرتے ہیں - کونسل آف سٹیٹ
کا انتخاب ہر پانچ سال کے بعد ہوتا ہے - لیکن
اسمبلی کا انتخاب تین سال کے بعد ہوتا ہے *

اس ایکٹ کے رو سے وزیر ہند کی انتظامی کونسل میں تین ہندوستانی مقرر ہوئے۔ اور ایک ہائی کمشنر ہندوستانی تجارت کے انتظام اور دیگر معاملات کے سنبھالنے کے لئے مقرر ہوا۔ نیز یہ بھی قرار پایا کہ دس سال کے بعد ایک رائل کمیشن مقرر ہو۔ جو اس بات کی رپورٹ کرے کہ آیا ہندوستانیوں کو مزید اصلاحات دی جائیں۔ یا پہلی اصلاحات بھی واپس لے لی جائیں۔

لارڈ ریڈنگ کے عہد میں عدم تعاون کی تحریک زوروں پر تھی۔ اس کے علم بردار مہاتما گاندھی نے لوگوں کو انگریزی عدالتوں۔ گورنمنٹ کی تعلیمی درس گاہوں اور کونسلوں سے مقاطعہ کرنے کا اعلان کر دیا۔ پھر اس نے عدم ادائیگی ٹیکس کا پرچار کیا۔ لیکن پورا پوری کے اندوہناک واقعہ سے گاندھی جی نے عدم ادائیگی ٹیکس کی تحریک نے الفور بند کر دی۔ لارڈ ریڈنگ نے مہاتما اور کئی ایک دیگر رہنماؤں کو قید کر دیا۔ عدم تعاون کی تحریک کے مٹ جانے کے بعد ہندو مسلمانوں میں فرقہ دارانہ فسادات نہایت کثرت سے رونما ہوئے۔ دسمبر ۱۹۲۹ء میں لاہور کی کانگریس کے اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا۔ کہ اگر گورنمنٹ سال نو کے اختتام سے قبل

ڈومینین سٹیٹس یعنی نو آبادیوں کی سی حکومت
ہندوستانیوں کو عطا نہ کرے۔ تو مکمل آزادی کے
لئے جد و جہد کا اعلان کر دئے۔ جب سال کا
اختتام ہوا۔ تو کانگریس نے اعلان کیا۔ کہ اب
اُس کا منتہائے نظر کامل آزادی ہے۔ ہمتا گاندھی
نے پھر عدم تعاون اور سول نافرمانی کی تحریک
شروع کر دی۔ ملک میں ہڑبوںگ مچ گیا۔ اس
نے قانون نمک کو بھی توڑنا چاہا۔ لوگوں نے اکثر
مقامات پر محصول اور مالیہ ادا کرنے سے انکار کر
دیا۔ اس لئے تمام برگزیدہ کانگریسی لیڈر قید
ہو گئے۔

۱۹۱۹ء کے ایکٹ کے مطابق یہ قرار پایا تھا۔
کہ دس سال کے بعد ایک شاہی کمیشن مقرر کیا
جائے گا۔ جو اس امر کی جانچ کرے۔ کہ ہندوستانیوں
نے اصلاحات سے فائدہ اٹھایا ہے۔ یا نہیں۔ اس
کمیشن کا صدر سر جان سائمن مقرر ہوا اس کے
ممبر سات انگریز مدبر تھے۔ ہندوستان کے سیاسی
لیڈروں نے اس کمیشن کو نہایت ہی ناپسند کیا۔
اس لئے سیاسی بے چینی اور زیادہ بڑھ گئی۔ آخر کار
ولایت میں گول میز کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کا
مقصد یہ تھا۔ کہ سائمن کمیشن کی نچاوینہ پر بحث

مباحثہ کر کے ایک سیاسی دستور ہندوستان کے لئے تجویز کیا جائے۔ ہندوستانی نمائندوں کو گورنمنٹ نے نامزد کیا۔ اس کانفرنس کا یہ نتیجہ ہوا۔ اور نمائندے اس پر متفق ہوئے کہ آئندہ ہندوستان کا نظام فیڈرل ہو۔ جس میں دیسی ریاستیں بھی شامل ہوں۔ صوبجات کو اندرونی نظم و نسق میں آزادی ہو۔ اور مرکزی حکومت کے اختیار میں صرف وہ شعبہ جات ہوں۔ جن کا تعلق بحیثیت مجموعی سارے ہندوستان کے ساتھ ہے۔ مثلاً فوج۔ تار۔ ڈاک۔ ریل۔ بحری معاملات۔ تعلقات ممالک خارجہ۔

۳۱-۱۹۳۲ء میں کانفرنس کا دوسرا اجلاس ہوا۔ اس میں ہمانا گاندھی بھی شریک ہوئے۔ سوال زیر بحث فرقہ وارانہ نیابت کا مسئلہ اہم تھا۔ لیکن اس پر ہندوستانی نمائندے متفق نہ ہو سکے۔ اور فیصلہ وزیر اعظم انگلستان ریمزے میکڈانلڈ پر چھوڑ دیا گیا۔ تیسری گول میز کانفرنس ۳۲-۱۹۳۳ء میں منعقد ہوئی۔ اس کے اختتام پر وزیر اعظم نے اعلان کیا۔ کہ سندھ اور اڑیسہ علیحدہ صوبے بنا دئے جائیں۔ مرکز میں مسلمانوں کو $\frac{1}{3}$ ۳۳ فی صدی نیابت دی جائے۔ فوجی اختیارات سردست تاج برطانیہ کے ہاتھ میں رہیں۔ ہندوستان کے مالی استحکام کے

لئے ایک ریزرو بنک کے قیام پر زور دیا۔ صوبہ
 وار خود مختاری کا اصول تسلیم کر لیا گیا۔
 اس کے بعد ہندوستان کی آئینی اصلاحات
 کے متعلق پارلیمنٹ کی جائنٹ کمیٹی مقرر ہوئی۔
 جس نے مفصلہ ذیل آئینی دستور ہندوستان کے
 لئے تجویز کیا ہے۔ اس دستور پر پارلیمنٹ میں
 بحث ہوگی۔ اور پھر وہ قانون ہو جائیگا۔
 اس کمیٹی نے نئے آئینی نظام کا اولین سنگ بنیاد
 صوبہ جاتی خود اختیاری کے اصول پر رکھا ہے۔ اور
 سفارش کی ہے۔ کہ جملہ صوبجات میں دو عملی کو
 منسوخ کر دیا جائے۔ اور وزیرا کو سارے صوبجات
 دائرہ کے لئے عام طور پر ذمہ وار بنا دیا جائے۔
 قانون و انتظام کے نفاذ اور منصفانہ نظم و نسق
 کے قیام کو حکومت کے بنیادی فرائض قرار دیا
 گیا۔ ہندوستان کے خاص حالات میں یہ مناسب
 ہے۔ کہ ایگزیکٹو (انتظامی شعبے) کی خود مختاری کا
 یہ اصول کانسٹیٹیوشن (نظام آئین) میں اس طرح
 مستحکم کیا جائے۔ کہ گورنر کو صوبہ جاتی ایگزیکٹو کے
 افسر اعلیٰ کی حیثیت سے خاص اختیارات اور
 ذمہ واریاں دے دی جائیں۔
 صوبہ جاتی خود مختاری کے لئے مرکز کی تبدیلی

ضروری ہوگی۔ اگر خود مختار "ریونٹ" قائم کر دئے گئے۔ اور ان کے ساتھ موجودہ مرکزی مجالس وضع آئین و قوانین میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی۔ تو خود اختیار صوبوں کی زبردست طاقتیں ان کو مرکز سے دور لے جائیں گی۔ ریاستوں اور برطانوی ہند کے مابین آئینی رشتہ کے بغیر ہندوستان کا اتحاد سخت خطرہ میں پڑ جائیگا۔ اس لئے آل انڈیا فیڈریشن Federation کا قیام از بس ضروری ہے۔ چیدہ چیدہ سفارشات:-

- (۱) اختیارات مابقی Residue Powers کی تقسیم گورنر جنرل کے ہاتھ میں رہنے دی جائے۔
- (۲) سندھ اور اوڈیسہ نئے صوبے بنائے جائیں۔
- ۳ صوبوں میں دو عملی موقوف کر دی جائے۔ ذرا جملہ امور میں گورنر کو مشورہ دیئے۔ لیکن ان علاقوں کے نظم و نسق کے متعلق مشورہ دینے کے حقدار نہ ہونگے۔ جنہیں نظم و نسق سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ اور نہ ہی ان امور میں مشورہ دے سکیں گے۔ جنہیں گورنر کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ وزیرا غیر سرکاری منتخب شدہ ممبروں سے لئے جائیں گے۔
- (۴) غیر مشروط اکثریت گورنر جنرل کے راستہ میں

حائل نہیں ہوگی۔ گورنر وقتاً فوقتاً اپنی ان خاص ذمہ داریوں کو بھی استعمال کر سکیگا۔ جو حکومت ملک معظم میں وزرا کے مشورے سے استعمال کی جاتی ہیں۔

(5) وزرا کو صوبہ جاتی حلقوں کے تمام معاملات پر پورا اختیار ہوگا۔ قانون و امن عامہ بھی وزرا کی تحویل میں ہونگے۔ لیکن پولیس کے داخلی ڈسپن کو سیاسی اثرات سے پاک رکھنے کے لئے یہ ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ پولیس کے متعلق مسودات قوانین اور اس ضمن میں دوسرے قواعد کو مجلس وضع قوانین میں پیش کرنے سے قبل گورنر کی منظوری لازمی قرار دی جائے۔ اور خفیہ پولیس کی رپورٹوں کی بطور خاص حفاظت کی جائے۔

(6) صوبہ جاتی فرنیچر کے لئے قرطاس ایجنس کی تجاویز سے کمیٹی متفق رائے ہے۔ اس سے عین فی صدی آبادی کی بجائے چودہ فی صدی آبادی کو حق رائے دہی حاصل ہوگا۔ اور تعداد ستر لاکھ (جن میں ساڑھے اکتیس ہزار عورتیں بھی شامل ہیں) سے بڑھ کر دو کروڑ نوے لاکھ مرد اور ساڑھے لاکھ عورتیں ہو جائیں گے۔ عورتوں

کی تعداد میں اضافہ ضروری ہے *
 (7) بنگال - صوبجات متحدہ اور بہار کے ساتھ بمبئی اور مدراس میں بھی ایوان ثانی کی سفارش کی گئی ہے - کمیٹی کی رائے میں صوبوں کے ایوان ہائے ثانی کو توڑا نہیں جائیگا - لیکن ہر مبعاد کے اختتام پر ایک تہائی ممبر واپس کر دئے جائینگے *

(8) فرقہ وار نیابت بحالات موجودہ ناگزیر ہے - اور اس فیصلے کے رو سے صوبجاتی مجالس وضع قوانین کی ہیئت ترکیبی کے متعلق جو انتظامات کئے گئے ہیں - وہ متوازن اور دانشمندانہ ہیں *
 (9) اپونا پیکٹ کے متعلق کمیٹی کی یہ رائے ہے - کہ ملک معظم کی حکومت نے اچھوتوں کی نمائندگی کے لئے جو تجاویز طے کی تھیں - وہ اس مرحلے پر اچھوتوں کے نشو و ارتقا کے لئے زیادہ مفید تھیں - لیکن چونکہ اچھوتوں نے خود فرقہ وار فیصلے میں ترمیم منظور کر لی ہے - اس لئے کمیٹی اسے مسترد نہیں کر سکتی - لیکن کمیٹی کا یہ خیال ہے - کہ اگر بنگال میں اچھوتوں کی نشستوں کو کم کر کے اس کے مساوی دوسرے صوبوں کی نشستوں میں اضافہ کر دیا

جائے تو بنگال میں دستور کا چلنا کسی قدر
آسان ہو جائیگا۔

(۱۰) آل انڈیا فیڈریشن میں ریاستوں کی خاص
حیثیت ہوگی۔ لیکن کوئی ریاست اس وقت
تک فیڈریشن میں شامل تصور نہیں ہو سکیگی۔
جب تک کہ خود اس کا حکمران ہر ضاؤ و رغبت
خود ایسا نہ کرے۔ فیڈریشن اس وقت تک
نافذ نہ ہو سکیگا۔ جب تک ہندوستان کی
آبادی کے نصف حصے کے مالک اس میں شمولیت
کے لئے تیار نہ ہو سکیں۔ فیڈرل مجلس قانون
ساز میں مختلف ریاستوں کے والیوں کو ممبر
نامزد کرنے کا اختیار ہوگا۔ جو ریاستیں ابھی تک
فیڈریشن میں شامل ہونے کے لئے تیار نہیں۔
ان کو تھوڑی سی مدت کے لئے چند نشستیں
زائد دے دی جائیں۔

(۱۱) گورنر باجلاس کونسل اس وقت ملک معظم کے
نام پر ویسی ریاستوں کے ضمن میں تفویض
کے جو اختیارات استعمال کر رہے ہیں۔ وہ
کسی فیڈرل مجلس یا اختیار کے ذریعہ سے
ٹھیک طریقے پر استعمال نہیں ہو سکیں گے۔
فیڈریشن کے دائرہ اختیار سے باہر ریاستوں

کے تعلقات کلبیت ملک معظم کے ساتھ ہونگے ۔
 (۱۲) مرکزی ذمہ داری۔ گورنر جنرل امور خارجہ ۔
 کلیسائی معاملات اور برطانوی بلوچستان کا انتظام
 اپنے ہاتھ میں رکھے گا ۔ اور اس باب میں
 اس کے مشیر تین سے زائد نہیں ہونگے ۔
 بقیہ محکموں کا انتظام ان وزرا کے ذریعہ عمل
 میں آئیگا ۔ جو فیڈرل مجلس وضع قوانین سے
 منتخب کئے جائیں گے ۔

(۱۳) گورنر جنرل کو فیڈریشن کی ساکھ اور مالی
 استحکام کے تحفظ کے سلسلے میں خاص اختیارات
 حاصل ہونگے ۔ اُس کی امداد کے لئے ایک
 مشیر لازمی ہوگا ۔ دائسرائے کے مشیران خصوصی
 مجلس وزرا کے ممبر نہیں ہو سکیں گے ۔ لیکن مشیروں
 اور وزرا کے درمیان گفت و شنید کی اجازت
 ہوگی ۔

(۱۴) فیڈرل لیجس لیچر (فیڈرل مجلس آئین ساز) کمیٹی
 دونوں مرکزی ایوانوں کے حدود ۔ برطانوی ہند اور
 دیسی ریاستوں کے نمائندوں کے تناسب اور
 ایوان زیرین میں مختلف قوموں اور خاص مقام
 کی نشستوں کی تعداد کے متعلق واعط پیپر
 (قرطاس ابیض) کی تجاویز کو قبول کرتی ہے ۔

کمیٹی کی رائے میں مسلمانوں کو ضرور برطانوی
ہند کی ایک تنہائی نشستیں ملنی چاہئیں ۔

(۱۵) کمیٹی کی رائے میں فیڈریشن کے ایوان زیرین
کے لئے برطانوی ہند کے نمائندوں کے انتخابات
میں صوبہ جاتی ایوان ہائے زیرین کے ذریعہ سے
بالواسطہ انتخاب کا طریقہ مناسب ہے ۔

(۱۶) مرکزی ایوان بالا کے ضمن میں بالواسطہ انتخاب
کا طریقہ تجویز کیا گیا ہے ۔ جن صوبوں میں دو
ایوان ہیں ۔ ان میں ایوان بالا ۔ مرکزی ایوان بالا
کے ممبر منتخب کریگا ۔ جہاں صرف ایک ایوان
ہے ۔ وہاں انتخابی کالج بنائے جائیں گے ۔ جن کا
انتخاب تقریباً اسی معیار رائے دہی پر ہوگا ۔
جو دو ایوانوں والے صوبوں میں ایوان بالا کے
لئے مقرر ہوگا ۔ مرکزی ایوان بالا کے نمائندے
نو سال کے لئے منتخب ہونگے ۔ ہر تین سال
کے بعد ایک تنہائی ممبروں کا از سر نو انتخاب
ہوگا ۔

(۱۷) وزیر ہند کو ہندوستانی سول سروس اور ہندوستانی
پولیس کے لئے بھرتی کا اختیار ہونا چاہیے ۔
افسران جنگلات و آبپاشی صوبہ جاتی حکومتیں
مقرر کریں ۔

(۱۸) عدالت ہائے قانون - فیڈرل مجلس آئین ساز کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ دیوانی اور ان فوجداری مقدمات میں جن میں سزائے موت دی گئی ہو۔ صوبائی ہائی کورٹوں کی اپیلوں کی سماعت کے کے ایک بورڈ سپریم کورٹ (عدالت عالیہ) قائم کرے +

(۱۹) ایک ریزرو بینک قائم کیا جائے۔ گورنر جنرل کی منظوری کے بغیر ریزرو بینک ایکٹ میں کوئی ترمیم نہ کی جائے۔ اور نہ ہی ایسا قانون وضع کیا جائے۔ جس سے ریزرو بینک کے کانسٹی ٹیوشن یا اس کے کاروبار یا ملک کے مسکوکات اور کرنسی پر کوئی اثر پڑے۔ ریلوے کے انتظام کے متعلق کمیٹی کی یہ سفارش ہے کہ فیڈرل مجلس قانون ساز اور حکومت کے زیر اختیار ایک آئینی ریلوے افسر ریلوے کو کاروباری لائنوں پر چلائے +

(۲۰) برما کو ہندوستان سے الگ کیا جائے +

گورکھ سنگھ
گورکھ سنگھ

Entered in Database

[Handwritten Signature] 25/12/06

Signature with Date

